اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

رکن چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دربیان احوال قیوم رابع حضرت سلطان الاولیا خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قعات بشارات کہ دلالت میکند بوجود مسعود آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واقعہ اول ۔ حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوشخبری دینا : ایک روز امام الاولیا حضرت عروۃ الوثقی جامع علوم دینی و یقینی، ہادی راہ تحقیق گزینی، سالک محقق، کامل مدقق، کاشف حقائق معقول و منقول، واقف اسرار فروع و اصول، معلم دقائق مکتوم حضرت محمد معصوم رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام پوتوں کو جن میں سے ہر ایک اپنے زمانے کا صالح عارف اور برگزیدہ تھا۔ بلایا۔ سب سے پہلے حضرت ابو العلیٰ رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت رض نے اپنی خاص نسبت کا القا اس بوستان قیومیت کے نئے پودے میں رکھا۔ اور حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابو العلیٰ رح کے باپ تھے ۔ فرمایا ، کہ اس طالع بیدار فرزند کے مطلع سے ایسا آفتاب ظہور میں آئیگا جس سے تمام جہان روشن ہوگا ۔ جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات تھوڑے ہی عرصہ میں ظاہر ہونگے ۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ۔ کہ حضرت ابو العلیٰ کے فرزند حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ محمد زبیر رض کی طفیل حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کمالات باطنی سے مشرق سے مغرب تک لوگ مستفید ہو رہے ہیں ۔ اس طرح حضرت قیوم ثانی رح کا

مکاشفہ حرف بحرف ٹھیک نکلا۔

واقعہ دوم۔ حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مبارک کی خوشخبری دینا۔ میرے (مصنفؒ) جدامجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک رات نماز تراویح میں حضرت مروج الشریعت قرآن شریف سن رہے تھے حضرت ابو العلی بھی نماز تراویح میں موجود تھے نماز سے فارغ ہو کر حضرت مروج الشریعت نے فرمایا کہ میں نے شیخ ابو العلی کی پیٹھ پر ایک جانور دیکھا ہے جس سے آسمان کے ساتوں طبقات اور زمین روشن ہو رہے ہیں۔ ضرور ہے۔ کہ شیخ ابو العلی کی پشت سے ایسا فرزند پیدا ہو جس سے تمام کائنات منور ہو جائے۔ واقعی حضرت ابو العلیؒ کے فرزند حضرت محمد زبیر قیوم رابع سے تمام جہان منور ہوا۔ آنجناب کے نور ہدایت نے مشرق سے مغرب تک ذرے ذرے کو گھیر لیا۔ اور حضرت مروج الشریعت رح کا مکاشفہ بالکل سچ نکلا۔

واقعہ سوم۔ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ معظمہ کے طواف کیلئے جانا۔ اور وہاں حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ کے وجود مسعود کی خوشخبری دینا۔ حضرت قیوم ثالث حجت اللہ دوسری دفعہ سفر حج کو جانے سے پہلے فرماتے تھے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آج کل تشریف فرما ہوتے ہیں۔ اور مجھے سفر حج کا حکم دیتے ہیں۔ اور اس سفر کی برکتوں کا اظہار فرماتے ہیں۔ اور از راہ لطف و کرم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت محمد نقشبند ہم تمہارے لینے کیلئے آئے ہیں۔ چنانچہ متواتر تین مہینہ تک تشریف۔ فرما ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت قیوم ثالث حج کو گئے۔ اور حضرت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت کی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجنابؓ کو اپنی نسبت خاص کا القا کر کے فرمایا۔ کہ اس نسبت کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک فرزند ہو گا۔ جو میرا نائب اتم اور خلیفہ اعظم ہو گا۔ جب حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ سفر حج سے واپس آئے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آنجنابؓ کے پیدا ہونے کے بعد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ فرزند جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خاص نسبت سے پیدا ہوا ہے۔ جس کا القا مدینہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا۔

واقعہ چہارم۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ

کے وجود مسعود کی خوشخبری بتا دی۔ اکثر اوقات جناب قدسی صفات رکن جہان۔ قیوم زمان حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار آنحضرت رضی اللہ عنہ سے منصب قیومیت اور مراتب خلت کی تفتیش و تجسس کرتے۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت و قیومیت کا مسند آرا اور ولی عہد اور شمع قطبیت کا نور افزا کون ہوگا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر رفقائے راہ کو حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے امر کے مطابق اور اپنی کشف باطنی کے موافق فرمایا۔ کہ نور الابصار **ابو العلی** رح کے دامنی بہار گلستان میں نہایت عز و جلال سے نہال پر کمال پھلے پھولیگا۔ مقبول بارگاہ الوہیت۔ موصوف حسنات قیومیت عارف بلند سیر اور کامل نو قدر ہوگا۔ کہ ہزار سال میں ایسا موحد ذوالجلال عالم قدس اور الہام معلم انس کے اشراقات سے ظہور میں آیا ہوگا۔ زمانہ کیا ہی خوش نصیب ہے کہ اس جامع علوم کے شرف قدوم سے مشرف و ممتاز ہوگا ؎

دائم رشد رہنمائے آں قطب زماں　　واں قبلہ ارباب دل و کعبہ جاں
تا طفل بشد جواں پیر بشد بجہاں　　پیر است مرید اوست ہر پیر و جواں

واقعہ پنجم ۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد کا برقعہ پوش ہونا اور آنجناب رض کے ظہور کے لئے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تربیت حاصل کرنا۔ حضرت حجت اللہ کے فرزند حضرت ابو العلی نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چہرہ مبارک پر برقعہ اوڑھا۔ شروع میں ایک روز حضرت حجت اللہ رض نے آپ سے برقعہ پوش ہونیکی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح شام میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں اس واسطے میں اپنے چہرہ سے برقعہ نہیں اٹھاتا۔ ایسا نہ ہو کہ کسی اور پر نگاہ پڑے اور بے ادبی ہو جائے۔ آنحضرت رض نے امتحاناً پوچھا۔ کہ اگر جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس بیٹھے ہیں۔ تو ان سے پوچھو کہ ہمارے باپ کو دانتوں کا درد ہے کب شفا ہوگی۔ آنجناب رض نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ تو جواب ملا کہ پرسوں پہلے پہر درد رفع ہو جائیگا۔ چنانچہ اسی روز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق درد رفع ہوگیا۔ حضرت ابو العلی بارہ سال تک برقعہ پوش رہے۔ تاکہ توجہ مبارک سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہو۔ آخر بارہ سال بعد جب روئے مبارک سے نقاب اٹھایا۔ تو حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ وجود میں آئے +

واقعہ ششم ۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود کے بارے میں ممکنات کا مبارکباد دینا: جب امام الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ اپنے قبلہ گاہ والد ماجد کی پشت سے والدہ شریفہ کے رحم میں آئے ۔ تو ملائکہ عظام نے جو قضا و قدر کے کارکن ہیں ۔ اعضا کی متناسب ترتیب، ہڈیوں کی ترکیب، آنکھوں اور پلکوں وغیرہ کے بیان میں مشغول ہو گئے ۔ اس بات کے درپے تھے ۔ کہ کسی طرح شاہ سبحانی محبوب یزدانی کو جو مشیت ایزدی کے جامہ میں چھپا ہوا ہے ۔ اور جلالی اور جمالی پردہ میں پردہ نشین ہے ۔ معہودہ شان و شوکت سے مقررہ وقت پر خلوت گاہ میں جلوہ دیں اس وقت حضرت حجۃ اللہ کو نظر کشفی اور الہام شافیہ سے معلوم ہوا ۔ کہ ممکنات اور تمام اشیا کے حقائق ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں ۔ اور حضرت حجۃ اللہ کو بھی مبارکباد اور سلام دیتے ہیں ۔ اور برہان الاولیا خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی محل سعادت والدہ ماجدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس بشارت سے جو خوشی و خورمی کا سرمایہ تھی ۔ خوش ہو کر دوگانہ شکرانہ ادا کیا ۔ اور فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ حقائق اشیا اور ممکنات کی توجہ اس صاحب حمل کی طرف ہے ۔ اور معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ مولود قبلہ عالم و عالمیان اور کعبہ التفات جہانیان ہو گا ✦

واقعہ ہفتم ۔ ہاتف غیب کا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے وجود مسعود کی بشارت دینا: جب اس جوہر قابل کے ایام وضع حمل قریب پہنچے ۔ اور ولادت باسعادت جس سے زمانہ کو خوشی اور آنکھوں کو تر و تازگی نصیب ہوتی تھی ۔ واقع ہونے والی تھی ۔ تو عالم روحانی میں ایک نورانی شخص نے نہایت خوشی و زمزمۂ داؤدی جیسی خوش الحانی سے اس کلبہ ظلمانی میں نسیم گلستانی سے زمانہ کو طرح طرح کی شگفتگی بخشی کہ قریب ہے ۔ کہ امام زمانہ فرد یگانہ عدم کے پردہ سے ظاہر ہو ۔ مرحبا کہ اسرار الہی کا ماہتاب وقف ہو ۔ امام حزب اللہ حجت اللہ یہ غیبی مژدہ اور لاریبی خوشخبری سنکر پھول کی طرح شگفتہ ہوئے ۔ اور مارے خوشی کے جامے میں نہ سمائے ۔ موجودات کے باغ کی زینت کنندہ کا ہزار ہا شکر بجا لائے ۔ کہ اس نے باغ جہان کو ایسے پودے سے رونق بخشی ۔ اور بوڑھے جہان کو یہ سر دیگر جوان بنا دیا ۔ اور زمانے کے چمنستان کو ایسے نگار رنگ پھول سے شگفتگی عنایت کی ✦

ذکر دربیان

ولادت باسعادت قیوم رابع حضرت پیر دستگیر خلیفۃ اللہ قیوم زمان قطب جہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خزینہ اسرار کے دانشوروں اور گنجینہ ابرار کے ہنر پروروں نے وہ قصہ جو تمام قصوں سے عمدہ اور وہ ذکر جو تمام اذکار سے اشرف ہے۔ بیان کے صفحہ پر یوں ثبت کیا ہے۔ کہ مکرمت کے افق سے صبح سعادت اور معرفت کے آسمان پر خورشید ہدایت کا طلوع ہونا یعنی آنحضرت معدن کمالات نبوت کرم اللہ بالخیر حضرت خواجہ محمد زبیرؒ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۵۔ ذیقعدۃ المعمور ۱۰۹۳ھ ہجری کو ہوئی ؎

از محیط فیض زیبا گوہرے آمد پدید   بر سپہر شرع روشن اخترے آمد پدید

اس مبارک وقت سے لیکر تمام رعایا و برایا کی امیدوں اور خواہشوں کے باغ کو تر و تازگی اور آنکھوں کو بدرجہ غایت بصارت نصیب ہوئی۔ اس نسیم کی خوشبو سے خاص و عام کی عیش و نشاط کا دماغ معطر ہو گیا۔ تمام جہان کا باغ طرح طرح کے شگوفوں اور رنگارنگ کے پھولوں سے بہشت بریں پر بھی فوقیت لے گیا ؎

از نکہت ایں مژدہ زماں گشت معطر   در پرتو ایں لمعہ زمیں گشت منور
ہر مطلب امید کہ بود از پئے دل   از دولت و اقبال تو شد جملہ میسر

چونکہ اس رحمت الٰہی کی دولت کا پورا پورا وصف لکھنا یا بیان کرنا حیطہ تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ اس لئے اس افسر زمان کے مجمل حالات قلمبند کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ جہان کا باغ مکرمت و افضال کے بادل کے ترشحات سے اس لطف یزدانی کے سایہ سے بہار سے بھی بڑھکر تر و تازہ ہوا ہے۔ اور بنی آدم کا چار باغ اس چمن آرا کی ندی کے پانی سے سرسبز ہوا ہے۔ اس مژدہ دلکشا کی نسیم سے غنچہ پھولا نہ سمایا۔ عشرت زمانہ کے تار نے اس ٹیڑھے چنگ کے دلنواز نغموں کے غم کا پردہ پھاڑ ڈالا ہے۔ اس خوشخبری سے دوستوں کے غنچے پھول کی طرح جامے میں نہیں سماتے۔ اور غمگساروں کی جان نے خوشی کے پھول بغل میں دبائے۔ نامقصود مندوں کے دلی مقاصد مقصود مندی کے میووں سے لد گئے۔ طالبوں کو شاہد مقصود ہاتھ آیا۔ حسب دلخواہ مرادیں پوری ہوئیں اہلجہان نے

دل کی ڈبیاں خوش دلی کے جواہرات سے پر کیں۔ جہان والوں نے اپنے پوت کو موتی سے بدل لیا۔ آنکھوں کو سکھ کلیجے کو ٹھنڈک ہوئی۔ دل کے ویرانے کو خوشی کا گوشہ بنایا معکوس فلک کی کشت عشرت مالا مال ہوگئی۔ اہل آسمان کی عیش کا پودا زمین تک جھک آیا ؎

شکر کز لطفِ جہاں دار ازل
شد خلیفہ والی و دار الملل

سبحان اللہ کیا عجیب ظہور ہے۔ کہ خدا ہے۔ ظہور کبریائی کا جلوہ خط ربوبیت کا شاہد ہے اور شاہد خط الوہیت ہے۔ زبان کی ناطقہ غیب ہے۔ اور ناطقہ کی زبان لاریب ہے کشتی شریعت کا سمندر ہے۔ اور حقیقت کے سمندر کی کشتی ہے۔ مشرق کمال کا آفتاب برج یقین کا ستارہ ہے۔ اختر دین کا برج۔ ماہ یکتائی کا آسمان۔ آسمان یکتائی چاند گدائی کا کمان گوشہ ہے۔ کمان بادشاہی کا گوشہ۔ معدن آفرینش کا جوہر۔ جوہر بینش کی کان۔ درخت دولت کا پھل۔ ملت بیاض کا ثمرہ۔ حدیقہ نور۔ اور صفحہ بیاض سرور ہے۔ ؎

زیب دین و دولت لطفِ الٰہ
شد بہفت اقلیم دنیا پادشاہِ دیں پناہ

آں شہے یکتا کہ تا روزے قیامت زیں سپہر
در زمین خیالش آمدہ یکسر درنا

اس قسم کا معشوق بہت سے قرون اور زمانہ ہائے دراز کے بعد عدم کے پردہ اور خلوت سے ظہور میں آیا۔ کہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے وقت سے لیکر کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی انبیا اور اصفیا کی ذات بابرکات میں نزول فرماتی رہی۔ اور جب حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ آیا۔ تو تمام کمالات نبوت رحمانی۔ اور عرفان سبحانی اختتام اور اتمام کو پہنچے۔ علے ہذ القیاس کمالات نبوت کا آفتاب اور ولایت ثلاثہ کی حقیقت کا خورشید طلوع ہوا۔ اور سلسلہ کبرے اور طریقہ اتقیا میں ہمیشہ تشریف فرما ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت خاتم الاولیا خورشید عنوان خاتمہ قیومیت۔ خاتمہ عنوان خلافت انگشتِ رسالت۔ مہر سلطان سپہر کمالات نبوت۔ اور آسمان ولایت کا آفتاب عالمتاب حمل زمانہ کی تحویل کے سبب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ایک ہزار ایک سو بارہ سال بعد تاریک عالم کون و مکان کو منور کیا ؎

جشنے کہ چنیں روزگاراں
درخواب ندیدہ نوبہاراں

نہ حسن کہ نقش چرخ اختر
مجموعہ حسن ہفت کشور

یہ قصہ "کشف الحقائق مقامات قیومیت" میں مفصل لکھا ہوا ہے۔ کہ اختر شناس منجموں اور ستارہ شناس عقلمندوں نے تنجیم و نجوم کے میزان کو دیکھ کر عرض کیا۔ کہ ایسا اتفاق جنہ اور آسمانی سیاروں کا مبارک وقت نہ اس سے پہلے کبھی ہوا۔ اور نہ بعد میں آنا ممکن ہے۔ چنانچہ طالع سعد تھا۔ عطارد نے سرطان کو زیب و زینت بخشی ہوئی تھی۔ زہرہ و مشتری ایک برج میں تھے۔ جو دشمنوں کی جان کو حوادث پر پھینکتے ہیں۔ اور دوستوں کا گل مراد کھلاتے ہیں۔ علے ہذالقیاس ہر ایک ستارہ اپنے مقام محمودہ پر مسعود و مشرف اور خوشی کو بڑھانیوالا تھا ۔

اسد بود طالع خداوند نو — کز و دیدۂ دشمناں گشت کور
عطارد بجوزا بروں تاختہ — مہ و زہرہ در ثور دم ساختہ
برآراستہ قوس را مشتری — زحل در برآرد سازیگری
بششم خانہ راکرد بہرام جائے — چو خدمت گراں گشت خدمت نمائے
چنیں طالع بداں بود ازو — چگویم زہے چشم بد دور زو
چو زاد آں گرامی لقائے چنیں — برافروخت باغ ازنہال چنیں

مرتبہ کیسا ہی عالی ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے صیام و حج کے مابین واقع ہونے سے سرائے فانی کے خراب آباد کو زینت بخشی۔ کیا ہی اعلے درجہ کی منزلت ہے کہ آنجناب کی ولادت باسعادت نے دو عیدوں کے درمیان واقع ہونے سے اِس خاکدان غمکدہ کو نشاط آباد کیا۔ اور ذیقعدۃ المعمور جسے اہل ہند کی اصلاح میں خالی کا مہینہ کہتے ہیں وہ اب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی برکت سے کمالات کے درجوں اور حسنات کے رتبوں سے پُر ہو گیا۔ واقعی اس مہینہ یعنی ذیقعدۃ المعمور کو نہایت اعلے مرتبہ اور بلند درجہ حاصل ہوا کہ رمضان المبارک کا ہمپلہ ہو گیا۔ اور ذوالحجہ پر بھی فوقیت لیگیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے جد شریف حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس تاریک کنیا اور خالی آستانے پر اس معدن نورانی کے تشریف لانے کو اعلے درجہ کی بخشش اور عنایت تصور فرما کر خاک سنت پر جبین نیاز گھسائی۔ اور کما حقہ شکر و سپاس ادا کیا مشائخ نتائج احمدیہ اور اکابر ثمرہ معصومیہ اس دائمی خوشخبری سے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر سر کے بل اس خوشخبری کو بڑھانے والے کے جمال جہاں آرا کو دیکھنے کیلئے گئے۔ کروبی فرشتوں کا گروہ اور مقرب ملائکہ کا

قافلہ اس فصاحت مآب کے حسن کو دیکھنے کیلئے فرش زمین سے لیکر عرش بریں تک صفیں بنائے حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اور سریانی زبان میں گا رہے تھے۔ جن کا مطلب بزبان پارسی یہ ہے ؎

دلا گوہرے کز ازار جمندی — در نام پدر نہد بلندی
یکتا گوہرے کہ چوں کشد اوج — دریا شود و چو آسمان موج

آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے۔ اور رب الارباب کی بارگاہ سے اس منبع برکات کیلئے سلام و تحیات لاتے تھے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاءؑ اور مرسلوںؑ کی روحوں سمیت تشریف فرما ہوکر تحیات و تبارک ادا فرمائی۔ اور مشفقانہ طور پر مربیانہ آغوش میں لیا۔ اس سراپا ہوش کے گوش مبارک میں اذان و تکبیر کہکر فرمایا کہ یہ فرزند کئی ہزار سال کمالات نبوت کے قبہ میں پرورش پاتا رہا۔ اور یہ ہزاروں ماہ کا نتیجہ خزینہ ولایت میں تربیت حاصل کرتا رہا ؎

مہ براوج فلک بلیت طالع شد — کس ندید چنیں ماہ در ہزاراں سال

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فرزند میری آخری امت کا قیوم اور میری امت کا مشہور شیخ ہے اس کے بعد اصالت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی قیوم نہ ہوگا۔ اور کوئی ایسا شخص مسند ارشاد پر جلوہ افروز نہیں ہوگا۔ نیک وقت اور مبارک گھڑی میں آنجناب کا کنیت ابو البرکات۔ لقب شمس الدین اور اسم مبارک محمد زبیر قرار پایا۔ زبیر۔ زبر کی تصغیر ہے یعنی کمالات کتب منزلہ الٰہی۔ اور صحف متبرکہ غیر متناہی بطریق اجمال اس صاحب کمال کی ذات میں اُترے۔ طرح طرح کے کھانے حسب دلخواہ پینے قسم قسم کے لباس اور رنگا رنگ کی خوشبوئیں ؎

دریا دریا عنبر بیں بر — صحرا صحرا شدہ از فر
گل بوئے عبیر پریشاں سنج — پروردہ بصد بہار تارنج
از صندل و عود و شیشہ شیشہ — در گوہر و لعل دستہ دستہ
اکسوں پرندہ رنگ و رنگ — سنجاب و سمور تنگ در تنگ

مہیا و مرتب کرکے مستحق اشخاص کو تقسیم کی گئیں۔ دانشور مورخوں اور ہنرور مصنفوں نے

جن میں سے ہر ایک ذہن سلیم طبع مستقیم سخن پروری کی استعداد اور اشعار گستری کی قابلیت عرفی و انوری کی طرح رکھتا تھا۔ عمدہ عمدہ تاریخیں اور دلپسند شعر کہکر حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت بابرکت میں لایا جسب ذیل تاریخ ولادت باسعادت ہے ؎

آں شیخ مجدد الف ثانیؒ — کہ نبود تا پیش و بہمہ انسان غیر
حق داد باو منصب قیومی را — زو ماندہ معصوم شاہ عالم سیر
معصوم چو از جرم و خطا بود معصوم — زاں نطفہ پاک خواجہ شد صاحب خیر
خواجہ کہ بود نقشبند عالم — اعلیٰ درجہ ابو العلی ماند بخیر
فرزند چو حق داد ابو العلی را — چوں گوہر پاک آمد از معدن خیر
تاریخ تولدش گفتند چو جستند — قیوم زماں قطب پارسا و زبیر

؎

قطبے کہ چو مہر جہاں تاب آمد — محبوب خدا از پیش القاب آمد
تاریخ تولدش گفت ہاتف — مخدوم قطب الاقطاب آمد

؎

بحمد اللہ کہ روشن شد بعالم قطب ربانی — امام الحق محمد ذبیلہ آں محبوب سبحانی
رواچوں خواست تاریخ ولادت باسعادت را — سرش آمد ولی قیوم رابع مجدد ثانی

ایک سعادت مند بخت بلند دایہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی تربیت اور پرورش کیلئے مقرر فرمائی۔ آنجناب کے چچا شیخ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے برادر زادہ بلند ارادہ کی ولادت باسعادت کے دن عمدہ عمدہ قصائد اور مرغوب طبع ابیات سے یہ مضمون معلوم کرکے کہ والدے طینت قطبیت اور قیومیت پیدا ہوا ہے۔ بہتیری کوشش کی گئی لیکن واضح طور پر معلوم نہ ہوا۔ کہ واقعی یہ مولود مسعود قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہوگا آخر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں میں نے مراقبہ کیا۔ اور اس معاملہ کے منکشف ہونے کیلئے توجہ کی۔ تو معلوم ہوا کہ امام ربانی قیوم زمانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی فرماتے ہیں۔ کہ تجھے مبارک ہو۔ تیرا بھتیجا پیدا ہوا ہے جو نہایت بلند ہمت عالی فطرت اور اصالت سے بہرہ ور ہوگا۔ اور قیوم زماں بھی ہوگا۔ جو اس قبیلہ جمیلہ کا باعث فخر ہوگا۔

واقعاتے کہ والدہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مشاہدہ کردہ اند

ایک رات مریم زمانی، فاطمہ ثانی، والدہ آں محبوب سبحانی، قیوم زمانی نے خواب دیکھا۔ کہ رئیس الاولیاء، عروۃ الوثقیٰ، مخزن علوم حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ اپنے روضہ مبارک میں کھڑے ہیں۔ اور ہزارہا مشائخ اس روضہ منورہ کے گردا گرد کھڑے ہیں۔ آخر مجھے مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ یہ انبیاء مرسل اور اولیا کی روحیں ہیں جو تمہارے فرزند سعادت مند محمد زبیر کی پیدائش پر مبارک دینے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ میں نے بگوش خود سنا کہ مجھ عاجزہ کو زبان گوہرفشان سے مبارک باد دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ یہ مولود مسعود قیومیت اصالت اور محبوبیت سے مشرف و ممتاز ہوگا۔ اور قطب زمانہ و فرد یگانہ ہوگا۔ اس کے ارشاد کے انوار سے تمام جہان پر ہو جائیگا ؎

مبارک طالع فرخندہ فالے　　بیا باغ حور مے زیبد نہالے

اس نخیل رحمانی کے باطنی طفیل جمیل سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور طریقہ سنیہ احمدیہ کو رواج ہوگا۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہیگا۔ یہ فرزند احمدیہ کمالات کا متمم مراتب محمدیہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہوگا۔ ہندوستان کا یہ خارستان گلستان سے بدل جائیگا مصرعہ

بیابباغ کہ گلہا شگفتہ خار نماند

ذکر دربیان بشارت یافتن والدہ آنجناب از حضرت خازن الرحمۃ رحمۃ

اس دُرِ یگانہ اور فرد زمانہ یعنی حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی والدہ عفیفہ فرماتی ہیں۔ کہ جس دن میرے فرزند ارجمند معدن الخیر محمد زبیر نے زمانے کے اس غمکدہ کو خوشی وخرمی کا باغ بنادیا۔ تو مجھ عاجزہ پر بے ہوشی کی حالت طاری ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ جد بزرگوار شیخ اسرار خازن الرحمۃ محمد سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ مولود مسعود برگزیدہ احمدیہ و قبلہ معصومیہ ہے عنقریب ہی بہ مرتبہ اعلےٰ اور درجہ کبریٰ سے مشرف و ممتاز ہوگا۔ اور مشائخ دین کا رئیس اور شیوخ یقین امت کا

ہم نشین ہوگا۔ اور سب سے آخری مشہور شیخ ہوگا ؎

زہے دولتِ مادرِ روزگار کہ فرزند چنیں پرورد درکنار

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ فقیر کا طریقہ اس بلند مرتبہ گوہر سے مروج ہوا۔

ذکر دربیان

بشارت یافتن صوفی کبار از روضہ منورہ حضرت عروۃ الوثقیٰ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رئیس الاولیا حضرت حجۃ اللہؒ کے ایک معتبر یار اور خلیفہ ارشد صوفی کامل فرماتے ہیں۔ کہ ایک رات میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کا روضہ منورہ نہایت تعظیم و تکریم سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ رکوع میں ہے اس معاملہ حیرت افزا کے بارے میں میں نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کی۔ آخر کار آنحضرتؓ کے باطن کی طرف متوجہ ہونے سے مراقبہ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میرے نور چشم ابو العلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک فرزند بہرہ مند پیدا ہوا اس واسطے ہم اس کی تعظیم کر رہے ہیں۔

ذکر دربیان

بشارت دادن ملائکہ در روز عقیقہ آنحضرت رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عقیقہ کے دن آنجناب کے جد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ اس ابو الخلق کی پیدائش کے دن آسمان سے فرشتے نازل ہو کر کہتے تھے۔ کہ قریب ہے کہ یہ بچہ محبوب الٰہی اور قیوم زماں ہو۔

ذکر دربیان

آمدن بجہت زیارت حضرت خلیفۃ اللہ در روز عرفہ و احوال چہار

سالگی از ایام صبا

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ عرفہ ذالحج کے روز دیکھا کہ گروہ

فرشتے اور جوق در جوق کروبی آسمان سے فرش زمین پر اس کلبۂ ظلمانی میں آ رہے ہیں اور اس فرزند ارجمند کی آستان بوسی کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا حکم اور فرمان یوں صادر ہوا ہے کہ پہلے محمد زبیر بزرگوار کی زیارت کرو جو کہ ابدی سعادت اور سرمدی سرمایہ ہے بعد ازاں طواف کعبہ اور مناسک حج بجا لاؤ۔ مصرعہ

زہے سعادت آنکس کہ شہ کند یادش

ذکر در بیان

بشارت یافتن از ندائے غیب حضرت حجۃ اللہ در حق حضرت محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ

امام حزب اللہ حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ گذشتہ و آئندہ تمام اولیا اور اصفیا کے کمالات حضرت محمد زبیر کی ذات برکات میں ودیعت درج کئے گئے ہیں۔ اور یہ کہ وہ خاتم الاولیا ہوگا +

ذکر در بیان

آمدن جن بشکل مار برائے زیارت آنحضرت رضے اللہ عنہ

ایک روز ایک سیاہ اژدہا دیو ہیکل فرصت پاکر اس فرشتہ صفت اور اس گوہر صدف ولایت کے سرور آگیں مہد نگارین میں ہو بیٹھا۔ اور اس صاحب کمال کے جمال کو دیکھنے میں مشغول ہوا۔ کبھی آنحضرت کے ہاتھوں کو چومتا اور کبھی قدم مبارک کو۔ کوتہ اندیش نگہبان اور کوتہ بین حفاظت کنندے یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہو کر ادھر اُدھر سے لکڑی، اینٹ، پتھر اٹھا لائے اور اُسے مارنے کیلئے آ جمع ہوئے۔ اس اژدہا نے زبان پُر فصاحت سے یوں عرض کیا۔ کہ خدا و رسول کے واسطے مجھے ایک گھڑی کی فرصت دو تاکہ میں اچھی طرح دیدار کر لوں۔ کیونکہ ہم اس طفل بزرگوار کے مشتاق و محتاج سالہا سال سے تھے۔ آج ہمیں خوش نصیبی و خوش بختی سے اس کی صحبت بابرکت میں حاضر ہونے کا موقع ملا ہے۔ ہم اصل و نسل سے جن ہیں۔ لیکن قباحت شرارت سے مبرا ہیں۔ یہ کہکر نظر سے غائب ہو گیا +

ذکر و بیان

احوال ایام طفولیت آنحضرت رضی اللہ عنہ

اس محبوب الٰہی کے دودھ بھائی کا بیان ہے۔ کہ آنجناب نے لڑکپن میں جو تصابیع و تکلیف شرعی سے مبرا زمانہ ہوتا ہے عام بچوں کی طرح کبھی بستر یا بدن کو غائط و بول سے ملوث نہ کیا اور ننگا رہنے سے بالطبع متنفر تھے۔ کبھی آپ نے خود بخود دایہ سے دودھ نہ مانگا۔ اور نہ بچوں کی طرح کبھی روئے۔ اور نہ ہی کھیل کود میں مصروف ہوئے۔ اگر بالفرض اپنے معصر اور آپ کی مجلس میں آتے۔ اور آپ کو کھیل کود کی رغبت دلاتے۔ تو آپ ہرگز مائل و راغب نہ ہوتے۔ اور نہ خواہش کرتے۔ بلکہ زبان مبارک سے فرماتے۔ کہ پیری مریدی میں وقت کا صرف کرنا خوش وقتی ہے۔ آپ حضرت حجت اللہ کی طرح لوگوں کو مخاطب کر کے توجہ دیا کرتے اور خوشخبری سے مشرف فرمایا کرتے تھے +

ذکر و بیان

احوال از عمر چہار سالگی تا بدوازدہ سالگی بشارت دادن حضرت حجۃ اللہ کہ جمیع کمالات اولیاء درین طفل ودیعت کرند

امام حزب اللہ حجت اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اوقات غیب سے آواز آتی تھی۔ کہ ہم نے محمد زبیر کی ذات بابرکات میں تمام گذشتہ اور آئندہ اولیا اور اصفیا کے تمام کمالات رکھ دئے ہیں۔ اور وہ خاتم اولیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی عمر کے چار سال اور چار ماہ گذر گئے۔ تو آنحضرت کو ایک سعادت مند ادیب اور طالعمند معلم کے سپرد کیا گیا۔ اور آنجناب کی طبع مبارک کی اصلاح کیلئے کئی دانشوران سخنور اور دانایان خرد پرور مقرر کئے۔ تاکہ اپنا وقت تکمیل علوم اور تحصیل فضائل میں صرف کریں۔ اپنے قدوم میمنت لزوم سے استاد یگانہ کی آنکھوں میں گھر کر لیا

؎ دلستان از قدومش شد گلستان — کہ یاد ایچنین حولی استاں

میرے (مصنف رح) کے قبلہ گاہ فرماتے ہیں۔ کہ میں تعلیم میں حضرت مدید رئیس الاولیا حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کا ہمنشین ہوا۔ بعض اوقات آنجناب پر اپنے باطنی بڑے احوال

طاری ہوئے۔ تو آنجناب کی طبع مبارک میں تغیر واقع ہوتا۔ اور کانپنے لگتے۔ حتی کہ
بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ اگر کوئی لڑکا آپ کے اس حال کی بابت پوچھتا۔ تو
آپ اُسے مطلع نہ فرماتے۔ واقعی ؎

ہر کسے را سر حق آموختند　　مہر کردند و دہانش دوختند

آخر کار اپنے عارف آگاہ حضرت قبلہ گاہ سے یہ حالت عرض کی حضرت جد شریف
نے فرمایا کہ مناصب احمدیہ کے دقیقہ اور کمالات موروثہ معصومیہ کے خزینہ کے
حقیقیہ اسرار ہیں۔ جو مبارک وقت میں جلوہ گر ہوتے ہیں +

ذکر در بیان

آرزو کردن والدۂ آنحضرت برائے فرزند دیگر و بشارت دادن
حضرت حجۃ اللہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آنحضرت رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ فرزند بلند فطرت محمد زبیر کی
ولادت باسعادت کے بعد میں نے حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں ایک اور فرزند
کیلئے التجا کی۔ میں چاہتی تھی۔ کہ ایک اور لڑکا پیدا ہو۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ تمام شیروں سے بڑھکر بہادر اور دلاور اور شیروں کو پچھاڑنے والا شیر تمہارے
شکم میں اس طرح ہے۔ جیسے سیپی میں جوہر لطیف۔ واقعی فرزند بہرہ مند معدن الخیر
محمد زبیر گوہر وحید الدہر ہے +

چو خواہد شد قطب دو جہاں　　کہ ہرگز نرسند درا تواماں

ساتھ ہی خوشخبری سنائی کہ انشاء اللہ بیس سال کی عمر میں تمام کمالات مناصب احمدیہ اور
تمام مراتب معصومیہ سے معزز و مشرف ہو گا +

ذکر در بیان

احوال آنحضرت ہمراہ جد شریف حضرت حجۃ اللہ بلشکر سلطان عصر

میرے (مصنف) جد شریف فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ کے جد
بزرگوار منبع اسرار سفر حج کے ارادہ سے جا رہے تھے۔ اور حضرت قیوم رابع بھی

آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ چونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنی درگاہ کے برگزیدوں کو ازل ہی سے قابل جوہر عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اس بزرگ زادہ بلند امادہ (حضرت قیوم رابع) کو وہ ہمت عالی اور مرتبہ بلند دے رکھا تھا۔ کہ سات سال کی عمر میں بسبب وسعت حوصلہ اور رفعت منزلت بڑے بڑے ارادے کئے۔ آنجناب کی شائستگئے حال آراستگئے مقال فصاحت کلام اور لیاقت زبان روشن ضمیر بادشاہ کی افواج بحر امواج میں شہرۂ آفاق تھی صفائی کا ستارہ اور ولایت کا اختر آنجناب کی پیشانئے مبارک سے ظاہر ہوتا تھا ؎

بالائے سرش زہوشمندی ۔۔۔ مے تافت ستارۂ بلندی

جو شخص آنجناب رضؓ کے انوار دیدار سے منور ہوتا تھا۔ وہ اس دُر یگانہ اور فرد زمانہ کی اوضاع کریمانہ اور اطوار بزرگانہ سے حیران ہو جاتا تھا۔ اور کہتا تھا ؎

بزرگی بعقل ست نہ بسال ۔۔۔ و شرکے بہوش است نہ بمال

حضرت امام معصوم رضؓ کے خلیفہ شیخ ابو المظفر برہانپوری کے مرید حسین عشاق جب کبھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے یہی فرماتے کہ یہ مخدوم زادہ اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ جب آنحضرت کو شاہی لشکر میں رہتے کچھ عرصہ ہو گیا۔ تو بادشاہ کی فوج کو فرنگیوں کی فوج سے لڑنا پڑا۔ اس واسطے عرب ہند کا درمیانی رستہ بند ہو گیا۔ اس لئے حضرت حجت اللہ نے اس راہ سے حج کو جانا ملتوی کر دیا۔ اور واپس چلے آئے ✤

ذکر در بیان

بشارت دادن حضرت شیخ سیف الدین در حق حضرت خلیفۃ اللہ در ایام طفولیت

ایک دفعہ جناب امام الامام، اکرم دوران۔ منبع صبر محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں مرض ہوا۔ ان دنوں حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار سے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھے۔ حضرت قیوم رابع کی والدہ ماجدہ نے اپنے نور چشم کی شفا کے لئے عرض کیا۔ کہ چند روز سے اس کی طبیعت ناساز ہے اور حدیقہ زندگانی کے اس نونہال اور سرچشمہ فیض ربانی کے سرچشمہ کو کچھ عارضہ سا ہو گیا ہے۔ اس حضرت ان معنی و معنی شناس نے اس عالم معمورہ کے پارسا کے جمال پر کمال کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ زمانے کے

باغ میں ایسا پھول پہلے کبھی نہیں کھلا ہے! و روئے زمین پر ایسا والئے ولایت کوئی نہیں ہوا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یہ صفات، رجلا در مناقبات اکمل ما بین شہو و معرفت ہوگا +

ذکر در بیان سفر کعبہ ہمراہ جد شریف خود

حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے طواف اور حرم مکرمہ کی زیارت کے ارادہ سے جیسا کہ اس کتاب کے تیسرے حصے میں درج ہو چکا ہے۔ کابل کی طرف روانہ ہوئے! اور وہ سرزمین نے بصارت کے قدوم میمنت لزوم کی طفیل بے اندازہ تر و تازگی پائی۔ اور تمام اہل کابل کو طرح طرح کی سعادت کے اوصاف اور روز افزوں بشاشت نصیب ہوئی +

ایک دن حضرت سلطان الاولیائ نے ایک عمدہ سا سیب اپنے دست مبارک میں پکڑا ہوا تھا کبھی اُسے دیکھ کر خوش ہوتے! اور کبھی اس کی خوشبو سونگھتے۔ اتفاقاً وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے لڑھک کر خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے فرزندوں میں سے خواجہ مرزا جو حضرت حجت اللہ کے عمدہ خلفا میں سے تھے کے قریب پہنچا۔ آپ نے وہ سیب نہایت تعظیم سے اٹھا کر آنجناب کو دیا۔ چنانچہ تین مرتبہ وہ سیب آنجناب کے دست مبارک سے گرا۔ اور تینوں مرتبہ آپ نے اٹھا کر آنجنابؒ کے پیش کیا۔ آخر حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ سیب جو ہمارے فرزند کے ساتھ سے جدا ہو کر جو جاتا ہے۔ یہ نعمت عظمےٰ ہے۔ اغلب ہے کہ اس سے تمہیں دولت ابدی اور سرمایہ سرمدی نصیب ہو۔ اُسے سنبھال کر رکھو۔ کہ منصب قیومیت وقطبیت کے اس والی سے تمہیں دائمی نفع اور جاودانی فائدہ پہنچیگا۔ خواجہ صاحبؒ نے وہ سیب بڑی حفاظت سے رکھا۔ اور آداب بجالایا۔ بعد ازاں آنحضرتؒ نے فرمایا۔ کہ اس فرزند کی قیومیت کے طلوع آفتاب اور صبح قطبیت کے ظہور کا وقت قریب ہے اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچیگا۔ اور فیض باطنی حاصل ہوگا۔ اس سیب کا قصہ عنقریب مفصل لکھا جائیگا +

ذکر دربیان

احوال آنحضرت کہ از عمر دوازدہ سالگی تا بست سالگی رفتن آنجناب بسفر حج ہمراہ جد بزرگوار بمرتبۂ قیومیت رسیدن

مبارک سال اور نیک مہینے میں نائب مناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے خاتم اولیا حضرت خلیفۃ اللہ کی ولادت باسعادت کے بعد کعبہ معظمہ کے طواف اور مدینہ منورہ کی زیارت کا عزم بالجزم کیا۔ کیونکہ آنحضرت اس امر کے لئے منجانب اللہ مامور ہوئے تھے۔ کہ یہ وہی طفل بزرگوار ہے۔ کہ اس کی پہلے بسبب القائے نسبت علیہ وہ ولی ازلی سفر حج کے لئے مامور ہوئے تھے۔ آیت کریمہ اَنَا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اِسۡمُہٗ یَحۡیٰی کے قصہ کی طرح مشہور ہو گیا۔ مصرعہ

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں

چند سال تک حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور دودھ جو تمام عالم کا مربی ہے آنحضرت (خلیفۃ اللہ) رضی اللہ کے والد بزرگوار کو اپنی حضوری میں تربیت کرتا رہا۔ چنانچہ یہ بات مفصل طور پر پہلے بیان ہو چکی ہے

پدر نور و پسر نور یست مشہور — از ینجا فہم کن نور علیٰ نور

پس آنحضرت رضی اللہ عنہ کو خیال آیا۔ کہ اب السفر وسیلۃ الظفر کو طے کرنا۔ اور اس عزیز الوجود کو حرم شریف کی زیارت کا شرف حاصل کرانا چاہیے۔ تاکہ اُسے بے انتہا کمالات اور لاانتہا عنایات حاصل ہوں۔ ایران کی راہ سفر حج کے ارادے سے کابل تک پہنچے۔ لیکن بادشاہ ہند نے نہایت عجز آمیز عرضی لکھی۔ کہ جناب کابل سے واپس آجائیں۔ اور دکن کی راہ حج کے لئے تشریف لے جائیں۔ تاکہ میں قبلہ اخیار کے دیدار فائض الانوار سے مستفید ہو سکوں۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ بپاس خاطر بادشاہ کابل سے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے بھی آنحضرت نے سفر حج کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن بعض موانعات کی وجہ سے تشریف نہ لیجا سکے توقف کی وجہ یہ تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ چونکہ اب جناب کا سن شریف بارہ چھوڑ تیرہ سال کا ہو گیا۔ تو حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ

کو الہام ہوا۔ کہ حج میں توقف اس واسطے ہوا۔ کہ محمد زبیر ابھی خورد سال تھا۔ اب بالغ ہوگیا ہے۔ خاطر جمع سے حج کیلئے روانہ ہو جاؤ۔ حضرت حجۃ اللہ رض اس فیض اشارت بشارت سے خوش و خورم ہو کر اپنے بزرگوار فرزند کو ساتھ لے حرمین الشریفین کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ راہ مکہ کی اثنا میں حضرت حجۃ اللہ رض نے ایک راز کی بات مجھ سے پوچھی۔ وہ یہ کہ کشف حقائق کہاں تک حاصل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تمام اولیا اور انبیاء کے حقائق معلوم ہیں چنانچہ اگر میں چاہوں تو ایک ایک کو جدا بیان کر سکتا ہوں۔ تمام سالکوں کے سلوک کی کیفیت مجھ پر منکشف ہے۔ کہ فلاں سالک ربع ولایت طے کر چکا ہے۔ اور فلاں نصف اور فلاں دو تہائی۔ اور تمام اولیا کے مشارب مجھے معلوم ہیں۔ کہ فلاں شخص محمدی المشرب ہے اور فلاں عیسوی المذہب وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کشف الٰہی و کونی مفصل مجھے معلوم ہے۔ حضرت حجۃ اللہ رض نے یہ سنکر نہایت ہی خوش ہو کر فرمایا کہ اس قدر کشف سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ شیخ نجم الدین جو اس امت کے بڑے ولی ہو گذرے ہیں۔ اپنی ولایت کے کشف سے واقف نہ تھے کہ کس نبی کے زیر قدم ہے۔ ایک دفعہ آپ کے شہر میں ایک بزرگ وارد ہوا جسے ولایت مشارب کا کشف حاصل تھا۔ شیخ صاحب نے اپنے مرید کو اس کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ میری ولایت کا مشرب کونسا ہے یعنی کس نبی کے زیر قدم ہے۔ جب اس نے شیخ صاحب کے مرید کو دیکھا۔ تو کہا یہودی توجہ کرتا ہے۔ وہ مرید سخت ناراض ہو کر لوٹا۔ اور اپنے پیر سے ماجرا بیان کیا۔ شیخ نے کہا ناراض کیوں ہوتے ہو۔ واقعی میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زیر قدم ہوں۔ بعد ازاں حضرت قیوم ثالث رض نے حضرت قیوم رابع کو فرمایا کہ اس نعمت کا شکر بجا لاؤ۔

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں جن دنوں جہاز پر سوار تھا ایک دن خواب میں دیکھا کہ تمام جہان عرش سے فرش تک میرے وجود سے پر ہوگیا ہے۔ جب میں نے یہ خواب آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو

فرمایا۔ یہ قیومیت کی علامت ہے۔ تم تمام مخلوق خدا کے قیوم ہو گئے۔ اور قیومیت وہ مقام ہے۔ جو گذشتہ و آیندہ اولیا میں سے سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نصیب نہیں۔ قطبیت۔ فردیت غوثیت وغیرہ تمام مناصب قیومیت کے ظل ظلال ہیں۔ قیوم ہی تمام جہان و اہل جہان کا قبلہ توجہ ہوتا ہے۔ اور اُسے پروردگار کی طرف سے "ذات موہوب" حاصل ہوتی ہے۔ جس سے تمام چیزیں قائم ہوتی ہیں۔ ہزار سال بعد امت محمدی میں ہی ایک شخص اس منصب کیلئے مبعوث ہوتا ہے۔ ہزارہا خدمتگار قیوم کے ماتحت جہان کی کارروائی کرتے ہیں۔ قطب، غوث، فرد سب قیوم کے ملازم رہتے ہیں انبیا کو یہ منصب عطا ہوتا ہے۔ یعنی انبیا اولوالعزم کو جو ہزار سال بعد مبعوث ہوتے ہیں جناب خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہزار سال بعد یہ منصب اللہ تعالےٰ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ اور آنحضرت کے دو تین فرزندوں کو بھی اس منصب سے سرفراز فرمایا۔ قیوم پروردگار کا وزیر اعظم اور نائب ہوتا ہے اور تمام مخلوق بمنزلہ عرض ہوتی ہے۔ اور وہ بمنزلہ جوہر۔ منصب قیومیت حضرت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر طینت پر موقوف ہوتی ہے۔ حق تعالےٰ نے یہ منصب تمہیں عنایت فرمایا ہے۔ طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمیر بھی تمہارے جسم میں بطور امانت ہے۔ اس نعمت عظمےٰ کا شکر بجالاؤ۔ "کشف الحقائق قیومیت" میں اس بات کی مفصل وجہ درج ہے۔ کہ اس قلیل عرصے میں کیوں اتنے قیوم ہوئے ٭

جب منزلیں طے کر کے حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً وکرامۃً میں پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آدھی رات اور دوپہر تک دیدار کعبہ پر مراقبہ کرتے رہتے۔ بعض اوقات سارا دن اور ساری رات ہی مراقبہ میں گذر جاتا۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ ؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو قیومیت اور قطب الاقطابی کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ اب تو یہ منصب جناب کی ذات مبارک کے متعلق ہے۔ آنحضرت ؓ نے فرمایا کہ اب میری رحلت کا وقت قریب ہے۔ یہ منصب اب تمہیں عنایت ہوگا جب مدینہ منورہ پہنچے۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ سارا دن اور ساری رات جناب

رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں پردہ خاص کے اندر مراقبہ کئے رہتے۔ ایک روز حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ کے پاس حضرت خلیفۃ اللہ رض کو فرمایا کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمہیں خلعت قیومیت پہنائی ہے اب تم کمالات الٰہی کے قرب میں میرے برابر ہو۔ کوئی ایسا کمال نہیں جو حق تعالےٰ نے تمہیں عنایت نہیں فرمایا۔ اس روز سے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ سے برادرانہ سلوک کرنا اور اپنے برابر سمجھنا شروع کیا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ محمد زبیر تم قرب پروردگار میں میرے بھائی کی طرح ہو۔ پھر آنجناب رض نے اپنے روبرو سالکوں کو توجہ دینے کا حکم دیا۔ آنجناب رض نے عرض کیا کہ میں بپاس ادب جناب کے روبرو لوگوں کو توجہ نہیں دے سکتا۔ پھر جب حضرت قیوم ثالث رض نے تاکیداً فرمایا۔ تو عذر کی مجال نہ رہی۔ ایک طرف حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ توجہ دیتے اور دوسری طرف سے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ اس طرح مریدوں کا حلقہ ختم کرتے تھے۔ بعض اہل عرب کو خیال آیا کہ تعجب ہے۔ کہ حضرت حجۃ اللہ رض نے ایک بچے کو خلقت کا پیشوا بنا دیا ہے اُسی رات ان لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ محمد زبیر میرا خلیفہ ہے میں نے اُسے تمہاری تربیت کیلئے مقرر کیا ہے ؛

انہیں دنوں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ محمد زبیر کی قدر کوئی کیا جانے۔ یہ شخص ہے کہ میں مدت مدید تک اُس کے باپ کی تربیت کرتا رہا تمہیں ہند سے بلا کر اپنی خاص نسبت کا القا کیا۔ تب یہ فرزند پیدا ہوا۔ اس کی بزرگی کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ میری امت میں چار شخص اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ مجدد الف ثانی، عروۃ الوثقےٰ، حجت اللہ، اور محمد زبیر خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہم۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی علیہ الرحمۃ نے جو ملک شام کا سب سے بڑا شیخ تھا۔ اپنے بیٹے محمد کو حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کا مرید کرایا۔ آنجناب رض نے اُس کی تربیت کر کے خلافت عنایت فرمائی۔ آج کل ملک شام کا بڑا شیخ خیال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سلطان روم اُسی کا مرید ہے۔

اس ملک کے اکثر مشائخ نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ کہتے ہیں اُس کی خانقاہ کا سالانہ خرچ تین لاکھ دینار ہے۔ جن دنوں آنجناب مدینہ میں تھے۔ تو حاکم مدینہ کو حکم ہوا۔ کہ ایک شخص اس صورت و شکل کا ہے۔ اُسے روضہ نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چار دیواری میں داخل نہ ہونے دینا۔ اس شخص کے ملازم نے حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص جو اکثر جناب کی خدمت بابرکت میں حاضر رہتا ہے۔ اب اس کے لئے روضہ منورہ کی چار دیواری میں آنا حکماً منع ہے۔ امید ہے کہ جناب اُس کی سفارش فرمائینگے۔ حضرت قیوم ثالث اس کے بارے میں جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعد ازاں اس شخص کو کہا کہ اس نے حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضؓ کے بارے میں اپنے دل میں بدگمانی کی ہے۔ اس واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر ناراض ہیں۔ اس شخص نے خود حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ واقعی حضرت خلیفۃ اللہ کی نسبت میرے دل میں بُرا خیال آیا تھا۔ سو اب مَیں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ حضرت حجۃ اللہ رضؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ سے اس کی تقصیر معاف کرائی۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ حرمین الشریفین سے لوٹ کر ہند آئے۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کو محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کی خوشخبری دی۔ اور فرمایا۔ کہ حضرت مجھے بھی عروۃ الوثقی رضے اللہ عنہ نے حج سے واپس آ کر محبوبیت ذاتی کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی۔ واضح رہے کہ یہ محبوبیت ذاتی خمیر طینت محمدی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر موقوف ہے۔ اور محبوبیت صفاتی و افعالی بغیر طینت کے حاصل ہو سکتی ہے۔ محبوبیت ذاتی تمام اولیائے امت میں سوائے قیوم اربعہ اور مروج الشریعت کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں محبوبیت صفاتی و افعالی باقی اولیا کو بھی درجہ بدرجہ حاصل ہے ؛

ذکر و بیان

حوالہ کردن حضرت حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ جمیع مریدان و خلفائے خود را بحضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ و ولیعہد کردن و خلعت قیومیت و قطبیت پوشانیدن حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ را و رفتن آنحضرت بہ کابل :-

حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پوتے ننو سال بعد ۱۱۱۱ھ ہجری میں حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت پہنائی۔ اور اپنا ولیعہد بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفا کو تربیت باطنی کے لیئے ان کے حوالے کیا۔ ایک مجلس میں اپنے سامنے حضرت قیوم رابعؓ کو فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دو۔ اور اپنے مقابل مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور عام مریدوں کو حکم دیا۔ کہ محمد زبیرؓ کے حلقہ میں بیٹھا کرو۔ اور اسی سے فیض اخذ کیا کرو۔ اور اس کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضے اللہ عنہ کی طرح جانو۔ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے تمام مریدوں اور خلیفوں نے حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ سے بیعت کی! اور اُن کے مرید ہو گئے۔ انہیں دنوں حضرت حجۃ اللہ ؓ نے حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ پروردگار اپنے فرشتوں سے تمہارے اوصاف بیان کر کے فخریہ فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میرے بندے ایسے بھی ہوا کرتے ہیں۔ بعد ازاں فرمایا کہ قرب الہی کے تمام کمالات جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضے اللہ عنہ کو عنایت ہوئے تھے۔ وہ تمام بلا کم و کاست حق تعالے نے تمہیں مرحمت فرمائے ہیں *

جب حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ سمندر عبور کر آئے۔ تو عالمگیر بادشاہ استقبال کر کے آنجناب کو اپنے لشکر میں لے آیا۔ حضرت قیوم ثالث ؓ نے شاہی لشکر میں پہنچکر آنجنابؓ کو اپنا ولیعہد مقرر فرمایا۔ جہاندیدہ آدمی اور کہن سال بادشاہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کی ذکاوت طبع و فہم و فراست دیکھکر حیران تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ بزرگی اور فراست جو اس خوردسال بچے میں ہے۔ کسی سال خوردہ میں بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ واقعی اس میں قطبیت و قیومیت کی قابلیت ہے۔ حضرت قیوم ثالثؓ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو ولیعہد بنانے کے بعد سرھند جانیکا ارادہ کیا۔ عالمگیر نے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کے اوضاع و اطوار دیکھ کر بے اختیار عرض کیا۔ کہ اگر آنحضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو کچھ عرصہ کیلئے یہاں چھوڑ جائیں تو میں ان کی صحبت سے فائدہ اُٹھاؤں۔ آنحضرت ؓ نے آپ سے پوچھا۔ کہ اگر چاہو تو

میرے ساتھ چلو۔ چاہو تو بادشاہ کے پاس رہو۔ آنجناب رضی نے عرض کیا۔ کہ اگر آپ کا حکم ہے تو مجبور ہوں۔ اگر میری مرضی پوچھتے ہو۔ تو میں ایک گھڑی بھی بادشاہ کے پاس رہنا نہیں چاہتا +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم اکبر آباد آئے تو حضرت قیوم ثالث رضی کے بڑے خلیفہ شیخ عبدالکریم علیہ الرحمۃ نے مجھ سے توجہ طلب کی۔ میں نے آنحضرت رضی سے عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو تو اسے توجہ دوں آنحضرت نے فرمایا۔ کہ میرے تمام مرید اور خلفاء تمہارے مرید ہیں۔ سب کو لازم ہے کہ تمہارے معتقد ہو جائیں۔ تم بلا توقف انہیں توجہ دو۔ بعد ازاں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو شخص اپنی سعادت چاہتا ہے۔ وہ قطب زماں قیوم جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا مرید ہو جائے کیونکہ خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی مرضی یہی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ سے جو کمالات مجھے حاصل ہوئے! اب وہ تمام کمالات میرے فرزند محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئے ہیں۔ تمام تورات و حکمات نے اس سے رجوع کیا ہے +

جب شاہجہان آباد آئے۔ تو حضرت قیوم ثالث رضی نے حضرت خلیفہ اللہ داد کو کابل جانے کا حکم دیا۔ کہ وہاں جا کر لوگوں کو ہدایت کرو۔ آنجناب حسب الحکم کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگوں کو جب آنجناب کی تشریف آوری کی اطلاع ہوئی۔ تو سب اُسے اپنی سعادت خیال کر کے استقبال کیلئے آئے اور وہاں کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب رضی کے مرید ہوئے۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے مشائخ آنجناب رضی کے حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے خلیفہ حاجی عبداللہ نے رجوع کیا اور طلب توجہ کی۔ جب آنجناب رضی نے بپاس ادب حاجی صاحب کو توجہ دینے میں تامل کیا۔ کیونکہ حاجی صاحب بزرگ اور سن رسیدہ آدمی تھے۔ تو حاجی صاحب رضی نے عرض کیا۔ کہ میں نے ایک رات بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ پروردگارا! مجھے قطب وقت کا مرید بنا۔ اسی رات میں نے خواب میں تین شخصوں کو دیکھا۔ ایک بوڑھا دوسرا جوان اور تیسرا بچہ۔ بوڑھے اور بچے کے تمام لباس پر اسم ذات لکھا ہوا تھا۔ لیکن جوان کے صرف کمر تک تھا۔ ایک نے آواز دی کہ تینوں قطب ہیں جب حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ

کابل میں تشریف لائے۔ تو جو کچھ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا
بوڑھا شخص حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تھے۔ جوان اُن کے فرزند حضرت ابو العلےٰ
رضی اللہ عنہ اور بچہ ان کے پوتے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ پھر منت سماجت
سے توجہ کیلئے عرض کیا۔ آنجنابؓ نے حاجی صاحب کو توجہ باطنی دی۔ بعد ازاں خواجہ
خسرو خواجہ میرزا اور اخوند موسیٰ وغیرہ نے حضرت قیوم رابع سے توجہ
کی درخواست کی۔ انہیں بھی آنجنابؓ نے فرمایا کہ تم بزرگ ہو مجھ سے توجہ لینے کی کیا ضرورت
ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہم حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مامور ہیں
کہ جناب سے فیض حاصل کریں۔ خواجہ میرزا نے وہ سیب والا قصہ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے
عرض کیا۔ جب انہوں نے بہت منت و سماجت کی تو حضرت خلیفۃ اللہ ؓ نے ہر ایک
مہربانی کر کے نسبت باطنی کا القا فرمایا۔ ان سب بزرگوں نے اپنے اپنے فرزندوں کو
بھی آنجناب کی خدمت میں لا کر مرید کرایا۔ چنانچہ اخون موسےٰ کے فرزند میر سعد اللہ خواجہ
خسرو کے فرزند خواجہ فیض اللہ وعباد اللہ خواجہ میرزا کے فرزند خواجہ محمد امین کو حضرت
خلیفۃ اللہ ؓ نے مرید کر کے تربیت کی۔ اور انہیں دونوں خلافت عنایت فرمائی۔ اُن میں
سے ہر ایک کو اس ملک میں قبولیت عظیم نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ اُن کے مرید ہوئے۔
اور عجیب و غریب حالات پیدا ہوئے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر لکھا جائیگا۔ ہر صبح شام ہزارہا
لوگ آپ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ اور ہر روز کابل میں اطراف و جوانب سے سینکڑوں آدمی
حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوتے۔ تقلیدی لباس کندھے سے اُتار
خلعت تحقیقی پہنتے۔ اس مرشد عالم کا ہنگامہ رشد و ارشاد گرم ہوا۔ جیسا کہ ان عریضوں
سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جو آنجنابؓ نے اپنے جد بزرگوار کی خدمت میں لکھی ہیں۔ نیز
ذات و صفات کے حقائق و معارف بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ
مَیں نے اپنی محبوبیت پر نگاہ کی۔ تو اُس نے ایسا غلبہ کیا۔ کہ مَیں اپنا عاشق بن گیا۔
علیٰ ہذا القیاس آنجناب ؓ نے نہایت نازک اسرار بھی بیان فرمائے ہیں جن تک عقل سلیم
بھی نہیں پہنچ سکتی۔ لیکن اُن عریضوں کو اس کتاب میں بخوف طوالت نہیں لکھا مختصر
یہ کہ حضرت قیوم رابعؓ نے چند ماہ تک کابل میں رہکر اپنے جد امجد کی زیارت کا ارادہ
کیا۔ ان دنوں سرہند کے اکثر بزرگ کابل ہی میں تھے۔ چنانچہ میرے (مصنفؒ) جد شریف

بھی کابل ہی میں تھے۔ تمام عزیزوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانا چاہا۔ اتنے میں خبر آئی۔ کہ آج کل شہزادہ معظم اور دشمن میں لڑائی ہے۔ اور کابل سے پیشاور تک دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے۔ جو ملکی یا فوجی آدمی انہیں ملتا ہے اُسے قتل کر دیتے ہیں۔ تمام بزرگوں نے اس بارے میں استخارہ کیا۔ تو کہا کہ ہمارا باطن اجازت نہیں دیتا۔ میرے جد شریف رضی اللہ عنہ نے آنجناب سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارا باطن جانے کی اجازت دیتا ہے۔ میرے جد امجدؒ نے عرض کیا۔ کہ جناب کا فرمانا ہمارے لئے نص قاطع ہے۔ ہم جنابؓ کے ہمراہ چلینگے۔ پہلی ہی منزل میں میرے جد امجد کے اونٹ کا نمدہ اُٹھا کر لے گئے۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ تو فرمایا کہ میں نے اپنی توجہ سے دشمن کے فساد کو نمدے پر ٹال دیا ہے۔ آیندہ کوئی مصیبت پیش نہیں آئیگی۔ صرف اسی قدر تھی جو گذر گئی۔ اب سرہند تک خیریت محض ہے۔ واقعی پھر سرہند تک کوئی مصیبت پیش نہ آئی +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جد امجد کی زیارت کی۔ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ اہل کابل نے تمہاری قدر کیا پہچانی ہوگی۔ تمہاری قدر خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معلوم ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ محمد زبیر! حق تعالےٰ نے تمہاری دنیا کو بمنزلہ آخرت کر دیا ہے۔ اور تمہیں سابقین کے زمرے میں داخل فرمایا ہے "والسابقون السابقون اولئک المقربون" جو بشارات حضرت حجۃ اللہؓ نے حضرت خلیفۃ اللہؓ کو عنایت فرمائیں۔ اگر ساری لکھی جائیں تو الگ ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے اس واسطے انہیں مفصل نہیں لکھا +

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ چودہ سال تھے کہ حق تعالےٰ نے آنجناب کو گذشتہ و آیندہ تمام اولیا کے سارے کمالات عنایت فرمائے۔ اور اکیس سال کی عمر میں آنجنابؓ نے ارشاد قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا +

اب یہاں سے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے عہد قیومیت کے سال بسال کے حالات درج کئے جاتے ہیں +

ذکر در بیان

نشستن حضرت خلیفۃ اللہ بر مسند ارشاد و احوال سال اول قیومیت آنحضرت و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے ماہ صفر کی پہلی تاریخ سنیچر کے روز ۱۱۱۴ھ کو ارشاد و قیومیت کی مسند پر جلوس فرمایا۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ فجر کی نماز کے بعد میں حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معہ تمام انبیا و ملائکہ تشریف فرما ہوئے۔ اور جواہرات و یاقوتوں کی جڑاؤ خلعت فاخرہ مجھے پہنائی۔ اور خود دست مبارک سے میرے سر پر پگڑی باندھی۔ تمام انبیا اور فرشتوں نے مجھے قیومیت کی مبارکبادی تمام موجودات اور کائنات اور مخلوقات نے مجھ سے رجوع کیا۔ اور فرشتوں نے آواز دی کہ حق تعالےٰ نے محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو قیوم روزگار بنایا ہے۔ اے بندگان خدا اسکی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ مراقبہ کے بعد حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مرید اور خلق حضرت قیوم رابع رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔ اطراف و جوانب میں جس قدر خلفا حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ سب سرہند آئے۔ پہلے ماتم پرسی کی اور پھر آنجناب کے مرید ہو گئے۔ مدت تک روئے زمین کے مختلف حصوں میں سے حضرت قیوم ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے مرید سرہند آکر حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے مرید ہوتے رہے لیکن حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں باہمی سخت اختلاف ہوا۔ ہر ایک قطبیت کا دعوٰے کرتا تھا۔ اور "ہم ما دیگرے نیست" کا مصداق بنا بیٹھا تھا۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بیگم رحمۃ اللہ علیہا نے تمام مال و اسباب زر و زیور اور نقد و جنس اپنے داماد کو دیکر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ اور جدی ورثہ سے حضرت قیوم رابع رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ایک دام بھی نہ چھوڑا۔ ہر جگہ اسی بات کا چرچا تھا۔ لوگ دیدہ و دانستہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی قطب الاقطابی کا انکار کرتے تھے۔ لیکن حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام خلفا اور مرید حضرت خلیفۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور صبح و شام آنجناب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں شامل ہوتے۔ مگر آنجناب اپنے خویش و اقارب کی مجلسوں میں شریک نہ ہوا کرتے تھے۔ بلکہ گوشہ تنہائی اختیار کر رکھا تھا۔ حضرت مروج الشریعت رحمۃ اللہ علیہ کے

فرزند خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نصیحتاً لوگوں کو فرماتے ۔ کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے
کہ حضرت حجۃ اللہ رضہ نے حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو اپنا ولیعہد مقرر فرماکر
قطبیت و قیومیت کی خوشخبری عنایت فرمائی ۔ تم جان بوجھکر اس کی قیومیت کا انکار
کرتے ہو ۔ جو فیض الٰہی اس وقت تمہارے باطن میں ہے وہ سب زائل ہو جائیگا ۔ میں
نے بارہا حضرت حجۃ اللہ کی زبانی سُنا ہے ۔ کہ میرے بعد محمد زبیر قطب الاقطاب
اور قیوم زمان ہے ۔ اس کا انکار موجب مضرت ہے ۔ جب خواجہ محمد پارسا حضرت
خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ کو دیکھتے ۔ تو فرماتے کہ میں آپ کو قطب جہاں اور قیوم زماں
جانتا ہوں ۔ اور فضل زمانہ سمجھتا ہوں ۔ اکثر اوقات آنحضرت رضہ کے حلقہ میں شامل ہوتے ۔
انہیں دنوں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے پوتے ، حاجی فیض اللہ رضہ نے
حضرت خلیفۃ اللہ رضہ کا شرف ارادت اور باطنی فیض حاصل کیا ۔ اور ہر روز
آنحضرت رضہ کے حلقہ میں حاضر ہوتے تھے ۔ آپ اکثر محفلوں میں بیٹھ کر لوگوں کو فرماتے
کہ تم بڑی سخت غلطی کرتے ہو ۔ کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضے اللہ عنہ کے مرید و معتقد نہیں ہوتے
اور اس کی قیومیت کا انکار کرتے ہو ۔ حالانکہ یہ منصب اعظم حضرت حجۃ اللہ رضہ سے
حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ کو ملا ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرمایا ہے " اِنَّ اللّٰہَ[۱]
لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ " ۔ اس عزیز کی قیومیت کا انکار
غضب خدا کا موجب ہے ۔ دیکھیں اس کا انجام کیا ہوتا ہے ۔ لیکن سرہند کے
لوگ پھر بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضہ کے معتقد نہ ہوئے پر نہ ہوئے ۔ دوسری ولایتوں کے
بہت سے لوگ آنجناب کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے ۔ ہر روز آنجناب کے حلقہ میں
مجمع کثیر ہونے لگا ۔ اللہ تعالےٰ کا مروجہ طریقہ یوں ہے ۔ کہ جسے اعلےٰ درجے پر پہنچانا
چاہتا ہے ۔ پہلے اس کی جلالی تربیت کرتا ہے ۔ یعنی مدارج کی قدر دریافت کرنے کیلئے
اُسے تکالیف و مصائب میں مبتلا رکھتا ہے ۔ بعد ازاں اس مرتبے پر پہنچاتا ہے ۔ جو
ازل میں اس کے واسطے مقرر ہوتا ہے ۔ پھر اپنے بیگانے سبھی اس کے مطیع ہو جاتے
ہیں ۔ چنانچہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ معظمہ میں اپنے خویش و
اقارب سے طرح طرح کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں ۔ بعد میں سبھی مطیع ہو گئے ۔ چنانچہ

[۱] تحقیق اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے ۱۲ ۔

خاتم قیومین جناب سرور کائنات خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائب اعظم ومظہر اتم تھے۔ اس واسطے وہی حالت آنجناب کی ہوئی۔ جو معاملہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوا تھا۔ وہی آنجناب رضہ سے ہوا۔ آخر کار تمام خویش و اقارب حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے مطیع ہو گئے۔

ذکر و بیان

سال دوئم قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سفر اول آنجناب بشاہجہان آباد ولادت مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد عزیزؒ و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند:۔

جب شہر سرہند کے لوگ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے معتقد ہو چکے تو آنحضرت اشارہ غیبی کے بموجب شاہجہان آباد کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب منزلیں طے کر کے دار الخلافہ میں پہنچے۔ تو وہاں کے وضیع و شریف آنجناب کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرت اجمیری دروازہ کے قریب اپنی مخصوصہ مریدہ فاخرہ بیگم کے محل میں اترے۔ اس ملک کے تمام چھوٹے بڑے آنجناب رضہ کے مرید ہو گئے۔ اور صبح شام آپ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ وہاں ہزارہا لوگ آنجناب رضہ کے مرید ہوئے۔ اور اس عنصر لطیف کی توجہ شریف سے انتہائی قرب الٰہی کو پہنچے۔ انہیں دنوں جب کہ آنحضرت شاہجہان آباد میں تھے۔ آپ کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا ؎

شگفتہ شد گل رویت بوستانِ امید ۔۔۔ زہے بہ لطف کرمہائے قادر بے جاوید

برج حمل سے ایسا آفتاب طلوع ہوا۔ جس نے اپنے نورانی چہرے کی شعاعوں سے زمین و زمان کو منور فرمایا ؎

برآمد آفتاب از برج آمال ۔۔۔ منور کرد عالم را باطلال

یہ پہلا فرزند ہے۔ جو آنجناب رضہ کے ہاں ہوا۔ آنحضرت رضہ نے بڑا بھاری جشن کیا۔ اور حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پر فتوح کے نام طرح طرح کے طعام حلوے اور میوہ جات تقسیم کئے۔ عقیقہ کے روز شہر کے تمام رئیس جمع ہوئے حضرت امام معصوم رضہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس

میں موجود تھے حضرت خلیفۃ اللہ رضہ نے مولود مسعود کو حضرت شیخ محمد صدیق رضہ کے پاس لاکر فرمایا۔ کہ ہم نے اس نور دیدہ کا نام محمد عزیز مقرر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نام مبارک ہے ؎

چو در طالع او نمودند سیر | نہادند نامش محمد عزیز
سعادت نامش سعادت پذیر | بہ عالم ز نیک اختری بے نظیر

سب نے اسی نام کیلئے دعائے خیر کی۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضہ چار مہینے شاہجہان آباد میں رہے ؎

نماندند تا مدتِ چار ماہ | بیفزود آں شہر را پایگاہ
درانجا ہمہ شہری و لشکری | پذیرا شدندش بہ نیک اختری

بعد ازاں آنحضرت رضی اللہ عنہ سرہند شریف واپس تشریف لائے وہاں کے لوگ آنحضرت کے استقبال کے لئے آئے آنحضرت رضہ نے پہلے حضرات قیوم ثلثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ پھر اپنے مقام پر تشریف لائے۔ جب آپ شاہجہان آباد سے آئے۔ تو بدخشان اور توران کے کئی ہزار آدمی حاضر خدمت ہو کر مرید ہوئے ؛

ذکر دربیان

سال سوم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
مرید شدن جنیان بخدمت آنحضرت رضہ و بیان واقعاتے کہ دریں سال
واقع شدہ اند

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر عبداللہ حاکم بنور زیارت کیلئے سرہند آیا اور عرض کیا۔ کہ اگر آنجناب بطور سیر بنود تشریف فرما ہوں۔ تو وہاں کے لوگ جناب کے قدوم میمنت لزوم سے مشرف ہوں۔ جب اس بارے میں منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت بھی مہربان ہو کر بنور روانہ ہوئے۔ وہاں کے تمام باشندوں نے استقبال کر کے یہ شعر گایا ؎

از نسیم قدم پاک تو اے مایۂ جاں
گر بود گلشن فردوس ست خانۂ ما

وہاں کے بہت سے باشندے آنجناب رضہ کے مرید ہوئے۔ اور میر صاحب کے تمام توابع و لواحق آنحضرت رضہ کے حلقہ ارادت میں آئے ؛

ایک روز ایک وزیر صاحب اپنے اہل بیت کو آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لائے آنجناب نے اُسے اپنی مریدی سے سرافراز فرمایا۔ عین توجہ اور القائے نسبت کے وقت وہ پاک دامن مراقبہ کئے بیٹھی تھی۔ کہ ناگاہ بیس سالہ رفیق جن نے اپنا اثر اس پر کیا۔ اس واسطے لوگوں کے اعتقاد میں خلل آگیا۔ مرید ہونے کے بعد جب اسے آسیب جن سے افاقہ ہوا تو ایک گھڑی بعد دیوار میں سے نکلکر ایک شخص مجلس میں آبیٹھا۔ اور آنجناب سے عرض کرنے لگا۔ کہ میں وہی جن ہوں جس نے اس عورت پر اثر کیا تھا۔ چونکہ میں نے علم رمل و نجوم کے ذریعے معلوم کر لیا تھا۔ کہ یہ عورت قطب الاقطاب محبوب رب العالمین کی خدمت میں مرید ہو گی۔ اس واسطے میں نے اس کی رفاقت اختیار کی۔ اب میں بھی اس کے ساتھ ہی جناب کا مرید ہو جاتا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے خاص طور پر القائے نسبت فرمائینگے۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے مہربان ہو کر اُسے توجہ باطنی عنایت فرمائی۔ جن نے مرید ہونے کے بعد آداب قیومیت بجالا کر حسب ذیل شعر پڑھا ؎

شکر اللہ پیر کامل یافتم اندر جہاں
مے سزد گر نیز طاعت باشد عصیانہائے من

پھر عرض کیا۔ کہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اپنی قوم کو جناب کے مرید ہونے کیلئے بلا لاؤں۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اجازت بخشی۔ تو وہ رخصت ہوتے وقت اتنا اقرار کر گیا۔ کہ میں آئندہ اس عورت کے پاس نہ آؤنگا۔ واقعی جب تک وہ عورت زندہ رہی۔ اُس پر کبھی جن کا اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد آنحضرت والا ارشاد سرھند میں تشریف لائے۔ جب وہ جن اپنی قوم کے پاس گیا۔ تو جنوں سے حضرت قیومیت مآب خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کیے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کی قطبیت و قیومیت کا اظہار کر کے یہ شعر پڑھا ؎

آخر دلم بآرزوئے خویشتن رسید | آنچہ از خدا خواستہ بودم بمن رسید

جنوں کو آنحضرت کی ارادت کی دعوت کی۔ تو سب نے قبول کیا۔ اور اس کے ساتھ آنحضرت کی زیارت کیلئے روانہ ہوئے۔

کہتے ہیں کہ ہزار گروہ اس کے ماتحت تھے۔ جن میں سے ہر ایک میں ہزارہا جن تھے۔ جب وہ جن تمام گروہوں کو لیکر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر

ہُوا۔ تو آنحضرت رضی اللہ عنہ حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں گئے۔ وہاں گروہا گروہ جن آنحضرت کی خدمت میں آکر مرید ہوتے۔ حتٰے کہ تمام شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرتؒ نے جنوں کو وعظ و نصیحت کرکے رخصت کیا۔ اور جنوں کے سردار کو اس قوم کی خلافت عنایت فرمائی +

اسی سال حضرت امام معصوم عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے چوتھے فرزند حضرت محمد اشرف ۲۷۔ ماہ صفر بروز بدھ مغرب کے وقت اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اور آنحضرت کے روضہ میں مرقد مبارک کے پاس مغرب کی طرف مدفون ہوئے +

ذکر و بیان

سال چہارم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ رفتن آنجناب بہ سمت کابل و فوت شدن سلطان عالمگیر و التجا نمودن بہادر شاہ با آنحضرت و بشارت دادن آنجناب او را بہ سلطنت و جنگ بہادر شاہ و اعظم شاہ و فتح یافتن او بہ سلطنت رسیدن بہادر شاہ و مرید شدن صوفی فرہاد

اس سال کابل کے باشندوں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دربارہ اشتیاق ملاقات و تشریف آوری عرضیاں لکھیں۔ آنحضرت سنت نبوی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق دعوت کو قبول کرکے کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں کے باشندے آنحضرت کی تشریف آوری سے مطلع ہو کر استقبال کے لئے آئے۔ چنانچہ ہر ایک منزل پر جوق در جوق آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ جب آنجناب دریائے سندھ پر پہنچے۔ تو کابل کے ہزارہا آدمی دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے ایک شخص فرہاد نام جس کی پیشانی پر نور ہدایت ظاہر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ اُس نے کہا کہ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ فرشتے آسمان سے اُترے ہیں۔ اور شیطانوں کو دور کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ قطب جہاں و قیوم زماں خواجہ محمد زبیر آتے ہیں۔ جو شخص ان کی زیارت کریگا۔ حق تعالٰے اُن کے تمام گناہ بخشدیگا۔ صبح میں نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت

کی۔ وہ پھر آنجناب رضی اللہ عنہ سے جدا نہ ہوا۔ بلکہ تا حال آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خانقاہ میں موجود ہے +

جب آنحضرت رضی اللہ عنہ پشاور پہنچے۔ اس وقت شہزادہ معظم بہادر شاہ جو شاہ ہند کی طرف سے کابل کا حاکم تھا۔ آنجناب رضی اللہ عنہ کے استقبال کیلئے پشاور تک آیا کابل کے تمام چھوٹے بڑے آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ ارشاد کا ہنگامہ گرم ہوا۔ صبح شام کئی ہزار آدمی آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آنحضرت چند روز پشاور میں رہکر کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی پشاور سے دو منزل پر جمرود میں پہنچے تھے۔ کہ بادشاہ عالمگیر کی وفات کی خبر آپہنچی۔ شاہزادہ نے اسی وقت ہندوستان کا رخ کیا۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ میرے حق میں دعا اور توجہ فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری عزت و آبرو سلامت رکھے۔ اور دشمن پر فتح عنایت کرے اور ہندوستان کی سلطنت میرے ہاتھ آئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دیر تک دعائے خیر کی۔ بعد ازاں شہزادہ کو خوشخبری دی۔ کہ خاطر جمع رکھو حق تعالےٰ تمہیں دشمن پر فتح نصیب کرے گا۔ اور سلطنت ہند تمہارے ہاتھ آئیگی۔ بلکہ مدت مدید تک سلطنت تمہاری اولاد میں رہیگی۔ شاہزادہ اس خوشخبری سے نہایت خوش و خورم ہوا اور آنحضرت رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ کہ اگر جناب میرے ساتھ ہندوستان تشریف لے چلیں تو یہ سفر میرے حق میں مبارک ہوگا۔ اور جناب رضی اللہ عنہ کے میمنت لزوم قدوم کی مجھے برکت نصیب ہوگی۔ اس بارے میں جب بہت منت و سماجت کی۔ تو آنحضرت اُس کی خاطر شاہزادہ کے ساتھ ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔ شاہ ہند کی وفات کے بعد اُس کا دوسرا فرزند اعظم شاہ باپ کی جگہ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ تمام ارا کین سلطنت و امرائے عظام نے اس کی اطاعت قبول کی۔ ایک روز اعظم شاہ شاہی خزانے کی چیزوں کا ملاحظہ کر رہا تھا کہ ایک سربمہر گھڑا دیکھا۔ خزانچی سے پوچھا کہ اس گھڑے میں کیا ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کی خاک ہے۔ اس کے خواص یہ ہیں۔ کہ اگر اس میں سے قدرے کسی کی قبر میں رکھ دیں۔ تو اس میت کی بخشش کی امید قوی ہے۔ اور وہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہوتا ہے۔ جو کنواں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں ہے۔ اگر اس کا پانی تین قرط کوئی پی لے۔ تو حق تعالےٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے

اور مرنے کے بعد اُسے بغیر حساب جنت میں داخل کرتا ہے۔
کیونکہ خود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
فرمایا ہے۔ کہ ہمارے روضہ کی خاک جنتی خاک ہے۔
اگر ہمارے مقبرہ کی ایک مٹھی خاک کسی مقبرہ میں ڈال دیں۔
تو اللہ تعالےٰ کی عنایتوں کی بہت کچھ اُمید ہو سکتی ہے۔ جو
شخص وہاں دفن ہو۔ تو وہ نہایت ہی خوش قسمت ہے۔ اور
جو کنواں زمین جنت میں داخل ہے۔ اگر تین قرط اس کا پانی
کوئی پیئے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس کے لئے
بہشت میں ایک محل تیار کرواتا ہے ؎

کسے کہ خورد آب ازاں چہے شود در بہشتش چو شاہنشہے

عالمگیر بادشاہ نے یہ خوشخبری سُن کر اس خاک پاک
کا ایک گھڑا بھر کر شاہی خزانہ میں رکھا۔ چنانچہ
اس میں سے تھوڑی سی مٹی شہنشاہ مغفور کی قبر
میں رکھی گئی۔ باقی اولاد کے لئے بطور ورثہ رکھ چھوڑی
اس بدبخت تباہ روزگار نے خزانچی سے یہ سُنکر
اس گھڑے کو توڑ ڈالا۔ اور خاک اوبار اپنے سر پر
ڈالی۔ اور کہا کیوں نہ ہو۔ یہ مٹی ایسے بادشاہوں کو ہی
زیب دیتی ہے۔ بعد ازاں ارکین سلطنت کو مخاطب
کر کے فرمایا۔ کہ معظم کے ساتھ جنگ کرنے کے
بعد مجھے مشائخ سرہند سے نزاع عظیم ہے۔ اگر
اُنہوں نے میری اطاعت کی۔ اور شیعہ مذہب قبول
کیا۔ تو میں تمام امور سلطنت اور مہمات بادشاہی اُن
کے اختیار میں دے دونگا۔ اور اگر انکار کیا اور شیعہ
مذہب قبول نہ کیا۔ تو سب کو تہ تیغ کر دوں گا۔ اعظم شاہ
بڑا کٹر رافضی تھا۔ اور اُسے مشائخ سرہند سے سخت

دشمنی تھی ٭

جب حضرات احمدیہ معصومیہ نے یہ خبر سنی تو تمام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ مبارک میں آئے۔ اور حلف اُٹھایا۔ کہ اس کے ساتھ لڑنا چاہیئے۔ اور ہرگز ہرگز اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے۔ مشائخ سرہند اعظم شاہ کے قتل پر کمربستہ ہوئے ٭

القصہ اعظم شاہ تمام اراکین و افواج سلطانی سمیت دکن سے معظم شاہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ معظم کے پاس فوج بہت کم تھی۔ حتیٰ کہ اس کے آدمی کہتے تھے۔ کہ ہم بہادر شاہ کو زندہ پکڑ کر لے آئینگے۔ بہادر شاہ یہ سُنکر گھبرایا ہوا تھا۔ ہر وقت حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ سے دعائیں منگواتا رہتا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ خاطر جمع رکھو۔ اللہ تعالےٰ فتح تمہیں ہی عنایت فرمائے گا۔ اور تم ہی ہندوستان کے بادشاہ ہوگے۔ جب شاہزادہ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور پہنچے اور شاہزادہ تختِ شاہی پر بیٹھا۔ تو حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے خود دستِ مبارک سے تاج شاہی شاہزادہ کے سر پر رکھا۔ اِتنے میں بہادر شاہ کا بڑا بیٹا معزالدین حاکم مُلتان بھی ایک جرار لشکر لے کر باپ سے آملا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ لاہور میں ٹھیرے۔ اور شاہزادہ کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رُخصت کیا۔ اور اپنے بہت سے صاحبِ حال مخصوص یاروں کو شاہزادہ تسلّی و

اطمینان کے لئے اس کے ساتھ کیا۔ جب بہادر شاہ لاہور سے سرہند آیا۔ تو قیوم ثالثہ رضہ کے روضہ مبارک کی زیارت کی۔ اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں حاضر ہوکر ہر ایک سے دعائے خیر کی التماس کی ٭

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ رضہ نے حضرت امام معصوم کی آخیری دستار مبارک شاہزادہ کے سر پر باندھی شاہزادہ اسے نعمتِ عظمےٰ خیال کر کے پھولا نہ سمایا بعد ازاں شاہجہان آباد کا رُخ کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمدؐ صدیق رضہ پہلے ہی سے دہلی میں تھے۔ شاہزادہ نے اُن سے بھی طلبِ دعا کی۔ اُنھوں نے بھی شاہزادہ کو فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ شاہزادہ نے پھر اکبر آباد کا رُخ کیا۔ وہاں اس کا دوسرا بیٹا حاکم بنگالہ اپنے بیٹے فرخ سیر کو وہاں چھوڑ لشکر لے کر باپ سے آملا۔ اکبر آباد کے قلعہ دار نے قلعہ دینے میں مزاحمت کی۔ اور کہلا بھیجا۔ کہ اس قلعہ کا وارث تمہارا باپ اور تمہارا چچا ہے۔ ان میں سے جو پہلے آئے گا۔ میں قلعہ اس کے حوالے کر دوں گا۔ اعظم شاہ نے قلعہ کے لینے کی کوشش کی۔ تو قلعہ دار بھی آمادہ جنگ ہؤا۔ دونوں طرف سے توپ بندوق کی لڑائی ہونے لگی۔ اتنے میں بہادر شاہ اکبر آباد پہنچ گیا۔ قلعہ دار نے قلعہ اس کے حوالے کیا۔ اسی اثناء میں اعظم شاہ بھی اکبر آباد کے قریب پہنچا۔ بہادر شاہ نے اُسے

کہلا بھیجا۔ کہ باپ نے مجھے واسطے ہند مقرر کیا ہے۔ ہند میں لیتا ہوں۔ دکن پر تم قانع رہو۔ اعظم شاہ نے اس بات سے انکار کیا۔ دوبارہ بہادر شاہ نے پیغام بھیجا۔ کہ اچھا دکن مجھے دے دو۔ ہند تم لے لو۔ اعظم شاہ نے کہا کہ کشمیر بیچتے ہو تو لے لو ورنہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بہادر شاہ نے تیسری مرتبہ کہلا بھیجا۔ کہ نزاع تو ہم بھائیوں میں ہے۔ کیوں ناحق خلق خدا کی خونریزی کرواتے ہو۔ میں تم سے شاہانہ طور پر لڑنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ گزشتہ بادشاہ کرتے آئے ہیں۔ ہم بھی اسی طرح لڑتے ہیں۔ اعظم شاہ اپنی بہادری اور کثرتِ فوج پر مغرور تھا۔ کہا کہ ہم معظم پر تلوار نہیں اٹھائیں گے۔ بلکہ لکڑی سے جو ہمارے ہاتھ میں ہے اسی سے اُسے ہلاک کرینگے۔ جب لڑائی کے لئے سوار ہوا۔ اور اپنی فوج کی کثرت کو دیکھا۔ تو کہا شائد اس لشکر کثیر سے خدا ہی جنگ کرے۔ تو کرے۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

شنیدم ز گویندگانِ نبرد ؎
کہ اعظم معظم چنیں جنگ کرد

تو اعظم شاہ کے لشکر نے بہادر شاہ کے ہراول عظیم الشان پر حملہ کیا۔ اور اس کے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا۔ معظم شاہ بھی خشمناک شبیر کی طرح اُن پر ٹوٹ پڑا۔ اس کی پشت پر بہادر شاہ تینوں بیٹوں اور پوتوں سمیت آمادۂ جنگ تھا۔ اس طرف سے اعظم شاہ مع بیٹوں اور افسروں کے لڑائی میں مشغول ہوا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا ؎

ز غریدنِ کوس خالی دماغ
بر افتادہ تپ لرزہ بر کوہ و راغ
دو لشکر فتادند در حرب و جنگ
چناں رزم کردند بر نام و ننگ
غبارِ ہوا بر زمیں بستہ راہ
کہ پوشیدہ شد روے خورشید و ماہ
ز بانگ قبرغہ صدائے صہیل
نفیرِ نہنگاں برآمد ز نیل
ز بانگِ دہل فتنہ بیدار شد
بر آسودگاں کارِ دیوار شد
دمِ نائے رویئں برآمد باوج
کہ دریائے لشکر برآمد بہ موج
خروشِ یلاں نبرد آزما
ز سر ہوش مے برد قوت ز پا
ہم کوہ و دریا بجنگ آمدہ
جہاں زاں خصومت بہ تنگ آمدہ
کیانی کماں ہا درآمد بزہ
یکے گفت بستاں یکے گفت دہ
خدنگ از کمانہا گسستن گرفت
ز قوس قزح برق جستن گرفت
ز سم ستوران پیکانہ سوز
زمیں پردہا بست بر روئے روز
ز بسیاریئے نیزہ گردہ چو قیر
رہ رفتنِ خویش گم کردہ شیر
ز خونِ دلیران و پیکان تیر

زمین لالہ خیز آسماں ژالہ ریز
خروشیدنِ نائے رویئں اساس
بگردونِ گرداں در آمد ہراس
خرامیدنِ شرزہ شیرانِ مست
کمرگاہ گاوِ زمیں مے شکست

نہایت خونریز جنگ واقع ہوئی۔ شاید چشم زمانہ نے اس سے پہلے ایسی سخت لڑائی کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ اعظم شاہ کی فوج بہادر شاہ کے لشکر پر غالب آئی۔ اور عظیم الشان فوج جو بطور ہراول تھی بکثرت قتل ہوئی اور اکثر بھاگ گئی۔ بہادر شاہ کے سارے سپاہی حیران و پریشان تھے۔ کیونکہ اُن میں مقابلہ کی تاب نہ تھی ؎

چناں خواست کز خصم تا بد عناں
رہائی دہد سینہ را از سناں

قریب تھا کہ بہادر شاہ کو نقصانِ عظیم پہنچے۔ کہ اس نے ننگے سر ہو کر حضرت قیوم رابع کی طرف توجہ کی۔ اور اپنی فتح کے لئے مدد طلب کی۔ اسی وقت شمال کی طرف سے یعنی بہادر شاہ کے لشکر کی پیٹھ کے رُخ اور اعظم شاہ کے لشکر کے سامنے کے رُخ اس قسم کی آندھی آئی۔ کہ گھٹا ٹوپ اندھیرا ہوگیا۔ اور اعظم شاہ اور اس کی فوج کی آنکھوں اور کانوں میں اس قدر مٹی بھر گئی۔ کہ سب اندھے بہرے ہو گئے۔ آندھی آدمیوں کو اُٹھا اٹھا کر زمین پر پھینکتی تھی۔ اور توپ و بندوق کے وار سبھی اعظم شاہ کے لشکر پر ہوتے تھے۔ اور اسی کی فوج ہلاک ہو رہی تھی۔ اس کی فوج میں تھلکہ عظیم مچ گیا۔ اور اکثریوں ہی بھاگ گئے۔ لشکر کے پاؤں نہ جمے رہے۔

اعظم شاہ نے حمید الدین خاں اور عنایت اللہ خاں سے پوچھا۔ کہ اب جو فتح و نصرت کی نسیم چل رہی تھی۔ یہ گرد و غبار رسوائی اور خرابی کا باعث کیوں ہوا۔ اسی اثناء میں غیب سے آواز آئی کہ یہ وہی خاک ہے۔ جو تو نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک بکھیر دی تھی۔ اسی بے ادبی کے سبب تیری سلطنت کو زوال آیا ہے۔ یہ آواز سُن کر بہت سر پٹایا۔ لیکن بے سود

ع ندارد پشیمانی آنگاہ سُود

اب پچتائے ہوت، کیا جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

اتنے میں اعظم شاہ کا بڑا بیٹا بیدار بخت جو اس کا ہراول تھا مارا گیا۔ اُس کے مارے جانے سے اعظم شاہ نے حواس باختہ ہو کر کہا۔ کہ میں بیدار بخت کے لئے سلطنت لیتا تھا۔ اب میں بادشاہی کیا کروں گا۔ ہاتھی کی پیشانی پر بجائے مہاوت کے خود ہو بیٹھا۔ اور کہا کہ معظم کو کہدو۔ کہ اب مجھ سے اکیلا جنگ کرے۔ کیونکہ شروع میں اس کی خواہش یہ تھی۔ جب اُس کے بڑے بڑے امیر بھاگتے تو کہتا یہ بے شرم اسی لائق تھا۔ اتنے میں معز الدین رح اس کے مقابل ہوا۔ تو کہا دور ہو جا۔ میرا مقابلہ تیرے باپ سے ہے۔ لیکن معز الدین رح نے اُسے گولی مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ ایک سپاہی نے اُس کا سر قلم کر دیا۔ جب اعظم شاہ کو بہادر شاہ کے پاس لایا گیا۔ تو دیکھتے ہی غش کھا گیا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو پوچھنے لگا۔ کہ میرے بھائی کو کس نے قتل کیا۔ اُس سپاہی نے کہا میں نے قتل کیا ہے۔ بہادر شاہ نے اس فدائی پر تیر کا ایسا وار کیا۔ کہ اُس کی پشت سے پار ہو گیا۔

بعد ازاں اعظم شاہ کے دوسرے بیٹے کو نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے بیٹوں کے برابر رکھا۔ بہادر شاہ نے اس فتح کے شکرانہ میں تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے اور تمام حضرات سرہند کی خدمت میں زر کثیر بطور ہدیہ بھیجا۔ اس فتح کے بعد بہادر شاہ نے دکن کا رُخ کیا۔ سلطان عالمگیر نے اپنے چھوٹے بیٹے کام بخش کو حیدر آباد کا علاقہ دے رکھا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد اس نے بھی تخت پر بیٹھ کر اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ یہ بات بہادر شاہ کو ناگوار گذری۔ اُسے دُور کرنا چاہا۔ چنانچہ منزلیں طے کر کے حیدر آباد کے قریب پہنچا۔ تو کام بخش نے کہلا بھیجا۔ کہ علاقہ مجھ کو باپ نے دیا ہے۔ تم میرے ملک میں کیوں آئے ہو۔ بہادر شاہ نے کہلا بھیجا کہ تم آکر مجھ سے ملاقات کرو۔ تاکہ میں بھی یہ علاقہ تمہارے ہی پاس رہنے دوں یا یہاں سے چلے جاؤ۔ میں بھی ہند کی طرف جاتا ہوں میرے چلے جانے کے بعد پھر شہر میں آ جانا کام بخش نے یہ بات منظور نہ کی۔ بلکہ لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور شہر سے نکل بھائی کے بہت سے لشکر کو قتل کر ڈالا۔ لیکن اتنے میں کام بخش کے تمام امراء کام آئے۔ اور خود بھی زخموں کی کثرت سے بیہوش ہو گیا۔ کہتے ہیں عین جنگ میں بہادر شاہ کے ایک لڑکے نے اُس کے سامنے ہو کر کہا۔ چچا صاحب آپ نے کیوں اپنے آپ کو اس تکلیف میں ڈالا۔ آؤ تمہیں بادشاہ سلامت بلاتے ہیں۔ کام بخش نے کہا کہ تم بھی باپ کے بعد ایسا ہی کرو گے۔ جیسا اب کہہ رہے ہو۔ جب مارے زخموں کے بالکل بیہوش ہو گیا

تو بہادر شاہ کے لڑکے آئے اُٹھا کر باپ کے پاس لے گئے۔ اس نے اُس کی خوب خبرگیری کی۔ جلدی اُس کے زخموں کو سلوایا۔ اور حکما کو تاکید کی۔ کہ اس کا جلدی علاج کرو۔ انہوں نے کہا ایک ہفتے تک زخم درست ہو جائینگے جب کام بخش کو قدرے ہوش آیا۔ تو بہادر شاہ نے اسے کہا میں تو یہ نہیں چاہتا کہ تمہاری یہ حالت ہوتی کام بخش نے کہا کہ میں تیرا مُنہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ بعد ازاں اپنے ہاتھوں سے زخموں کے ٹانکے اُدھیڑ دئے اور کسی کو اپنا علاج نہ کرنے دیا۔ دو تین دن بعد مر گیا۔ بادشاہ کو اُس کے مرنے کا نہایت قلق ہوُا۔ اور اُس کی اولاد کی بہت عزت کی۔ بہادر شاہ کا یہ خاصہ تھا۔ کہ بھائیوں کے بیٹوں سے جو اس کی جان و مال اور ملک کے مُدعی تھے۔ رہ کر کے بیٹوں کی طرح سلوک کرتا۔ کسی بادشاہ نے اپنے بھتیجوں سے ایسا سلوک نہیں کیا۔ بہادر شاہ نہایت حلیم خلیق اور عالی ہمت تھا۔ چنانچہ اپنے عہد سلطنت میں بے شمار سخاوت و بخشش کی۔ اپنے وقت کا خود بھی عالم تھا۔ چنانچہ دس ہزار حدیثیں معہ شانِ نزول اُسے حفظ تھیں۔ مذاکرہ میں کوئی عالم اُس کا لگا نہ کھاتا تھا +

ذکر در بیان

سال پنجم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ بمراجعت آنحضرت از لاہور بہ سرہند و مرید شدن رئیسِ قوم افغاں و بیان قضایا کہ واقع شدہ اند

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے لاہور میں رہنا اختیار کیا۔ تو وہاں کے باشندے صبح و شام آنحضرت کی خدمت میں رہنے لگے۔ اور آنجناب کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا۔ اس علاقے کے ہزارہا آدمی آنحضرت رضہ کے مرید ہوئے۔ اور اُن میں سے اکثروں نے عجیب و غریب حالات پیدا کئے۔ اور وہ فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ اُن میں سے بہتوں کو آنحضرت رضہ نے خلافت بھی عنایت فرمائی ؎

آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خاص مرید میر یوسف حضرت مجدد الف ثانی رضہ کے مکتوبات شریف آنحضرت رضی اللہ عنہ سے پڑھا کرتا تھا۔ لیکن طبیعت کا نہایت غبی تھا۔ آسان سے آسان کتاب کا مطلب بھی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ مکتوبات شریف وہ کتاب ہے۔ کہ فہم و زکی بھی انہیں کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتے۔ لیکن آنحضرت رضی اللہ عنہ کی توجہ شریف سے میر صاحب کو وہ جودت و ذکاوت طبع نصیب ہوئی۔ کہ مکتوبات کے تمام غوامض و حقائق بخوبی سمجھنے لگے۔ یہی میر یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ مکتوبات میں بیان کردہ ہر ایک معرفت پروردگار کی جو تشریح کرتے اُس کا القاء اپنی توجہ باطنی سے میرے باطن میں کر دیتے۔ اور وہ معرفت میں اپنے آپ میں پاتا۔ میں نے مکتوبات شریف کی تینوں جلدیں آنحضرت رضہ سے سبقاً سبقاً پڑھیں ؎

انہیں دنوں مخدوم زادہ عالی درجہ خواجہ محمد عزیز مریض ہوئے۔ مرض غالب آتا گیا۔ آنحضرت کو اس نونہال کا بڑا خیال تھا۔ ایک روز جب آنحضرت شالامار باغ کی

سیر کو تشریف لے گئے۔ تو عصر کے بعد مجلس سکوت کی۔ مجلس سے فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف فرما ہو کر حد سے زیادہ عنایت کی اور فرمایا کہ تم میرے نائب ہو۔ پروردگار نے تمہیں تمام اولیاے اُمت کے کمالات مرحمت فرمائے ہیں۔ اور تمہیں اہل جہان کا مرجع و مآب بنایا ہے۔ تمہارے ارشاد کا وقت اب قریب ہے۔ اب سرہند جاؤ۔ پھر جو کچھ اللہ تعالےٰ نے تمہارے واسطے مقرر کیا ہے۔ ہوگا۔ اور تمہارے فرزند ارجمند محمد معزیز کو بھی صحت ہو گئی ہے +

جب حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ گھر تشریف لائے۔ تو وہ دودمان قیومیت کا خلاصہ اور خاندان قطبیت کا برگزیدہ بالکل تندرست تھا۔ بعد ازاں حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے اپنے بڑے خلیفہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عنایت کر کے لاہور کے تمام آدمی اس کے سپرد کئے۔ اور خود یاروں سمیت سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ سرہند کے تمام باشندے آنحضرت رضے اللہ عنہ کے استقبال کے لئے آئے۔ آنحضرت سرہند پہنچکر قیوم ثلاثہ رضہ کے مزارات کی زیارت کر کے دولت خانہ میں تشریف فرما ہوئے +

ان دنوں آنحضرت اکثر خلوت میں معشوق حقیقی سے مشغول رہتے۔ صرف پانچ وقت نماز کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ یا کبھی باغ کی سیر کو جاتے سرہند کے لوگ اپنی بدبختی کے باعث آنحضرت رضہ کے معتقد نہ ہوتے +

اسی اثناء میں قوم اعز کا سردار اعز خاں حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ مجھ (مصنفؒ) سے صوفی فرہاد نے اعز خاں کی زبانی بیان کیا۔ کہ میرے مُرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں شروع سے بزرگوں کی خدمت کیا کرتا تھا۔ اور اُن سے دُعا توجہ کے لئے التماس کیا کرتا تھا۔ اُن میں سے ایک نے مجھے یہی کہا تھا۔ کہ تم قیوم زماں قطب الاقطاب کے مرید ہوگے اور اس بزرگ کی علامتیں بھی مجھے بتا رکھی تھیں۔ بعد ازاں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نورانی شکل بزرگِ خدا کھڑا ہے۔ جس کی روشنی سے تمام جہان منور ہے۔ اور ایک شخص کہتا ہے۔ کہ یہ مرد خدا قطب الاقطاب ہے۔ اور سرہند کا رہنے والا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں سرہند آیا۔ جب آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زیارت کی۔ تو وہی شکل و صورت جو خواب میں دیکھی تھی۔ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور جو علامات بزرگوں نے مجھے بتائی تھیں موجود تھیں ۔

حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ سرہند میں اور بھی شیخ ہیں۔ اُن کے پاس جاؤ میں نے عرض کیا۔ کہ میرا مصمم ارادہ جناب کی خدمت میں مُرید ہونے کا ہے۔ پھر آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ۔ میں نے دوسرے مشائخ کی قدمبوسی کی۔ تو سب کو کامل و مکمل پایا۔ لیکن میرا اعتقاد حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ پر جما ہوا تھا۔ پھر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں

حاضر ہُوا - اب کی مرتبہ بھی آنحضرت نے یہی فرمایا کہ دوسرے مشائخ کے پاس جاؤ - اس طرح تین روز دوسرے مشائخ کے پاس جاتا رہا - آخر چوتھے روز لوگوں نے میری سفارش کی - اور آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مجھے مُرید کیا - آنحضرت رضہ کی صحبت میں مَیں نے دیکھا جو دیکھا +

اعزخاں نہایت قابل بلکہ اپنے وقت کا بے نظیر شخص ہے - چاروں زبانوں عربی، فارسی، ترکی، ہندی میں خوب شعر کہتا ہے - اس قابلیت کے علاوہ اور بیاقتیں بھی اس میں موجود ہیں - حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ اُسے خسرو وقت فرمایا کرتے تھے - اس نے ایک کتاب خواجگان اور حضرات قیوم رابع کے حالات میں لکھی ہے - واقعی اُس کتاب میں اس نے عجیب و غریب حقائق درج کئے ہیں +

ذکر در بیان

سال ششم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ و خطاب شدن از جنابِ الٰہی بہ حضرتِ سلطان الاولیاء و مرید شدن شیخ عادل و قضایا دیگر کہ دریں سال شدہ اند :-

اس سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ عنہ نے فجر کے حلقہ سے فارغ ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا - کہ آج صبح کی نماز کے بعد مراقبہ میں مَیں نے دیکھا - کہ فرشتے آسمان سے یاقوت

سرخ کا ایک تخت لائے ہیں۔ اور مجھے کہتے ہیں۔ کہ اس تخت پر بیٹھ جاؤ۔ یہ حق تعالےٰ نے آپ کے واسطے بھیجا ہے۔ تمام اولیاء کی سلطنت آپ کو مرحمت فرمائی ہے۔ میں امر الٰہی کے بموجب اس تخت پر بیٹھا۔ اس تخت کے گرد و نواح ہزارہا اولیاء دست بستہ میرے سامنے کھڑے ہیں۔ منادندا کرتا ہے۔ کہ پروردگار نے شیخ محمد زبیر رض کو تمام اولیاء اللہ کی سلطنت عنایت فرمائی ہے۔ اور تمام اولیاء کا اسے بادشاہ بنایا ہے۔ اے بندگانِ خدا! اس کی اطاعت کرو۔ اسی اثناء میں جناب الٰہی سے الہام ہوا۔ کہ تو تمام اولیاء کا بادشاہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے مبارک باد دی۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالےٰ صاحبِ فضل عظیم ہے +

اسی سال ایک صالح مرد شیخ عادل نام حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کا مرید ہوا۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ آپ خدا طلبی کے لئے گاؤں بہ گاؤں اور شہر بہ شہر پھرتے تھے۔ لیکن کہیں سے مطلب حاصل نہ ہوتا تھا۔ اچانک آپ نے سُنا کہ دکن کے علاقے میں ایک بزرگ صاحب معنی رہتا ہے۔ آپ منزلیں طے کر کے شہر اورنگ آباد (دکن) میں پہنچے۔ اور اس بزرگ کی زیارت کی۔ جو یاد الٰہی میں مستغرق تھا۔ آپ نے اس سے اپنے مطلب کا اظہار کیا۔ اُس نے کہا میں چھوٹی ندی

ہوں - تمہیں ایک بحرِ ذخار بتلاتا ہوں - یعنی حضرت شیخ محمد زبیر رح قطب الاقطاب اور قیوم زمان ہیں - اور موجودہ تمام اولیاء اُن سے فیض و برکات حاصل کرنے کے لئے منتظر ہیں - اُن سے جا کر فیض حاصل کرو - ان کی ایک ہی توجہ سے تم سیراب ہو جاؤگے اور تمہارا سارا مطلب حاصل ہو جائے گا - جلدی جا کر سرمدی دولت اور ابدی سعادت حاصل کرو ؎

زما خوشدلی درياب درياب
کہ دائم در صدف گوہر نباشد

آپ نے یہ فرحت اثر خبر سُن کر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی زیارت کا ارادہ کیا - اثنائے راہ میں خواب میں دیکھا - کہ فرشتے آسمان سے اُتر کر کہتے ہیں - کہ ہم شیخ محمد زبیر رضؓ کی زیارت کے لئے آسمان سے اُترے ہیں - کیونکہ پروردگار کا حکم یوں ہی ہے جو شخص کامل اعتقاد سے شیخ محمد زبیر رضؓ کی زیارت کرے گا - اس کے سارے گناہ بخشے جائینگے - اور قیامت کے دن بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا - اور اس بندے پر اللہ تعالےٰ کی نظرِ عنایت ہوگی - آپ یہ خواب دیکھ کر جلدی اس قبلہ دین و دُنیا کی سعادت مُلازمت حاصل کر کے مُرید ہوئے - اور آنجناب رضؓ کے خلفائے عظام میں شمار ہونے لگے اور مرتے دم تک اپنے پیر دستگیر رحمۃ اللہ کی خانقاہ میں رہے ٭

اسی سال بدخشاں کے بہت سے باشندے حاضر خدمت ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے -

اُن کے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ بدخشاں کے دارالخلافہ فیض آباد سے ایک قافلہ بلخ کو جا رہا تھا۔ اثنائے راہ میں ایک رات قافلہ سالار معہ چند آدمیوں کے قافلہ کے باہر سیر کے لئے آیا۔ تو اُس نے ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر بہت سے نورانی مرد جمع ہیں۔ اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی۔ کہ قطب وقت شیخ محمدؐ زبیر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ یہ آواز سُنتے ہی تمام لوگ آنحضرتؒ کے استقبال کے لئے آئے۔ اور دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ پھر ایک شخص نے آواز دی کہ خراسان کا قطب وقت فوت ہو گیا ہے۔ اس کی بجائے کسی اَور کو مقرر کرنا چاہئے حضرت خلیفۃ اللہ رضؓ نے اُن میں سے ایک کو خلعت قطبیت پہنا کر لوگوں کو رخصت کیا۔ اور جدھر سے آئے تھے چلے گئے۔ قافلہ سالار نے لوگوں سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ ایک نے کہا یہ بزرگ قطب زمانہ ہیں۔ اور سرہند میں رہتے ہیں وہ قافلہ سالار بہت لوگوں سمیت سرہند آیا۔ اور حاضر خدمت ہو کر آنجناب کا مرید ہوا۔

ذکر دربیان

سال ہفتم از جلوس قیومیت سلطان الاولیاء حضرت خلیفۃ اللہ و بیان عدم گرویدن

مردم سرہند و سوء مزاج شدن آنحضرت
ازاں قوم و بشارت یافتن از جناب الٰہی
بہ تخریب آں قوم و بیانِ سفر آنحضرت
از سرہند بہ شاہجہان آباد

طریقت الٰہی کے وہ نور و سالک اور اہلِ صفوت تا متناہی کے صوفی نہاد فیضِ مواطن باطن کے دفاتر سے شہود کے میدان اور نمود کے صفحہ پر یوں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ قیوم زمانہ و امام یگانہ۔ مجدد دوران۔ قطب زمان۔ جو جہان اور اہلِ جہان کے مرجع اور اہلِ عالم کی جائے باز گشت ہیں۔

ع کارِ جہاں بسر نرود بے رضائے او
در دستِ اوست بختئے نہ چرخ را مہار

کئی سال دار الارشاد سرہند میں ناہموار کندہ ناتراش خلق کے ارشاد اور عالم بدکردار کی رہنمائی کے لئے مسند قیومیت پر جو بمنزلہ وزارت بارگاہ الٰہی ہے۔ اور مسند قطبیت پر جو اہلِ ولایت کی امارت ہے۔ جلوس فرما رہے۔ اور اپنے باطن سے جو جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ ہے۔ اپنے ہمعصروں کو فیض پہنچاتے رہے۔ لیکن شہر کے آدمی اپنی بدبختی اور کم نصیبی کی وجہ سے اس والئے ولایت کے معتقد نہ ہوئے۔ بلکہ اس صاحب

شریعت کی اہانت اور ذلت کے درپے ہوئے
لیکن نہ کر سکے۔ ؎

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ریاض شریعت کے انجمن آرا اور بزم معرفت کے نکتہ پیرا۔ خورشید خصلت۔ بدر منیر روشن ضمیر یگانہ کار خانہ تقدیر، سلیمان سریر۔ سکندر تدبیر۔ اسرار آگاہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

؎ سلطانِ خلافتش وظیفہ
بر تختِ خلیفہ بن خلیفہ
در وہم نیائد از سترگی
در عقل نگنجد از بزرگی
ظلمت ز صفائی گوہرے دور
سیراب دلش چو چشمۂ نور
مہتاب گلے ز نور شستہ
از چشمۂ آفتاب رستہ
نورش ز کرانہ تا کرانہ
افروختہ شمع جاودانہ
شانش ہمہ شان بے نشان است
او باحق و حق باو چہ شان است
زیں بیش زار وکس نشانہ
کو چرخ نیاز بر زمانہ

کج طبع اہل ہوس اور اللہ تعالےٰ سے نہ ڈرنے والے لالچیوں کے منحرف ہو جانے سے جو وادئے ضلالت و گمراہی کے سرگردان۔ اور ظلمت ناکامی کے جنگل کو طے کرنے والے میدانِ نارسائی کے حیران نابینائی کے کوچہ کے نارسا تھے۔ اگرچہ کبھی کبھی خاطر عاطر پر ملال آتا۔ لیکن صبر و تحمل کو کام فرماتے ؎

صبوری ضروری ست لیکن درد دل را
بغیر از صبوری دوائے نباشد

مشیتِ ازلی اور ارادۂ لم یزلی پر توقع و توکل کئے تنہائی اور گوشہ نشینی میں یادِ الٰہی میں مشغول رہ کر ریاضتہائے شاقہ میں زندگی بسر کرتے۔ لیکن ذاتی تجلیات اور صفاتی انوار کے مشاہدہ سے جو عارف باللہ کی خوراک اور سیر عن اللہ کا ثمرہ ہے۔ خوش و خرم رہتے ؎

عارفاں را قوتِ ذکر و فکرِ حق
نیست پیشِ عارف اِلّا فکرِ حق

اس صادقِ اقوال صاحبِ پر کمال نے کئی سال اسی حالت میں بسر کر دئے۔ محفلوں اور مجلسوں میں تشریف نہ لیجاتے۔ چونکہ عادت سبحانی اور سُنّتِ رحمانی یہ ہے۔ کہ پہلے اپنے دوستوں کو تھلکہ میں مبتلا کرتا ہے۔ اور پھر عیش و نشاط کی بلندی پر پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ رضا اختیار کرنی چاہیے۔ اور سرِ تسلیم جھکانا چاہیئے۔ جب اس فرخندہ فال کی الٰہی جلالی تربیت رو بزوال ہوئی۔ تو پرورش جمالی کے ہلال نے چہرہ دکھلایا۔ آنحضرت چونکہ جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلّم کے نائب مناب۔ الوالعزم اور قائم مقام تھے۔ اس لئے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے انبیاء کی سُنّت سنیہ اور مرسلوں کا طریقہ مسنونہ اس وارث اکمل پر بھی برتا۔ کیونکہ گذشتہ زمانوں سے یہ دستور چلا آیا ہے۔ کہ جتنے شخص زیور نبوّت سے آراستہ اور لباس رسالت سے پیراستہ ہو کر کسی قوم کی رہبری کے لئے مقرر ہوتے چلے آئے ہیں۔ اور وہ پسندیدہ افعال اور برگزیدہ خصال اس واحد حقیقی کی واحدانیّت اور اس حقائق تحقیقی کی ہدایت کرتے آئے ہیں۔ اور اپنی رسالت کی اِطلاع دیتے آئے ہیں۔ لیکن وادیٔ کفر و ضلالت کے گمراہ۔ کوچہ شرک و ندامت کے حیران۔ اُن کی نصائح ارجمند اور پند ہائے سُودمند کو گوش ہوش سے نہیں سُنا کرتے تھے۔ بلکہ وہ اوباش بدمعاش قوم اپنے مرسل کے قتل و ایذا کے در پے رہی ہے۔ مگر وہ رسُول مقبول علیہم السّلام اس زمانہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے مامور ہو کر

نیک لوگوں کی ہمسائگی میں رہتے آئے ہیں۔ بعد ازاں وہ قوم شوم قہر قہاری اور جبر جباری میں گرفتار ہوتی آئی ہے۔ اور طرح طرح کے رنج و عناد اور سختی و مصیبت میں مبتلا ہوتی رہی۔ ایسے شخصوں کی حالت پر سخت افسوس ہے۔ علیٰ ہٰذالقیاس وہ خیرالناس (قیوم رابع رض) کارساز غریب نواز کی جناب مستطاب سے شہر کی تخریب تعذیب اور بدکردار لوگوں کی آوارگی اور اضطرار کے بارہ میں ملہم ہوئے۔ ساتھ ہی مفصّلات و مضافات بھی قہر الٰہی میں گرفتار ہوئے۔ قریب ہے۔ کہ یہ نالائق دیو سیرت اور گنہگار وحشی خصلت اپنے اعمال شنیعہ و افعال قبیحہ کی سزا پائیں۔ بلکہ گیہوں کے ساتھ گھُن بھی پستا ہے۔ یعنی نیک لوگ جو اُن کے گرد و نواح اور پاس پڑوس میں رہتے ہیں وہ بھی خرابی و رسوائی میں مبتلا ہونگے ؎

تریاق زہر است مرا بر سر زباں
آں را بدوستاں دہم ایں را بدشمناں

بعد ازاں اس امام ربانی محبوبِ صمدانی نے آفتِ ناگہانی و مزاحمت آسمانی سے جو بلائے پنہانی و آفتِ جانی اور مایۂ پریشانی و حیرانی تھی۔ ہر چند خلقت کو پورے طور پر واقف کیا۔ لیکن لوگ

اپنی جہالت و خود پرستی کی وجہ سے مُقرّ نہ ہُوئے۔ اور آنجناب کی سودمند وعظ و نصیحت نے اس قوم مدہوش کے کانوں میں اثر نہ کیا۔ بلکہ غرور وتکبر کی شراب کے نشہ میں بدمست رہ کر اُلٹی ہنسی اڑاتے ؎

ترسم ایں قوم کہ بر دردکشاں مے خندد
در سرکار خرابات کنند ایماں را

آنحضرت رضی اللہ عنہ نے ما علی الرسول الا البلاغ "بر رسولاں بلاغ باشد وبس" پر عمل کر کے ان لوگوں کی کج طبعی اور بدطینتی کو اپنی خاطر عاطر سے دور کر دیا ؎

آئین اوست سینہ چو آئینہ داشتن
کفر است در طریقت او کینہ داشتن

پہلے تو کماحقہٗ انہیں سمجھایا۔ لیکن یہ جب اُن کے کان پر جُوں بھی نہ چلی تو آخر زبان ندرت بیان پر مہر سکوت و خاموشی لگائی ؎

بجوش بے دماغی عندلیبی ہمزباں خواہم
کہ باشد سایۂ مژگانِ خواب آلودہ منقادش

اس مایۂ حکیم وقت کے ارادے کا بلند پرواز شاہباز قریب پرواز تھا۔ بعض عقلمندوں اور داناؤں مثلاً شیخ عبدالاحد وغیرہ نے جو فریدِ وقت۔ جنید عہد۔ شبلی زمانہ تھے۔ اور جن کی رائے زریں صورت نما اور مصلحت مُشکلکشاء تھی۔ باہم جمع ہوکر اس بارے میں عقل دوڑائی۔ اور حیران

ہو کر کہا کہ اس سبب سے نیک اور صادق جوان کے الہام و مکاشفہ کے احکام بالکل ٹھیک اور پکے معلوم ہوتے ہیں ۔

نہ باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم
کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا

اب دیکھنا چاہیئے ۔ کہ پردۂ غیب سے عرصہ شہود پر کیا کچھ جلوہ گر ہوتا ہے ۔ اور غیب کی دلہن لا ریبی شاد رواں نے کس غمزے سے پیش آتی ہے ۔ بہتر اور مناسب تو یہی ہے کہ اس والئے کمالات نبوت کی موافقت سے ہم بھی وطن مالوفہ اور مولد معلومہ کو ترک کر کے اس بلائے بیکراں اور آفت آسمانی سے رہائی پائیں ✦

میرے مصنف رہ قبلہ گاہ فرماتے ہیں ۔ کہ انہیں دنوں ایک رات شیخ عبدالاحد رہ نے فرمایا کہ میں نے تو مصمم ارادہ کر لیا ہے ۔ کہ اس شہر کو چھوڑ کر کسی اور شہر میں چلا جاؤں تاکہ آنے والی مصیبت سے بچ جاؤں ۔ چونکہ مجھ پر کشف ہوا ہے ۔ کہ اس شہر پر بلائے عظیم نازل ہونے والی ہے اس واسطے لوگوں کو یہ شہر چھوڑ جانا چاہیئے ۔ تاکہ بلائے ناگہانی سے بچ جائیں ۔ جب اس بلائے ناگہانی کا مقررہ وقت آ پہنچا ۔ کیونکہ ہر ایک کے لئے مقررہ وقت ہوتا ہے ۔ تو حضرت قیوم رابع رض معہ توابع رہ شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہو گئے ۔

حضرت دہلی کنف دین و داد جنت عدن است کہ آباد باد

اس جگہ کی زیب و زینت آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے ایک سے لاکھ گنا ہو گئی ہے

اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است وہمین است وہمین است

شیخ عبدالاحد رح نے مصیبت پر غربت کو ترجیح دی اور وطن مالوفہ کو ترک کر دیا۔ ع کہ مقبول را رد نباشد سخن

ذکر در بیان

دخول حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا به دارالخلافت شاہجہان آباد و تولد مخدومزادہ والا گوہر شیخ عبدالقادر ثانی رحمتہ اللہ علیہ۔

جب حضرت سلطان الاولیاء شہر سرہند سے لوگوں کی وجہ سے ناراض ہو کر مع تمام توابع و لواحق شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اثنائے راہ میں جس جس گاؤں اور شہر سے گذر ہوتا وہاں کے باشندے آنحضرت رض کے استقبال کے لئے آتے۔ اور آنجناب کے حلقہ ارادت میں داخل ہوتے۔ پیر کے روز ۱۵ ار رجب کو شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ شہر کے تمام چھوٹے بڑے استقبال کے لئے آئے۔ پہلے آنجناب کا گذر اس مکان پر ہوا۔ جو شہر کے کنارے پر تھا۔ وہاں پر مدت مدید سے ایک مسجد ویران پڑی تھی۔ اس مسجد کے صحن میں قد آدم سے بھی اونچی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ اکثر اوقات چور اس مسجد میں پناہ لیتے۔ اور گائیں بھینس

اس مسجد میں چرتیں ۔ اُن کے گوبر سے وہ مسجد آلودہ تھی ۔ اس مسجد کے گرد و نواح میں سنگین احاطے تھے ۔ جن میں امارتیں تھیں لیکن رہنے کے قابل نہ تھیں ۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہم یہیں رہتے ہیں ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مکان رہنے کے قابل نہیں ۔ شہر کے اندر چلکر ہمارے مکانوں میں اقامت فرمائیگا ۔ عین عنایت ہوگی ۔ ہر ایک نے اپنا اپنا مقام رہائش کے لئے پیش کیا ۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ناقہ مقررہ مقام پر بیٹھنے کے لئے مامور تھی ۔ تو ہم بھی اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تابع ہیں ۔ یہ فرماتے ہی آنجناب رضہ کی اسواری اسی مقام پر خود بخود ٹھیر گئی آگے قدم اُٹھانے کی مجال نہ رہی ۔ پھر آنحضرت رضہ نے فرمایا کہ ہمارا مقام یہی ہے ۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جو کچھ خاطر مبارک میں آیا ہے ۔ وہی کرنا ۔ لیکن اب شہر میں چلکر اُتریں ۔ اِتنے میں یہ مکان درست ہو جائیگا ۔ پھر یہاں تشریف لے آئیں ۔ یہ بات آنجناب رضہ نے منظور فرمائی ۔ اور شہر میں جاکر ایک عالیشان محل میں رہائش اختیار کی ۔ وہ احاطہ جو مسجد کے ارد گرد تھا ۔ ایک بیوہ عورت کا تھا ۔ جو آنحضرت کی مُریدہ تھی ۔ اُس نے اُن مکانات کو آنحضرت کی نذر کیا ۔ حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ نے پہلے مسجد کو خس و خاشاک سے صاف کرایا ۔ شکست و ریخت کی مرمت کرائی ۔ مسجد جو تعمیر طلب تھی تعمیر کرائی ۔ ہفتہ کے روز ۵ ۔ شعبان کو حضرت سلطان الاولیاء ان عمارات میں داخل ہوئے ۔ بہت سے لوگوں نے آنحضرت کے

ساتھ وہیں بود و باش اختیار کی۔ آنحضرت کے وہاں رہنے سے کئی ہزار خانہ دار مغل وہاں رہنے سہنے لگے۔ اور ہزاروں گھر وہاں تعمیر ہو گئے۔ آجکل وہ مکان آنحضرت کے قدم مبارک کی برکت سے عین شاہجہان آباد کا مرکز ہے۔ اور جو رونق وہاں ہے کسی اور جگہ نہیں۔ بڑے بڑے مغل امیر وہاں رہتے ہیں۔ سارا شاہجہان آباد آنجناب کی برکت سے نہایت آباد اور پُر رونق ہو گیا ہے۔ کیونکہ بادشاہ چالیس سال سے شاہجہان آباد میں داخل نہ ہوا تھا۔ جب حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ شاہجہان آباد میں داخل ہوئے۔ تو بادشاہ نے بھی آکر وہیں سکونت اختیار کی۔ اب تک بادشاہوں کا دار الخلافہ شاہجہان آباد ہی چلا آتا ہے۔ جب اُن عمارتوں کی مالکہ فوت ہو گئی۔ تو آنحضرت نے اس کے وارثوں سے بہت سا روپیہ دیکر بیع کرا لیا۔ اُن کے علاوہ اور عمارتیں بھی خریدیں +

اسی سال دوسرے مخدوم زادہ والا گہر پیدا ہوئے۔ ان کی پیدائش سے پہلے حضرت غوث الاعظم رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کو فرمایا۔ کہ ان دنوں تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ اور قرب الٰہی کا انتہائی درجہ حاصل کریگا۔ اس کا نام عبد القادر رکھنا۔ جب مخدوم زادہ پیدا ہوئے۔ تو آنحضرت رض نے حسب الامر "شیخ الجن والانس عبد القادر نام مقرر کیا" آنجناب نے اس مولود مسعود کی بہت کچھ تعریف کی۔ واقعی آجکل یہ مخدومزادہ

حضرت خلیفہ اللہ رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کو روشن کرنے والے اور آنحضرت رضہ کے قائم مقام اور نائب مناب ہیں +

اسی سال حضرت مروج الشریعت کے بڑے بیٹے حضرت عروۃ الوثقٰے کے پوتے حضرت شیخ محمد ہادی جو تربیت باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے خلافت سے مشرف ہوئے تھے۔ اور میرے (مصنف رح) جد امجد تھے۔ اِس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت قیوم ثانی کے روضۂ مبارک میں جنوبی دروازہ کی طرف مرقد مبارک کی پائنتی میں مدفون ہوئے +

ذکر دربیان

سال ہشتم و نہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء تکلیف کردن بہادر شاہ علماء را کہ در خطبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ را وصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بگوئید - و قرآن مجید را بطریکہ نزول شدہ است ہمانقسم ترتیب دہند و انکار کردن علماء ازیں امر و داد خواہ شدن خلق اللہ ازیں حرکت بیجا سلطان بجناب حضرت قیوم رابع وبشارت دادن آنحضرت بہ ہلاکتِ سلطان و بیانِ واقعات وحادثات سلطنت کہ دریں سال واقع شدہ اند :-

جب بہادر شاہ کو اس قسم کی فتح عظیم نصیب ہوئی۔

تو غرور و تکبّر سے اترانے لگا۔ بعض بُرے ارادے اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ کہ دین متین میں کوئی ایسا نیا طریقہ نکالے جو کسی گذشتہ بادشاہ نے نہ کیا ہو۔ اور لوگ اس مصنوعی طریقہ میں اسے مقتدائے تسلیم کریں۔ بادشاہ جو خود بھی بڑا جید عالم تھا چنانچہ بارہ ہزار حدیثیں مع شانِ نزول اسے حفظ تھیں۔ چاہتا تھا۔ کہ شریعت میں کوئی ایسی اختراع کرے۔ جو قیامت تک اس کی یادگار رہے۔ علماء کو بُلا کر کہا کہ حدیث نبویؐ میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو وصی کہا گیا ہے۔ اِس لئے خطبہ میں بھی علی الوصی کہنا چاہیئے۔ اور قرآن مجید کو بہ ترتیب نزول مرتب کیا جائے۔ یعنی بجائے الحمد کے شروع میں الف لام میم سورۂ اقراء جو تمام سورتوں سے پہلے نازل ہُوئی۔ پہلے درج کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں وہ آیات اور سورتیں جس ترتیب سے نازل ہوئیں۔ اسی ترتیب سے مرتب کرنا چاہیئے۔ علماء نے کہا۔ کہ اس سے پیشتر تم سے بہتر علمائے مجتہدین گزرے ہیں۔ اور جو علم و تقوٰے انہیں حاصل تھا۔ وہ تم میں نہیں۔ اور بہ سبب قربِ عہد اخبارات نبوت کی تصیح جو انہیں حاصل تھی۔ تمہیں حاصل نہیں۔ پس جو کچھ حق اور صدق تھا۔ انہوں نے مقرر کر دیا ہے۔ جس نے ان اکابر دین کی مخالفت کی اُس نے اپنے دین و ایمان کو ضائع کیا۔ تم کیوں ان کی مخالفت کرتے ہو ۔

اس سے پیشتر بہت سے لوگ از روے شوکت و حشمت اور جاہ و جلال اور زور و قوت کے تم سے زیادہ بہتر ہو گذرے

ہیں۔ کیا وہ دین میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو چند ایک وصایا فرمائیں۔ جو محض مقید ہیں۔ اگر خطبہ میں ہم وصی کہیں گے تو وہ وصی مطلق ہو جائیں گے اور وصی مطلق نبی کا قائم مقام اور نائب مناب ہوتا ہے اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم آئے گی۔ اس واسطے علماء اور مجتہدین نے خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وصی نہیں کہا۔ ہم بھی ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ قرآن شریف کو موجودہ ترتیب سے حضرت عثمان رضی اللہ نے مرتب کیا۔ دوسرے کی کیا مجال ہے کہ اس ترتیب کو اُلٹ پلٹ کرے۔ اور دوسری طرح جمع کرے۔ ایسا کرنے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ کا دشمن ہوگا۔ جس کا قتل واجب ہوگا اس خیالِ محال سے توبہ کرو۔ تمہاری ایک پیش نہ جائیگی۔ بادشاہ نے اپنے مدعا کے ثبوت میں دلایل و براہین پیش کیں علماء نے مذاکرہ علمی سے انہیں درغ کیا۔ اور سخت غضبناک ہو کر بادشاہ کے ہاں سے اُٹھ آئے۔ اور ایک جگہ جمع ہو کر اتفاق کیا۔ کہ خواہ بادشاہ ہمیں کسی طرح ہی کی تکلیف کیوں نہ پہنچائے۔ ہمیں اس کے کہنے کو ماننا نہیں چاہئے۔ تمام اہلِ اسلام اس امر میں شریک ہوئے۔ اور علماء کی رفاقت اختیار کی۔ اور مذہب حق پر کمربستہ ہو گئے بادشاہ کے تینوں بیٹوں نے بھی علماء کو کہلا بھیجا کہ ہم بھی تمہارے

ساتھ ہیں۔ اور حق مذہب پر قائم ہیں۔ دوسرے روز بادشاہ نے علماء کی طرف اِس مضمون کا رقعہ لکھا کہ او فاضلو! تہ دِل سے مفضول کی طرف واپس آؤ۔ علماء نے اس کے جواب میں لکھا "ہم گُتّے کی طرف آنا نہیں چاہتے" بادشاہ نے غضب ناک ہو کر انہیں پکڑ منگایا۔ جب مسلمان اور اہل علم آئے۔ تو بادشاہ نے انہیں کہا کہ میں تمہیں کُتّوں کے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ علما نے کہا۔ الحمدلِلّٰہ۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کتوں کے ساتھ کھانے پر شکر خدا بجا لانے کا کیا موقع کہا۔ اس واسطے کہ تُو نے یہ نہیں کہہ دیا۔ کہ میں اپنے ساتھ کھانا کھلاؤں گا۔ اگر ہم کتوں سے مل کر کھائیں گے۔ تو پھر دھو کر مُنہ پاک کر لیں گے۔ لیکن اگر تیرے ساتھ کھانا کھائینگے تو ہمارے دِل ناپاک ہو جائیں گے۔ جو قیامت تک پاک نہیں ہونگے۔ بہادر شاہ نے اور بھی ناراض ہو کر علماء کو قید کر لینے کا حکم دیا۔ اور تمام اہلِ علم کو سخت عذاب کیا۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی۔ تو سب حضرت خلیفۃ اللہؓ کی خدمت میں ہلاکت سُلطان کے لئے دعا کرانے کے واسطے حاضر ہوئے ؎

در اں میداں کہ مردم جمع گشتند
تپاں سوزاں بھر سو مے گذشتند
دواں گشتہ خلائق سوئے قیوم
دُعاہا خواستند از بھرِ مظلوم

ایا محبوب سبحانی خدا را
کرامت کن بدستم مدعا را

آنحضرت نے جمیعت دینی میں آکر علماء کو اس بلاء سے چھڑانے کے لئے دیر تک دعا کی۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ عنقریب ہی بادشاہ اعجاز نبوی سے کتوں سے ہلاک ہوگا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی نصیب ہوگی۔ واقعی زیادہ مدت گذرنے نہ پائی۔ کہ بہادر شاہ ہلاک ہوگیا۔ اور مسلمانوں کو اس کے ہاتھ سے نجات ملی۔ بہادر شاہ نے علماء کو قید کرنے کے بعد اپنے چاروں بیٹوں کو بلا کر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ بڑے بیٹے معزالدین نے جواب دیا کہ جلال الدین اکبر نے دین محمدی کی مخالفت کی تھی۔ جس کے باعث ہم تمام بادشاہوں میں بدنام چلے آتے ہیں۔ اور ابھی وہ سیاہی کا داغ ہم سے چھٹا نہیں۔ تم چاہتے ہو کہ ہمیں دوبارہ روسیاہی نصیب ہو۔ اور تمام جہان کے بادشاہوں میں ہم شرمسار ہوں۔ دوسرے بیٹے عظیم الشان نے کہا کہ عالمگیری مذہب کے تابع ہوں وہ عالمگیر نے اختیار کیا تھا۔ تیسرے بیٹے شاہجہان نے کہا۔ میں علمائے حق کے دین پر ہوں۔ میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا۔ بلکہ جو مخالفت کریگا۔ اسی تلوار سے اس کا سر قلم کروں گا۔ چوتھے بیٹے رفیع الشان نے کہا۔ میں بادشاہ کے مذہب کی تابع ہوں۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے۔ میں

قبول کرونگا۔ بادشاہ چوتھے بیٹے پر مہربان ہوا۔ اور پھر خطبہ تالیف کر کے اس کے موافق ایک خطیب مقرر کیا۔ اور اسے لاہور کی جامع مسجد میں بھیجدیا۔ کہ جمعہ کے روز یہ خطبہ پڑھنا۔ اور قطعی حکم دے دیا۔ کہ کوئی شخص دوسری مسجدوں میں جانا نہ پائے۔ تمام مسلمان شاہی جامع مسجد میں حاضر ہوں۔ لیکن چونکہ سبھی بادشاہ سے برگشتہ تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے ٹھان لی۔ کہ ہم خطبہ نہیں پڑھنے دینگے۔ جب بہادر شاہ نے سُنا کہ لوگ مجھ سے منحرف ہو گئے ہیں۔ تو سلطان رفیع الشان کو تمام شاہی لشکر مع سامان جنگ دیکر جامع مسجد کی طرف بھیجدیا۔ کہ جو شخص شورش کرے۔ اسے تنبیہ کرو۔ جب توپخانہ مسجد کے پاس لایا گیا۔ تو ہزاروں مسلمانوں نے اپنے سینے توپوں کے مُنہ پر رکھ کر کہا۔ کہ داغ دو۔ کیا تم ہمیں مرنے سے ڈرانے آئے ہو۔ ہم نے مرنے مارنے کی ٹھان لی ہے۔ ہمیں موت کا ذرہ بھر خوف نہیں۔ جب خطیب منبر پر چڑھا۔ تو ایک مغل نے اسے تلوار دکھا کر کہا خبردار! جو خطبہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہا۔ اسی تلوار سے تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ خطیب ڈر کر کانپنے لگا۔ جب حضرت عثمان کا نام اس نے خطبہ میں لیا۔ اور حضرت علی کا نام لینے نہیں پایا تھا۔ کہ اس مغل نے خطیب پر تلوار کا وار کیا۔ خطیب ڈر کے مارے شہزادے کی بغل

میں آگیا۔ مغل گرفتار ہوا۔ لوگوں میں شور مچ گیا۔ قریب تھا کہ فساد برپا ہو۔ لیکن شاہزادہ اس خطیب کو پکڑ کر مسجد سے باہر لے آیا۔ اس مغل سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ ابھی تو خطیب نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا نام بھی نہیں لیا تھا۔ تم نے اس پر تلوار کا وار کیوں کیا۔ اس نے کہا مجھے یقین تھا۔ کہ وہ بالضرور حضرت علی کرم اللہ وجہ کو وصی کہے گا۔ اس واسطے میں نے اسے کہنے کی مہلت نہیں دی آخر جہان شاہ نے اُس مغل کو رہا کر دیا۔

انہیں دنوں بہادر شاہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ اور لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف و عذاب پہنچا رہے ہیں۔ اتنے میں کُتوں نے آکر بھونک کر اسے کاٹنا شروع کیا۔ یہ خواب دیکھ کر جاگ پڑا۔ حکم دیا۔ کہ شہر و لشکر کے کتے نکال کر دریائے راوی سے پار کر دو۔ بادشاہ اس خواب کی دہشت سے مریض ہو گیا اور چند یوم میں مر گیا۔ شاہزادوں نے علماء کو انعام و اکرام دیکر رہا کیا۔ اور تمام لوگ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکر گذار ہوئے اور یہ شعر گانے لگے ؎

شریعت را بلند آوازگی داد
بخرگاہِ شریعت بستہ بنیاد
طرازِ دین و آئینِ شریعت

ہمایوں رہبرِ راہ طریقت
بہارستانِ مُلک دولت و دیں
بقیومی سرِتاجِ سلاطیں

جب بہادر شاہ مرگیا تو اس کے چاروں بیٹے تخت پر بیٹھے۔ ایک شہر میں چاروں بادشاہ موجود تھے۔ چاروں میں سے محمدؐ عظیم الشان بلحاظ خزانہ و سپاہ دوسرے بھائیوں سے طاقتور تھا۔ کہتے ہیں۔ اس کے پاس اس قدر روپیہ تھا۔ کہ اس کے خیمہ و خرگاہ کے گرد خزانہ ہی خزانہ تھا۔ اس نے لڑائی میں اس واسطے تاخیر کی۔ کہ اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا تھا۔ جو بنگالہ سے سپاہ و خزانہ لیکر آرہا تھا۔ لیکن معزالدین اور جہاں شاہ نے متفق ہو کر جنگ شروع کردی ؎

اگر بادشاہے بمیداں در آیے
زما ہر کہ را ملک بخشد خدا

عظیم الشان نے رقعہ لکھ بھیجا۔ کہ تم دونو بڑے بھائی میرے ساتھ بر سر پیکار ہو۔ آؤ آکر ہم ولایت کو تقسیم کرلیں۔ لیکن وہ اس کے ارادہ سے واقف ہو کر لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ دونو طرف سے صفیں آراستہ ہوئیں۔ خونخوار جوان اور نامدار دلیر جنگ میں مشغول ہوئے۔ جنگ و جدال کا ہنگامہ گرم ہوا۔ ہزاروں

مرد میدان میں کام آئے ؎

زمیں گشت از کشتگاں بجل گوں
بہر سو رواں سیل دریاے خوں

لڑائی بڑی سخت ہوئی۔ آخر فتح و نصرت کی نسیم سے معزالدین اور جہان شاہ کے پھریرے ہلنے لگے۔ اور عظیم الشان قتل ہوا۔ دوسرا بیٹا کریم الدین بھاگ گیا۔ لیکن گرفتار کیا گیا۔ اور معزالدین نے اسے بھی قتل کر ڈالا۔ لڑائی کے بعد دونو بھائیوں نے باہم ملک تقیم کرنا چاہا۔ اس کے فیصلہ کے لئے معزالدین نے اپنے وزیر ذوالفقار خاں کو جہان شاہ کے پاس بھیجا۔ ذوالفقار خان نے جہان شاہ کو کہا۔ کہ دکن کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ جہان شاہ نے کہا۔ شاہجہان آباد کی آب و ہوا عمدہ ہے۔ یعنی میں شاہجہان آباد لیتا ہوں۔ تم دکن لو۔ اِتنے میں جہان شاہ کے ایک قریبی نے خفیہ طور پر اسے کہا۔ کہ ذوالفقار خاں کو گرفتار کر لو۔ پھر معزالدین کچھ نہیں کر سکیگا۔ ذوالفقار خاں نے یہ بات تاڑ کر جہان شاہ کو کہا۔ کہ میں اپنا مال و اسباب معزالدین کے لشکر سے اس لشکر میں لانا چاہتا ہوں۔ جہان شاہ نے اس بات کو غنیمت سمجھ کر اسے رخصت کیا۔ اس نے آکر ساری کیفیت معزالدین سے بیان کی۔ اور سامانِ جنگ

تیار کر کے آمادہ کارزار ہوئے۔ جہان شاہ بھی لڑائی کے لئے تیار ہوا۔ اور میدانِ جنگ میں آیا ؎

دو لشکر بہم بر شد آراستہ
شد آں رزمہا خاک برخاستہ

بڑی سخت لڑائی کے بعد جہاں شاہ معز الدین پر غالب آیا۔ اس کی فوج غالب آگئی۔ اور معز الدین بہت پریشان ہوا۔ اسی اثناء میں جہان شاہ ایک طرف فارغ البالی سے چند آدمیوں سمیت کھڑا تھا۔ کہ عبد الصمد نے چند آدمیوں کو ساتھ لیکر اس پر تیروں کی بوچھاڑ کی۔ جہان شاہ نے عبد الصمد خاں کو کہا۔ کہ یہ کیا نمک حرامی کر رہے ہو۔ عبد الصمد خاں نے کہا۔ یہ شغل میرے اختیار میں نہیں۔ جہان شاہ مغلوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہادر شاہ کا چوتھا بیٹا رفیع الشان گوشۂ گمنامی سے نکل معز الدین کے مقابلے پر آیا۔ اور مردانہ دار جنگ کیا۔ ہاتھی سے اُتر تلوار ہاتھ میں لے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور آخر کار خود بھی قتل ہو گیا۔ معز الدین فتح حاصل کر کے تمام سلطنتِ ہند دکن کا بادشاہ ہو گیا۔ بعد ازآں حضرت قیوم ثلاثہ رضی اللہ عنہما کے مزارات کی زیارت کے لئے لاہور سے دار الارشاد سرہند شریف میں آکر نہایت عاجزی سے حضرات قیوم ثلاثہ کے مزارات کی زیارت کی۔ اور ہر ایک روضہ

کی خاک سرہند پر مل کر اسے دین و دُنیا کی سعادت سمجھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہر فرد بشر کو حد سے زیادہ دلاسا دیا۔ اور ان کے لائق تحفے اور ہدیئے پیش کیے۔ ہر ایک سے اپنے حق میں دعا و توجہ کراکر شاہجہان آباد کی طرف چلا گیا۔ لیکن شاہجہان آباد میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا میسر نہ ہوا۔ ایک شخص کو جس سے مخالف شرع امور ظہور میں آنے کے باعث حضرات سرہند اس سے بیزار ہو گئے تھے رفیق بنایا۔ وہ شخص اپنی کور باطنی کے سبب خود انقلاب پر فخر کرتا تھا۔ معزالدین شاہجہان آباد میں بدعت میں مبتلا ہو گیا۔ تمام گویئے۔ مطرب اور گائن اور طوائف اس کی بارگاہ میں آموجود ہوئے۔ بلکہ مطرب ہی بڑے بڑے امیر ہوئے۔ اور سلطنت کے کاروبار بھی انہیں کے ہاتھ میں آگئے۔ اس واسطے کہ معزالدین ایک رنڈی پر فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور اس سے نکاح کر لیا تھا۔ اس کے خویش و اقربا سلطنت کے ارکین عظام بن گئے تمام سلطنت کا انتظام اور بندوبست انہیں کے ہاتھ تھا۔ معزالدین اس نابکار کے ہاتھ میں کٹھ پتلی تھا۔ جو ناچ نچاتی ناچتا۔ اسی وجہ سے اس سے کئی ناشائستہ حرکات ظہور میں آئیں۔ چنانچہ اس کی بیگم پردہ کر کے مردوں میں آکر بیٹھتی۔ اور سارا دن بازار میں گشت لگاتی پھرتی۔ ایک روز بادشاہ کو کہنے

لگی۔ کہ میں نے کبھی کشتی غرق ہوتے نہیں دیکھی۔ ملاحوں کو حکم دو کہ کشتی غرق کر کے دکھلائیں۔ ملاحوں نے کشتی غرق کر کے دکھائی۔ لوگوں نے کشتی کے ڈوبنے کو بد فالی قرار دیا۔ اس کے علاوہ اور کئی نامعقول حرکتیں اس سے سرزد ہوئیں۔ لوگ معزالدین سے سخت ناراض تھے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ ہم اِس بادشاہ کے ہاتھوں تنگ آ گئے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا۔ جلدی ہی تم ان تکلیفوں سے بچ جاؤگے۔ کوئی اور بادشاہ تخت پر بیٹھے گا۔ کہتے ہیں۔ اس شخص نے جس کا معتقد معزالدین تھا حضرت عروۃ الوثقٰی رضی اللہ عنہ کا عرس کیا۔ اور حضرت محمد صدیق کو بلایا۔ انہوں نے اس کے ناشائستہ افعال سے ناراض ہو کر فرمایا نہ تو ہی رہے گا نہ معزالدین رہیگا جس پر تو اتنا فخر کرتا ہے ؎

نہ تو مانی نہ بل شاہِ جہانی
وگر شاہے شود فغفور ثانی
ہمیں مغروری و جاہ و جلالت
شود پامال از شاہِ عدالت

ارکانِ سلطنت و امرائے عظام قدیم معزالدین سے بیزار ہو گئے۔ ایک روز ذوالفقار خان وزیر نے ایک قدیمی امیر زادے کے ہاتھ میں ڈھولک اور طنبور

دیگر بادشاہ کے سامنے کھڑا کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ طنبور لیکر کیوں آئے ہو۔ ذوالفقار خان نے کہا ان کا روزگار مطربوں نے لیا ہے۔ اور مطربوں کا پیشہ انہوں نے اختیار کیا ہے۔ تورانی مغل بادشاہ سے بہت ہی ناراض ہوئے۔ آخر نظام الملک اور محمد امین خان نے مخفی طور پر عظیم الشان کے بیٹے فرخ سیر سے خط و کتابت کی کہ جہاں تک ہو سکے ایک جرار لشکر لیکر پہنچ جاؤ۔ ہم تمہارے رفیق ہیں۔ چند مغل امیر مثلاً برلاس خان اور ابو تراب خان وغیرہ معزالدین سے جُدا ہو کر فرخ سیر کے پاس چلے گئے۔ الٰہ باد اور بہار کا حاکم حسن علی خان سید بارہ بھی بہت سی جمعیت لیکر فرخ سیر سے جا ملا۔ جب فرخ سیر کے پاس بہت سے لشکر جمع ہو گئے۔ تو شاہجہان آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ابو تراب نے مجھ (مصنف رح) سے بیان کیا۔ کہ پہلے فرخ سیر بہت گھبرایا کیونکہ اس کے پاس فوج تھوڑی تھی۔ ہند کے تمام لشکر معزالدین کے ساتھ تھے۔ بعض مغلوں نے فرخ سیر کو کہا۔ کہ اگر تم سلطنت ہند لینا اور دشمن پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا و توجہ کی درخواست کرو۔ تاکہ تمہارا مطلب حاصل ہو جائے۔ فرخ سیر نے مغلوں کی وساطت سے حضرت خلیفۃ اللہ کی خدمت میں اپنا حال عرض

کر کے دعا و توجہ کی درخواست کی۔ جب اس کا ایلچی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آنحضرت نے اس کے مدعا کے حاصل ہونے کے لئے دعا کر کے ایلچی کو فرمایا۔ کہ انشاء اللہ سلطنت ہند فرخ سیر کو نصیب ہوگی۔

بنگاہِ نیکمردانِ الٰہی
گدائے را دہد تشریف شاہی
توئی خورشید گردونِ عدالت
توئی شاہنشہِ ملکِ ولایت
شنیدستم توئی مقبولِ سبحاں
توانی مشکلم را کردہ آساں
چو رازِ آں براں شہ شد ہویدا
ہماندم ابرِ رحمت گشت پیدا
بگفتند باشہِ فرخندہ کار
ترا فضلِ خدایت گشتہ گلزار
بفرخِ سیئر را فرمودہ دائم
بہ تختِ سلطنت باشی تو قائم

فرخ سیر اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ جب معز الدین کو فرخ سیر کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ تو اپنے بیٹے عزالدین کو لشکر دیکر اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ جب دونو کی مٹ بھیڑ ہوئی تو سخت لڑائی کے بعد عزالدین شکست کھا کر بھاگ گیا۔ معز الدین بیشمار لشکر لیکر فرخ سیر سے لڑنے کے لئے آیا اور اکبر آباد

سے گرد و نواح دونوں کا مقابلہ ہوا۔ ہنگامہ قتل گرم ہوا۔ آتش جنگ بھڑک اٹھی ؎

چو دیدند گردانِ قلب سپاہ | کہ باز اژدہا تاخت بر فیل گاہ
کشیدند وکشادند تیر و کماں | بر آمد فغاں از زمین و زماں
زبس در ہوا تیر بر زد ہم | نہ بر رفت گردون نہ بشست نم
چو شد در نوا دیدہ میدان تیر | کشیدند شمشیر برنا و پیر
بر آمد چکا چاک شمشیر ہا | کشید آں چکا چاک تا دیرہا
زخوں کہ تیر ک زدہ از فرق گاہ | یلاں را بر افراخت پیر کلاہ
شدہ خود ہا چاک چوں لالہ ہا | سپرہا چو گل گشتہ پرکالہا
گراں گرز در دسر سروراں | وزاں دردہا سروراں سرگراں
سنانیکہ در دست سفاک بود | سر و مغز را مار ضحاک بود
بتر زین بخون یلاں گشتہ غرق | چو تاج خروسانِ جنگی بفرق
نم خوں نشانیدہ گرد سپاہ | چو گرد یکہ برشد ز ماہی بماہ
بر افروختہ شاہ رخ در مصاف | بر افروختہ تیغ مصر از غلاف

معزالدین کے اکثر امیر قتل ہوئے عبدالصمد خان نے اس جنگ میں کارہائے نمایاں کئے۔ فرخ سیر کے بہت سرداروں کو قتل کیا۔ لیکن نظام الملک اور محمد امین خاں نے ہاتھ تک نہ ہلایا۔ بلکہ عبدالصمد خاں کو کہا کہ تو کیوں لڑتا ہے پھر رنڈی سے جوتیاں کھانا چاہتا ہے۔ جب معزالدین کے امیر مارے گئے۔ تو وہ رنڈی بہت گھبرائی اور پریشان ہوکر کہنے لگی کہ افسوس دوست مر گئے۔ حالانکہ ابھی فوج بکثرت تھی۔ معزالدین کو ہودج میں ڈال بھاگ گئی۔ اور ذوالفقار خان وزیر فوج کو لئے آدھی رات تک کھڑا لڑتا رہا۔ اور پکار کر کہتا کہ بادشاہ یا شہزادے کو میرے پاس لاؤ۔ جب بادشاہ کے بھاگ جانے کا اسے یقین ہوگیا تو وہ فوج لیکر شاہجہان آباد چلا آیا۔ معزالدین اور ذوالفقار خان متفق ہوکر لاہور جانا چاہتے تھے لیکن ذوالفقار خان کے باپ نے نہ جانے دیا اور معزالدین کو قید کرلیا۔ ذوالفقار خان نے بہتیرا کہا۔ کہ اسے چھوڑ دو ہم جاکر لشکر جمع کرکے پھر جنگ کریں لیکن باپ نے کہا۔ کہ چھوڑ دے کے ساتھ جاکر کیا کروگے۔ اب فرخ سیر بادشاہ ہوگیا ہے۔ میں اسے پکڑ کر اسے دونگا

وہ میرا ممنونِ احسان ہوگا۔ جب فرخ سیر شاہجہاں آباد میں آیا۔ تو اسد خاں نے معز الدین کو اس کے حوالے کیا۔ فرخ سیر نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا میری ہڈی مجھے دو اور گذارے کے لئے روٹی۔ میں سلطنت سے باز آیا۔ مجھے زندہ رہنے دو۔ لیکن فرخ سیر نے اسے قتل کر دیا۔ ذوالفقار خاں کو بھی بڑی اذیت سے ہلاک کیا۔ فرخ سیر نے شاہی تخت پر جلوس فرما کر تحائف و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں ارسال کئے۔

ذکر در بیان

سال دہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ التجا کردن سلطان فرخ سیر از آنحضرت بر مہم گرو لعین و بشارت دادن آنجناب بر فتح آں ملعون و دستگیر شدن و بقتل رسیدن آں شقی و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب فرخ سیر تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام ارکان سلطنت کو بلا کر کفار کی بیخ کنی کیلئے مشورہ کیا۔ جو بہادر شاہ سے بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے گئے تھے سب نے کہا کہ ہم فرمانبردار بندے ہیں۔ جو حکم ہوگا بجا لائیں گے۔ اسی اثنا میں ایک جاسوس نے اطلاع دی کہ گرو اس وقت لاہور سے چالیس کوس کے فاصلے پر گورداسپور کے قریب دامنِ کوہ میں لشکر جمع کرنے کی فکر میں ہے۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجکر مہم کفار میں فتح و نصرت کیلئے دعا و توجہ کی التماس کی۔ جب قاضیٔ شہر نے جناب قیومیت مآب رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں دین اسلام کی نصرت اور کفار کی ذلت کے لئے درخواست کی تو دیر تک باطنی توجہ کے بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کو فتح نصیب ہوگی اور کفار ذلیل ہونگے۔ اور گرو گرفتار ہوگا۔ بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا اور عبدالصمد خان کو لاہور کا حاکم بنا کر اس شرط پر روانہ کیا۔ کہ گرو سے برسرپیکار رہو۔ محمد امین خان کے بیٹے قمرالدین خان کو بھی ایک جرار لشکر دیکر اس کے ساتھ روانہ کیا۔ جب منزلیں طے کر کے فوج بحر امواج گورداسپور کے قریب پہنچی۔ تو

گرو نے عین شکار کھیلتے وقت ان کی آمد کی خبر سنی۔ اگر وہ دوسری طرف بھاگ جاتا تو بچ جاتا۔ لیکن چونکہ مشیت ایزدی کو کفار کی ذلت اور ان کے فتنہ کا بجھانا منظور تھا اِس لئے وہ ملعون ڈر کر قلعہ میں چلا گیا اور فصیل و برج کو ٹھیک ٹھاک کر کے مقابلہ کیلئے تیار ہو گیا۔ عبدالصمد خان اور قمرالدین خان نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور قلعہ کی رسد بندی کر دی۔ اور گولے پھینکنے شروع کئے۔ گرو نے محاصرہ سے تنگ آ کر دیوار قلعہ کو توڑ نکل جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن جس طرف جاتا ایک سوار آگ اور تلوار لئے آگے موجود ہوتا۔ اس کو کسی طرف سے نکلنے نہ دیا جس طرف جاتے آگے سپاہی موجود ہوتے اور ان ملعونوں پر آگ کے شعلے پھینکتے۔ جب گرو نے یہ حالت دیکھی۔ تو ہمراہیوں کو کہا کہ اب موت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ موت کے منتظر رہو عبدالصمد خان نے گرو کو کہلا بھیجا۔ کہ اگر مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہاری بادشاہ سے سفارش کروں گا تاکہ تمہاری تقصیرات معاف کر دے۔ گرو نے اس کے قاصد سے پوچھا کہ عبدالصمد خان کے پاس کس قدر لشکر ہے۔ اس نے کہا کئی ہزار سوار ہیں۔ اس ملعون نے کہا اگر تمام جہان اس کے ساتھ ہو تو بھی میں نہیں ڈرتا بعد ازآں اسی آدمیوں کو جو ایک طرف کھڑے تھے حکم دیا کہ خودکشی کر لو سب نے اپنے پیٹ خنجر سے پھاڑ ڈالے اور با گرو کہکر زمین پر گر پڑے۔ اور داخل فی النار ہوئے۔ گرو نے کہا کہ جس کی فوج اس قسم کی ہو۔ اُسے دوسرے کا کیا ڈر ہے۔ اور تمام ہندوستان میرے اسی قسم کے لشکر سے پُر ہے۔ اس قصے کے مطابق زمانہ سابق کا ایک قصہ یاد آیا ہے۔ جو یہاں درج کیا جاتا ہے۔ **تمثیل**۔ خلیفہ مقتدر باللہ کے عہد میں جو خلفائے بنی عباس میں سے تھا۔ سنہ ۳۱۶ ہجری میں قرامطہ بحرین جن کا پیشوا ابوسعید جہانی تھا۔ غالب آئے۔ اور مکہ معظمہ میں جا کر انہوں نے قتل عام مچایا۔ اور چاہ زمزم کو مقتولوں سے پُر کر دیا اور تین ہزار مقتول خانہ کعبہ کے گرد مسجد الحرام میں ڈال دیئے۔ اور حجر اسود کو اکھیڑ کر بیت الخلا میں پھینک دیا۔ بعد ازآں ابوسعید مکہ معظمہ سے مقتدر باللہ کے ساتھ لڑنے کے لئے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ پانسو آدمی لیکر ملک ہند میں اُترا۔ مقتدر باللہ نے اپنے ایک بڑے امیر ابی ساج کو تیس ہزار سوار دیکر ابوسعید سے لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ ابی ساج نے دشمن کو حقیر سمجھ کر خلیفہ کو لکھا کہ میں ابوسعید کو پکڑ کر آپ کے پاس

بھیجدوں گا۔ مقتدر باللہ نے جواب میں لکھا کہ اس کا پکڑنا آسان کام نہیں۔ پُل توڑ دو تا کہ وہ آ نہ سکے۔ ابی ساج نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ اور ابوسعید کو پیغام بھیجا اور میں اور تم پُرانے ہمنشیں ہیں۔ تم میں میرے مقابلے کی تاب نہیں۔ اگر میری اطاعت کرو۔ تا کہ تمہارے قصور خلیفہ سے معاف کراؤں۔ یا کسی اور طرف بھاگ جاؤ تاکہ تمہیں کوئی نہ دیکھے اور سلامت رہو۔ ابوسعید نے اس کے پیغام کو سُنکر ہنس دیا۔ اور قاصد سے پوچھا کہ ابی ساج کے پاس کتنے مرد ہیں۔ اس نے کہا تیس ہزار۔ اس نے کہا بخدا تین بھی نہیں۔ پھر اپنے ایک آدمی کو کہا کہ اپنا سر کاٹ ڈالو۔ اس نے سر کاٹ ڈالا دوسرے کو کہا پانی میں ڈوب مرو۔ وہ پانی میں غرق ہوگیا تیسرے کو کہا بلندی پر سے گر کر مرجاؤ۔ وہ بلندی سے گر کر مرگیا۔ ابوسعید نے کہا جس کے پاس ایسا لشکر ہو اسے دشمن کا کیا خوف۔ قاصد کو کہا۔ جاؤ تمہاری جان بخشی کی لیکن ابی ساج کو کتوں کے ساتھ زنجیر میں جکڑا ہوا تمہیں دکھاؤنگا اسی رات ابی ساج پر شبخون کر کے بہت سوں کو قتل کیا۔ اور بعض کو بھگا دیا اور ابی ساج کو پکڑ کر زنجیروں سے جکڑ کتوں کے ساتھ باندھا" القصہ جب عبدالصمد خان نے دیکھا کہ گرو اپنی ہٹ پر قائم ہے۔ تو ایک منصوبہ باندھا اور گرو کو پیغام بھیجا کہ ہم بادشاہ سے بہت تنگ آ گئے ہیں۔ کیونکہ وہ سلطنت کے لائق نہیں لاؤ تمہیں دارالخلافے میں لیجاکر تخت سلطنت پر بٹھادوں۔ وہ کور باطن اس دھوکے میں آگیا۔ لیکن اس کے چیلوں نے اسے قلعہ سے باہر نہ جانے دیا اتنے میں اہل قلعہ مارے فاقوں کے مرنے لگے۔ بہت سے بھوک سے تنگ آکر قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہوکر مسلمانوں سے روٹی مانگتے جب مسلمان انہیں روٹی دیتے تو وہ روٹی لینے کیلئے اس قدر جلدی کرتے کہ قلعہ پر سے گر کر مرجاتے۔ جب قلعہ والوں کا ناک میں دم آگیا تو گرو نے مجبور ہوکر عبدالصمد خان سے صلح کر لی۔ عبدالصمد خان نے اس ملعون کو قلعہ سے نکال لوہے کے پنجرے میں بند کر کے اس کے سات سو چیلوں کو زنجیروں سے جکڑ دارالخلافہ کی راہ لی۔ جب سرہند پہنچا۔ تو گرو کے سر کے چاروں طرف آہنی سیخیں لگادیں تاکہ سر کو ادھر اُدھر نہ کر سکے۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکر اس کے پاس کھڑا کر دیا۔ اور اس کے چیلوں کو نہایت بیعزتی اور رسوائی

سے شہر میں پھرایا۔ جب سرہند کے باشندوں نے گرو کو اس ذلت کی حالت میں دیکھا تو نہایت خوش ہوئے۔ اور پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اسی کے ہاتھ سے انہوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ سرہند کے لوگ گرو کو گالی دیتے اور پتھر مارتے تھے تین روز سرہند میں رہکر اس ملعون کو دار الخلافہ میں پہنچایا۔ لیکن نہایت بے عزتی و رسوائی سے اور اس کے چیلوں کے سروں پر لکڑی کی ٹوپیاں پہناکر شہر میں لایا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سخت عذاب دیکر قتل کرو۔ پہلے اس کے شیر خوار بچے کو اسکی گود میں قتل کر کے اس کا جگر نکال کر گرو کے منہ میں دیا۔ اس نے کہا اس بچے کی کیا تقصیر ہے۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کے اس قدر بچوں کا کیا قصور تھا جنہیں ان کی ماؤں کے پیٹ پھاڑ کر تو نے نکالا اور ذبح کیا۔ بعد ازاں گوشت کو ریزہ ریزہ کر کے ہزارہا تکلیف سے اسے قتل کیا۔ اور اس کے چیلوں کی بھی یہی گت بنائی۔ گرو کے قتل ہونے سے مسلمان نہایت ہی خوش ہوئے۔ دوگانہ شکر بجالائے اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے روانہ کئے۔ آنحضرت بھی اس ملعون کے قتل سے نہایت خوش ہوئے۔ اور بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہوئے۔

ذکر در بیان

بشارت دادن حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ پسر حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ مریدان خود را بقطبیت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

ایک روز حضرت محمد سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت محمد صدیق رحمہ کے خلیفہ شیخ محمد معظم نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کیا کہ شیخ محمد زبیر کے مرید اپنے پیر کو قطب و قیوم بتلاتے ہیں۔ یہ سخت گستاخی ہے کہ جناب کے حضور میں کسی اور سے اس منصب اعظم کو منسوب کریں۔ حضرت محمد صدیق نے صدق باطن سے فرمایا۔ کہ جب ہم دونو اکٹھے ہوں مجھے یاد دلانا۔ جب ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کسی تقریب سے حضرت محمد صدیق کی ملاقات کے لئے تشریف لیگئے تو شیخ محمد معظم نے وہ بات حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کو یاد دلائی۔ آنجناب اس جلیل القدر امر کے انکشاف کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی۔ اور حضرت سلطان الاولیائ

اپنے دولتخانہ کی طرف تشریف لیجانے لگے۔ تو شیخ محمد معظم نے حضرت محمد صدیق رح سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس بارے میں خوب توجہ کی ہے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ منصب شیخ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کسی اور کو حاصل نہیں۔ جو شخص انہیں قیوم و قطب الاقطاب نہ مانے گا وہ جناب الٰہی سے دور جا پڑے گا۔ حضرت محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کا انصاف دیکھو ؎

چو صدیق اکبر در و صدق دید ہم نامیٔ خویشتن برگزید

اس روز سے شیخ محمد معظم حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے بڑے معتقد ہو گئے۔

ذکر در بیان

سال یازدہم از جلوس قیومیت و بیان سلطنت و ارشاد آنحضرت و رجوع آوردن خلائق از مشرق تا مغرب از مشائخ عظام و علمائے کرام و سلاطین ہفت اقلیم بجناب قیومیت مآب سلطان الاولیاء حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ

کامل عقل والے سخن پرداز اور صاحب فضیلت معنی طراز اشخاص نے بات کی یوں شیرازہ بندی کی ہے کہ صبح نفس معنی رسوں نے ادراک کامل اور ابلاغ فاضل سے کوئے ضلالت کے کور باطنوں کے لئے شاہراہ حق شناسی راست کیش اور نیک نہادی پر ہدایت کا چراغ رکھ کر کمالات صوری و معنوی کے مقبول اور اندرونی و بیرونی تجلیات کے مظہر ہوئے ہیں ؎

روشن گہراں ور بطن مہر درخشند در جلوہ گری جہاں جلوہ بخشند

والامناقبت۔ شفا بخش بیماران بادیہ ضلالت۔ ہادیٔ گم گشتگان بادیۂ ذلت۔ عارف محقق۔ کامل مدقق۔ مظہر تجلیات جمالی و جلالی۔ مورد کرامات عالی متعالی آفتاب عالمتاب۔ منبع عبادت و عرفان۔ بہار گلزار دین و ایمان۔ پیر پیران۔ ملجاء عالمیان۔ دستگیر درماندگان۔ محمود الاصفیاء۔ مکارم الاتقیاء۔ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ الہامات الٰہی کی تائیدات سے مسند ارشاد اور وسادۂ اجلال پر جلوہ افروز ہو کر کارخانہ ایجاد کی زینت کو بڑھانے والے۔ محافل عظمت کی شان کو دوبالا

کرنے والے۔ جلوہ افروز عالم و عالمیان۔ اور رونق آرائے جہان و جہانیاں ہوئے اس سعادت آمیز وقت میں گلزار زمانہ نقش و نگار سے شاداں تھا۔ بہار معنی کے باغبان اور گلستان نکتہ دانی کے خوش الحان بلبل کو تازہ رونق اور بشاشت حاصل ہوئی۔ جہان بمنزلہ باغ نشو و نما پا رہا تھا۔ مدارج عظمت کے باغ اور مدامت مکرمت کے بوستان میں چاروں طرف سے خلقت گول سرچکورا اور موروں کیطرح خیابان میں جلوہ افروز تھیں اور صوفی نہاد قمریوں کی طرح شوق کے نعرے مار رہے تھے ؎

گل کردہ بہار عشق سازاں | جوشیدہ دماغ عشق بازاں
از جلوۂ او بہفت اقلیم | چند ہزار تحت و دیہیم

جہان کی چھ طرفوں سے بلند اقبال بادشاہ۔ صاحب حال صوفی اور تمام چھوٹے بڑے اس مرشد زمانہ۔ قیوم زمان۔ والئے ملک عرفان کی ہدایت وارشاد کا شہرہ سنکر ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آتے تھے۔ خلق اللہ کی کثرت ہجوم سے بادشاہوں کو بھی آنحضرت کی کرامت مآب جناب میں ہزار دقت سے داخل ہونا نصیب ہوتا۔ آنجناب کے قدوم میمنت لزوم سے لوگ مغرور و مفتخر ہوتے تھے۔ اس چمن روزگار کی نوبہار اس عالی نژاد کے ارشاد کی نسیم کے فیض سے خوشۂ پروین و ماہ سے بھی زیادہ شگفتہ تھی ؎

چوں از دم باد نوبہاری | گل بر سر شعلہ زد عماری
بردست صبا نگار بستند | پیرایہ نوبہار بستند
دوراں بہ بہار رنگ و بو داد | گلدستہ بدست آرزو داد
زانگونہ کہ ابر در چکانی | کز مغز خرد چکد معانی
بر سر دو چمن بباد شبگیر | دشت تبت و بہار کشمیر
باد سحر و ترانہ ہمدوش | بوئے گل و مل بہم در آغوش
بستند بہ نوبہار آئیں | شد ہند نگار خانۂ چیں
طاؤس چمن بجلوہ سازی | بلبل ز جنوں بہ شعلہ بازی
خضرائے زمیں شگفتہ گل گل | در سایہ گل رمیدہ سنبل

سوری و سمن بہم نشستہ
بر ساعد لالہ پارہ بستہ

سنبل کف پائے سرو بستاں
خلخال بپائے نوعروساں

گل را بکفِ نگار پیوند
مشاطۂ صبح حنا بہ بند

نو کردہ بہار عشق دیریں
پیچیدہ صبا بہ شاخ نسریں

گلبرگ چکاند چشمۂ نوش
فوارۂ غنچہ آتشیں جوش

مرغانِ چمن بہ نکتہ دانی
چوں برہمناں بہ بیدخوانی

بروند بنفشہ را بہ تعجیل
کہ ایں جا نہد جامہ در نیل

آب از لب جوئے نغمہ پیوند
بر سوسن دہ زباں زباں بند

از سبزۂ تر بہ چشم بیناں
مستانہ ہوا شکستہ سیناں

سرگوشیِ گل بدوش شمشاد
بر مرغِ چمن کشاد فریاد

گل پردۂ شرم در کشیدہ
بلبل دم گرم بر کشیدہ

در مطلع ایں چنیں بہارے
کاورد فلک بہ روزگارے

اس سعادت قراں۔ بہجت تواماں میں دستگیر بیکساں۔ ملجاء مریداں مقبول الانام۔ مکارم الاصفیاء سلطان الاولیاء محامد اوصاف کریمہ خلوت و جلوت میں کمالات الٰہی اور رحمت نامتناہی سے ہر روز ہزار ہا آدمیوں کو صحرائے گمراہی کی حیرانی و پریشانی سے نکال ان کی رہنمائی کرتے تھے ؎

زہے قیوم ظل اللہ سبحاں
ہدایت بخش گمراہان خذلاں

نبی مرہم دل شکستہ مجروح
ز طوفانِ ولایت کشتیٔ نوح

در آمد در عبادت جملہ اشیائے
بدرگاہِ شہ خورشید سیما

در آمد رحمتِ حق اندر آں دم
دوائے تو منم اے قطب عالم

دگر بار آمد ندائے حق بدرگاہ
ز من بشنو سریر فیض بر اشاہ

چراغ راہِ گمراہاں تو باشی
مریداں را از دستِ تو مناصی

بفرمانِ ندائے غیب سلطاں
عمل کردہ بجا آوردہ فرماں

ہمہ ذرات عالم شاد فرخ
ہمبار کباد میموں باد فرخ

ہمہ طائر پذیراں را اشبانہا
دعا کردند بر سلطانِ جانہا

ہمہ گشتہ نثارِ سرورِ دیں | چو طاؤس و کبوتر باز و شاہیں
ہمہ حیواں نثارِ شاہ گشتند | ہم گاو و غزالاں شیر مستند
ہمہ عالم باطرافش دویدند | ز افلاک ملائک صف کشیدند
شدندش جمع در درگاہِ وافی | گناہِ جملہ مردم شد معافی
مرید معتقد گشتند شہ را | نثاراں گشت فرق مہر و مہ را
عفو آمد عفو بر حضرت شاہ | درخشندہ برنگِ صبح رنتِ ماہ
ولایت را بلند آوازگی داد | کرامت نو گرفتہ فیض ارشاد
ہر قیومی شفاعت باز کردہ | طفیلِ تو جہاں گلزار کردہ
باوصافِ کرامت شہرہ یافت | بسا اہلِ کرامت را براندا خت
بہر جا شیخ و زاہد مے شنیدی | بشب رخت اقامت میکشیدی
مریدے گشت در عالی جنابی | سپہرِ معرفت را آفتابی
مطیع اوست ہر جا شیخ و زاہد | برو معاد ہر جا ہست عابد
سگِ درگاہ آں شاہنشہِ دیں | شرف دارد بر شیرانِ خونیں
کمال الدین یوسف شاہِ اعلیٰ | زدہ گردوں بر اوجِ کوسِ والا
کراماتش چساں تحریر سازم | ز شرمِ خود سیاہی میگدازم
بفضلِ کن بکارِ ما با لفضل | ز باغِ خود ببیں ایں بلبلِ گل
چراغ از غیب نہ تا راہ بینم | گلِ باغِ ہدایت را بچینم

آنحضرت کا جاہ وجلال اس قسم کا تھا کہ جناب کی مجلس مبارک میں بڑے بڑے امیر اور بادشاہ دم نہیں مار سکتے تھے۔ اور نہ ایک دوسرے سے کلام کرتے تھے بلکہ نقش بدیوار کی طرح بیٹھے رہتے تھے جب کبھی آنحضرت ان کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ یا کسی شیخ سے کچھ پوچھتے تو وہ اس طرح سٹ پٹا جاتے کہ جواب دینے کی سکت ان میں نہ رہتی۔ زبان میں لکنت آجاتی۔ اگر اتفاقاً بیٹھے ہوتے تو بڑی جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور آنحضرت کی تعظیم کے لئے اپنے آپکو اس قدر جھکاتے کہ ان کا سر زمین تک پہنچ جاتا۔ جب تک آنحضرت بیٹھنے کے لئے حکم نہ دیتے اسی ہیئت میں کھڑے رہتے۔ اس قبلہ دوجہاں کے حضور میں بیٹھنے کی کسی کو مجال نہ تھی۔ صرف دہ

شخص بیٹھتا جسے امر ہوتا۔ جب آنحضرت لوگوں کی طرف نگاہ کرتے۔ تو لوگ بے اختیار ہاتھوں کو سر پر رکھ کر تعظیم کرتے۔ آنحضرت کے فرزند بھی دوسروں کی طرح ڈرتے رہتے انہیں بھی بات کرنے کی مجال نہ تھی۔ اور نہ ہی اجازت بغیر بے تکلف بیٹھ سکتے تھے۔ جب آنحضرت خلوت خانہ سے مسجد میں تشریف لائے۔ تو اثنائے راہ میں مرید اور امیر لوگ اپنی عمدہ عمدہ چادریں اور شالیں غرضیکہ اپنا لباسِ فاخرہ آنحضرت کی راہ میں بچھاتے۔ آنحضرت اس فرش پر سے گذر کر مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے جاتے بعد ازاں لوگ اس لباس کو بطور تبرک رکھ چھوڑتے۔ اور اس پر فخر کرتے کہ آنحضرت نے اس لباس پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے۔ آنحضرت کی مسند سے لیکر مصلے تک تمام فرش ہی فرش ہوتا۔ علاوہ ازیں اٹھتے بیٹھتے وقت بھی لوگ ایسا ہی کرتے۔ سلطنت کے اراکین عظام آنحضرت کو نعلین پہنانے کے لئے ایک دوسرے کو زر کثیر دیکر اس کی باری خرید کر لیتے۔ پھر بھی نصیب نہ ہوتا۔ کسی شخص کی جرأت نہ تھی کہ آنحضرت کے دولتخانہ کے پاس سے سوار ہو کر گذرے۔ جب دور سے دیکھتے تو پا پیادہ ہو جاتے اور نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ دولتخانہ کے پاس سے گذر جاتے۔ پھر دور جا کر سوار ہوتے۔ حالانکہ خانقاہ شارع عام میں تھی لیکن کسی کو سوار ہو کر گذرنے کی جرأت نہ تھی۔ ہر اعلیٰ ادنیٰ خواہ مرید ہوتا یا غیر مرید آنحضرت کی سواری کے وقت سامنے سے سوار ہو کر نہ آتا۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ جن شخصوں کی سواری میں ہزار ہزار سوار تھے۔ وہ بھی آنحضرت کو دور سے دیکھ کر بے اختیار پا پیادہ ہو لیتے۔ کسی شخص کیلئے آنحضرت کی سواری نہ ٹھیرتی۔ خواہ کیسا ہی امیر کیوں نہ ہوتا۔ بڑے بڑے امیر آنحضرت کی سواری کے ساتھ عوام الناس کی طرح پیدل چلتے۔ آنحضرت کی سواری کے وقت شہر و بازار میں وہ شور و غوغا ہوتا کہ بادشاہوں کی سواری کے وقت بھی نہ ہوتا تھا۔ آنجناب کے حضور میں کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی کہ امرا کی تعظیم کرے۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے نوکر بھی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز میں (مصنف رح) بیٹھا ہوا تھا۔ کہ خبر آئی کہ سلطان ہند کا وزیر اعظم زیارت کے لئے آتا ہے۔ آنحضرت نے تامل کے بعد فرمایا۔ کہ آنے دو۔ آنحضرت کا طریقہ یہ تھا۔ کہ جب کوئی رئیس یا امیر زیارت کے لئے آتا تو پہلے اس کی اطلاع آنحضرت کو دی جاتی۔ اگر حکم ہوتا تو اسے آنے دیتے ورنہ

واپس چلا جاتا۔ اگر آتا تھا۔ تو دیر تک آنحضرت اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ بعد ازاں جب متوجہ ہوتے تو صرف ایک آدھ بات سُنکر اسے رخصت کر دیتے تھے۔ جب وزیر اعظم آنحضرت کی بارگاہ قیومیت میں داخل ہوا۔ تو اس کے ملازم جو پہلے آنحضرت کی خدمت میں موجود تھے۔ اس کی تعظیم بجا نہ لائے۔ دیر بعد آنحضرت اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کچھ اپنے مطالب عرض کئے لیکن آنحضرت نے جواب نہ دیا۔ آخر دو تین نصیحتیں کر کے رخصت کر دیا۔ اس نے پھر اپنے مطالب عرض کئے تو بھی آنجناب نے پرواہ نہ کی۔ آخر اس نے بڑے مخدوم زادہ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ موقع پا کر ان کے جوابات حاصل کریں۔ اور تبرک کے طور پر کچھ لے لیں۔ مخدوم زادہ بھی ڈر کے مارے عرض نہ کر سکے۔ اور نہ ہی تبرک کے طور پر کچھ لے سکے۔

ایک شخص نے مجھ (مصنف رح) سے بیان کیا۔ کہ میں ایران۔ توران اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے بادشاہوں کی مجلسوں میں اکثر رہا ہوں۔ اور مشائخ کے احوال کی کتابیں بھی مطالعہ کی ہیں لیکن اس قسم کا بے اختیاری ادب اور تواضع و تعظیم جو حضرت شیخ محمد زبیرؒ کا ہوتے دیکھا ہے۔ نہ کسی بادشاہ کا ہوتے دیکھا نہ مشائخ سلف کا ہوا سُنا۔ واقعی جیسا اس نے بیان کیا ایسا ہی تھا۔ میں (مصنف رح) نے امرا اور بادشاہوں کی اکثر مجلسیں دیکھی ہیں۔ اور گذشتہ مشائخ کے احوال کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن اس قسم کا ادب نہ دیکھا نہ سُنا۔ یہ آنحضرت کا خاصہ تھا۔ بلکہ بعض قصداً آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوتے کہ ہم اس قدر تعظیم نہیں کریں گے لیکن جب آنحضرت کی زیارت کی۔ تو دوسروں کی طرح آداب بجا لائے۔ اور اپنے خیال سے توبہ کی۔

آنحضرت کی کثرت ارشاد اس درجہ تھی کہ امت محمدی کے کسی شیخ کو نصیب نہیں ہوئی اور نہ کسی مورخ نے کسی کی بابت کسی کتاب میں لکھا ہے۔ البتہ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم رضی اللہ عنہ کا ارشاد اس درجہ کا تھا۔ دنیا کے مختلف حصوں سے اس عالم پناہ کی بارگاہ میں خلقت اس کثرت سے حاضر ہوتی کہ اس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ جن مشائخ کبار کے ہزارہا مرید تھے وہ اپنی شخصیت ترک کر کے آنحضرت کے مرید ہوتے تھے۔ اور ہر روز سینکڑوں آنجناب کے دستِ مبارک پر

توبہ وانابت کر کے شرف سعادت سے مشرف ہوتے۔ جو لوگ آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی حاصل کرتے آنحضرت انہیں ایک ہفتے بعد توجہ اور نسبت کا القا فرماتے ہر روز سو سے زیادہ آدمیوں کو توجہ دیتے تھے۔ پس اس حساب سے سات روز میں ہزار کے قریب آدمی ہو جاتے ہیں۔ جو آنحضرت کی خانقاہ میں موجود رہتے تھے۔ ان کے علاوہ کئی ہزار خانقاہ سے باہر رہتے تھے۔ ان کے بغیر جو خلافت سے مشرف ہو کر چلے جاتے وہ جدا ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ گذشتہ و آیندہ مشائخ میں سے کسی کا ارشاد اس قدر نہیں ہوا۔ یہ کثرت ارشاد صرف آنحضرت کو حاصل تھی۔ اسی واسطے آنحضرت کو جناب الٰہی سے الہام ہوا۔ کہ تم اس اُمت کے آخری مشہور شیخ ہو۔ یعنی آئندہ کوئی ایسا شیخ نہیں ہوگا ۔

بعد ازیں ہرگز نہ بیند صبح و شام ہمچو قطبے در زمانہ ہمچو احسانؐ کلام

ذکر در بیان

سال دوازدہم از قیومیت حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ عرضداشت کردن والئے شام بخدمت آنحضرت قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

جس سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اپنے جد امجد حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو تشریف لے گئے۔ اسی سال شیخ مراد شامی خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا ہم عمر تھا۔ آنحضرت کی خدمت میں مرید کرایا۔ آنحضرت نے انہیں نوں اسے خلافت عنایت کر کے ملک شام میں بھیج دیا۔ اس ملک میں اسے قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ اور اس کی مشیخیت کا بہت کچھ رواج ہوگیا۔ ملک شام کے تمام چھوٹے بڑے اعلیٰ ادنےٰ اس کے معتقد و مرید ہو گئے۔ لیکن بہ سبب مفارقت اور دراز ہیئے فاصلہ اس کے اعتقاد میں کچھ فرق آگیا۔ اپنے آپ کو آنحضرت سے مستغنی سمجھنے لگا ایک روز فجر کی نماز کے بعد مراقبہ کے حلقہ میں یاروں سمیت بیٹھا تھا۔ کہ اپنے باطن کو بہت کچھ مکدر پایا۔ بہتیرا حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہوتا۔ لیکن فیض کا اثر ظاہر نہ ہوتا

جن مُریدوں کو القا کرتا انہیں بھی کشائش باطنی حاصل نہ ہوتی۔ اسواسطے بہت گھبرایا اور نہایت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں اپنے باطن کی ترقی کے لئے التجا کی۔ اِسی اثنا میں غیب سے آواز آئی کہ شیخ محمد زبیر اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہے اور اہل عالم کا قبلہ توجہ ہے۔ تو اس کا مرید ہو کر اس کی پرواہ نہیں کرتا۔ تیرے باطن کو کیونکر ترقی نصیب ہو۔ جو شخص اپنے آپ کو قیوم وقت سے مستغنی سمجھتا ہے اس کا دین و ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ شیخ محمد نے اسی وقت حد سے زیادہ توبہ و توجہ کی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوا۔ اور آنجناب سے فیض کا منتظر ہوا۔ آنحضرت کی طرف توجہ کرتے ہی اس کے باطن میں ترقی پیدا ہوئی بعد ازاں ایک عرضی معہ تحفہ و ہدایا حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ والئے شام نے صرف یہ خیال کیا تھا۔ کہ میں انبیاء کے مزارات اور بیت المقدس کی خدمت کرتا ہوں۔ مجھے کسی اور کی کیا ضرورت ہے۔ اسی رات خواب میں دیکھا۔ کہ چند سپاہی اسے پکڑ کر لوہے کے ڈنڈوں سے مارپیٹ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تم قطب الاقطاب و قیوم زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ سے اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہو حالانکہ وہ محبوب خدا ہے اور تمام اولیا اس کے محتاج اور اس کے فیض برکات کے منتظر ہیں۔ جو شخص اس کا معتقد اور اس کی قیومیت کا قائل نہیں ہوتا۔ وہ فیض الٰہی سے محروم اور غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ اسی صبح والئے شام شیخ محمد کے پاس آکر اپنے کیے سے تائب ہوا۔ اور غائبانہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا مرید ہو گیا ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز و بیعت معہ تحف و ہدایائے شام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ جب شیخ محمد اور والئے شام کے قاصد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے ان دونو کے حق میں دعائے خیر کی اور تحفے ہدیئے قبول فرمائے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کے یار مخصوص حاجی سعادت اللہ ملک شام میں شیخ محمد کے پاس گئے۔ مدت تک وہاں رہکر پھر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے بیان کیا۔ کہ شیخ محمد حد سے زیادہ آنحضرت کی زیارت کا مشتاق ہے۔ چنانچہ اس کی آرزو تھی۔ کہ جس طرح حضرت قیوم ثالث

حج کے لئے تشریف لائے تھے اور میرے باپ نے استقبال کیا تھا۔ اسی طرح اگر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ حج کے لئے تشریف لائیں۔ تو میں آنحضرت کا استقبال کروں اور یہ محل اور مکانات آنحضرت کی رہائش کے لئے نذر کر رکھے ہیں۔ لیکن اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی۔

میرے (مصنف رح) چچا شیخ محمد برکت اللہ ملک شام میں گئے۔ تو شیخ محمد اور والیٔ شام نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھ کر حد سے زیادہ آپ کی خاطر تواضع کی۔ شیخ محمد برکت اللہ شام ہی میں فوت ہوئے۔ آپ کا مزار نہایت پر تکلف بنایا گیا شیخ محمد اور ملک شام کے اور بڑے بڑے آدمی ہر سال حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنی اپنی عرضداشت معہ تحف و ہدایا ارسال کرتے ہیں۔

ذکر در بیان

سال سیزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ عرضداشت کردن والیٔ روم بخدمت آنحضرت و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ مراد شامی کے دو لڑکے تھے ایک شیخ محمد جو باپ کے بعد مسندِ ارشاد پر بیٹھا اور تمام شام و روم کے لوگ اسی کے مُرید ہوئے۔ بادشاہِ روم بھی اس کا معتقد تھا۔ چنانچہ تمام چھوٹے بڑے کام اسی کے مشورے سے کرتا۔ دوسرے بیٹے کا نام شیخ مصطفےٰ تھا۔ جو بادشاہ روم کا وزیر تھا۔ اور تمام سلطنت روم اسی کے اختیار میں تھی۔ جو چاہتا کرتا۔ یہ دونو بھائی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید تھے شیخ محمد کو آنحضرت نے خلافت دے رکھی تھی۔ مصطفےٰ کو اپنے باپ سے خلافت عطا ہوئی تھی۔ جب اِن دونو بھائیوں نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضیاں بھیجیں تو مصطفےٰ نے سلطان روم کو کہا۔ کہ تمہارے باپ دادا اِسی خاندان کے مُرید تھے۔ تم بھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو جاوٗ۔ اور آنحضرت سے دعا و توجہ طلب کرو تاکہ تمہاری سلطنت کو استقلال ہو۔ آنحضرت اس وقت اہل عالم کے قبلہ توجہ ہیں۔ بادشاہ نے اس بات کی پرواہ نہ کی۔ مصطفےٰ نے دوسرے وز

پھر کہا - بادشاہ نے کہا میں حرمین الشریفین کی خدمت کرتا ہوں - اور بیت المقدس اور مزارات انبیاء کی خدمت میرے سپرد ہے - میرے سلطنت کا استقلال ان کے طفیل ہے - میں پھر کسی کا مرید کیوں بنوں - مصطفٰے یہ سُنکر اس سے بیزار ہوگیا اور اس کے پاس سے اُٹھ کر گھر چلا آیا اور وزارت کا عہدہ چھوڑ دیا - ایک رات بڑی عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں التجا کی کہ اے پروردگار! اگر حضرت محمد زبیر قیوم وقت ہیں - تو اس بادشاہ کو کوئی نشانی دکھلا - اُسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام انبیاء کرام معہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں بیٹھے ہیں اور حضرت سلطان الاولیاء بھی اس جگہ موجود ہیں - تمام انبیاء مجھے جھڑک کر فرماتے ہیں کہ محمد زبیر کی خدمت کیوں نہیں کرتے وہ تو قیوم وقت اور قطب الاقطاب اور محبوب پروردگار ہے - جو شخص اس کا معتقد نہیں وہ فیض الٰہی سے محروم ہے - پھر اس کا کان اینٹھ کر کہا - کہ یاد رکھو اس کی خدمت کرنا ہوگی - صبح بادشاہ نے مصطفٰے کو بُلا کر رات کا خواب سُنا اور اپنے کہے سے توبہ کر کے ایک عرضی دوبارہ عجز و نیاز معہ تحف و ہدایا جناب قیومیت مآب کی خدمت میں ارسال کی -

اسی سال ایک صاحب حال درویش محمد شاکر نام آنحضرت کا مرید ہوا - اس نے مجھ (مصنف رح) سے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا - کہ ایک روز میں خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ کے مزار پر مراقبہ کئے بیٹھا تھا - کہ خواجہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو - تو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ حضرت شیخ محمد زبیر کے مرید ہو - میں خواجہ صاحب کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بعیت سے مشرف ہوا - ایک روز میں آنحضرت کے حلقہ مراقبہ میں بیٹھا تھا - کہ اچانک میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی طرف متوجہ ہوا اور آنجناب سے فیض باطنی کا منتظر ہوا - اتنے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر ظاہر ہو کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے سر اور منہ کو چوم کر فرمایا ؎

در انجمن کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست		چہ جائے دم زدن نافہ ہائے تاتاریست

بعد ازاں مجھے مخاطب کر کے فرمایا - کہ جہاں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہے وہیں

میں ہوں۔ تم کیوں ان کے حضور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور انہیں چھوڑ کر دوسری طرف خیال کرتے ہو۔ میں نے توبہ کی اور آئندہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوا۔

اسی سال ایک عزیز جن کی پیشانی سے آثار ہدایت اور انوار سعادت نمایاں تھے احمد آباد سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے بھی مجھ (مصنف رح) سے اپنے مرید ہونے کا سبب بیان کیا جو حسب ذیل ہے۔

میں خدا طلبی کے لئے فقرا اور گوشہ نشینوں کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے سنا کہ ایک درویش پہاڑ میں رہتا ہے۔ جس نے خلقت کی آمد و رفت کا دروازہ اپنے لئے بند کر رکھا ہے۔ اور عشرت پر عزلت کو ترجیح دے رکھی ہے میں منزلیں طے کر کے اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور فیض کے لئے التماس کی تو اس نے کہا کہ میں تجھے قطب الاقطاب کے پاس بھیجتا ہوں۔ جاؤ شاہجہان آباد میں جا کر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید ہو۔ جو اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم زماں ہیں اور تمام اولیا انہیں کے فیض برکات کے منتظر ہیں ؎

دریں زمانہ اگر مدعائے خود خواہی در آید بر کیہ فیاض حضرت ابن شاہی

اور میرے حق میں توجہ و دعا کے لئے التماس کرنا۔ میں اس بزرگ کے فرمان کے مطابق آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا۔

اسی سال شیخ عبد الاحد المعروف بہ شاہ گل جو حضرت خازن الرحمت کے فرزندوں کے سردار تھے اور جنہوں نے اپنے باپ اور چچا یعنی حضرت عروۃ الوثقیٰ۔ اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے کمالات باطنی حاصل کر کے خلافت پائی تھی اور نہایت صاحب کمال تھے۔ اس دار فانی سے کوچ کیا۔ جب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا گل بجنت رسید۔ پھول باغ میں پہنچ گیا۔ خود بنفس نفیس آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیج دیا جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بڑی خانقاہ میں حوض کے اوپر مدفون ہوئی۔ آپ کے مرقد پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا۔ شیخ عبد الاحد شعر خوب کہا کرتے تھے چنانچہ آپ کا دیوان اور مثنوی مشہور و معروف ہیں۔ آپ کا تخلص "وحدت" تھا واقعی تخلص بھی عمدہ تھا۔ چنانچہ یہ شعر آپ کا ہے ؎

در آبِ وحدت بازیچۂ دوئی بگذار — درونِ کعبہ ہم از کعبتین بے ادبی است

ذکر در بیان

سال چہاردہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ رجوع کردن حافظ نور محمد سیالکوٹی و شاہ گل کہ از مشائخ عظام وقتِ خود بودند بخدمت آنحضرت وطلب استمداد و توجہ کردن سلطان محمود قندھاری از آنجناب بر مہم ایران و فتح یافتن او بر آں ولایت

اس سال حافظ نور محمد سیالکوٹی جو اپنے وقت کے ایک بڑے شیخ تھے۔ آنحضرت کے مرید ہوئے۔جس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔کہ حافظ نور محمد صاحب پہلے حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ میر محسن کے مرید تھے۔ اور حضرت امام معصوم اور حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی فیض حاصل کر چکے تھے۔غرضیکہ نہایت صاحبِ حال تھے۔ اور آپ کے ارشاد سے بہت لوگوں کو فائدہ ہوا۔ایک روز حافظ صاحب نے بڑی عاجزی سے بارگاہِ الٰہی میں مناجات کی کہ پروردگار میں اس زمانے میں تیرے کس دوست سے رجوع باطنی کروں۔آپ کو الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کرو کیونکہ وہ قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہے

درآں دم شاد شد شکرِ خدا کرد — ثنائے حق درآں ساعت ادا کرد

اپنے تمام مخلصوں اور مریدوں کو حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا لیکن خود بسبب ضعفِ بدن حاضرِ خدمت نہ ہو سکے۔اس مضمون کی ایک عرضی آنجناب کی خدمت میں بھیجی۔کہ یہ بے پروبال اس عالی خاندان کا تربیت یافتہ ہے۔بسبب ضعف باطنی حاضرِ خدمت نہیں ہو سکتا۔امید ہے کہ اس مسکین بے تسکین پر توجہ فرمائیں گے تاکہ حق تعالیٰ اسے باطنی استقلال عنایت فرمائے

شہنشاہا خدایت کارساز است — کہ او از بہرِ تو عالم نواز است
تو بنوازی تو بنوازی گدا را — برآری بہرِ حق حاجاتِ ما را
بخواہی ہر چہ از سبحاں بیابی — توئی ملک کرامت کامیابی

جب حافظ نور محمد کی عرضی آنجناب کی خدمت میں پہنچی۔تو آنحضرت نے

حافظ صاحب کے حق میں دعا و توجہ فرمائی۔ اور آپ کے باطن میں اپنی خاص نسبت کا القا فرما کر گڑھے سے نکال کمالات الٰہی کے اوج پر پہنچا دیا۔ اور قرب الٰہی کے انتہائی درجہ پر لے گئے۔ جب حافظ صاحب نے آنحضرت کی توجہ کا اثر اپنے باطن پر دیکھا۔ تو بعد شکرگزاری اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے اس کمزور بوڑھے کو از سر نو جوان کر دیا ہے۔ میں آنحضرت کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ ایک روایت یہ ہے کہ جناب حافظ صاحب نے تیسرے سال قیومیت میں آنحضرت سے رجوع کیا۔ چونکہ اِس سال آپ کے اکثر یار آنحضرت کی خدمت میں پہنچے۔ اسواسطے اس سال میں میں نے لکھا ہے۔

ایک روز جناب حافظ صاحب کا ایک یار آپ سے رخصت ہو کر سرہند کی طرف روانہ ہوا۔ حافظ صاحب نے پوچھا کہ کس ارادے سے وہاں جاتے ہو۔ کہا۔ میں شیخ عبدالاحد کے پاس جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہم حضرت محمد زبیر قیوم زماں رضی اللہ عنہ کے معتقد ہیں۔ ان کی خدمت میں جاؤ یا جو کچھ ہم سے لیا ہے۔ واپس دو۔ آپ کا جو یار کسی اَور کا معتقد ہوتا آپ اس سے قطع تعلق کر لیتے

اسی سال شاہ گلشن جو اپنے وقت کے بڑے شیخ خیال کئے جاتے تھے آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث یہ بیان کیا۔ کہ میں ایک روز صبح کی نماز کے بعد مراقبہ کئے بیٹھا تھا۔ کہ مجھے الہام ہوا کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ قیوم و قطب وقت ہیں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ ایک روز شاہ گلشن ایک مقام پر بیٹھے تھے۔ کہ اچانک شمال کی طرف دست بستہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور دیر تک کھڑے رہے۔ آپ کے تمام یار حیران رہ گئے۔ اور وجہ پوچھنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ شمال کی طرف سے نور عظیم آتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ جس سے تمام جہان عرش سے فرش تک منور ہو رہا ہے۔ اسواسطے میں بے اختیار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ دیر بعد حضرت خلیفۃ اللہ اپنے ہزاروں یاروں سمیت شمال کی طرف سے نمودار ہوئے شاہ گلشن نے اپنے یاروں کو فرمایا کہ جو نور شمال کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیتا تھا وہ اس عزیز الوجود کا نور تھا۔ اب وہ نور اس بزرگ کے سر پر دکھائی دیتا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر قدمبوسی کی۔ اور آنجناب کے مرید ہوگئے

اور اپنے تمام یاروں کو آنحضرت کے مُرید کرایا۔ شاہ گلشن شعر نہایت نفیس کہا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ اور قابلیتیں بھی آپ میں پائی جاتی تھیں۔ علم باطنی میں بھی بہت بزرگ تھے۔

اسی سال سلطان محمود قندھاری نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں عرض لکھی کہ ایران کی مہم میں میری فتح و نصرت کے لئے توجہ فرمائیں۔ اس قصہ کی اصلیت یوں ہے۔ کہ میرویس پٹھان نے جو قندھار کا رئیس تھا بہت سے پٹھانوں کو جمع کر کے باغی ہو گیا۔ اور حاکم قندھار نے کئی بار اس کا دفعیہ کرنا چاہا۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر وہ حاکم قندھار پر معہ مضافات غالب و قابض ہوا۔ اور سکہ و خطبہ میں سے ایران کے بادشاہ کا نام نکال دیا۔ اور بادشاہِ ہند کو لکھا کہ میں قندھار پر قابض ہو کر تمہارے ملک میں داخل ہو گیا ہوں۔ اگر خزانہ اور فوج سے میری مدد کرو تو میں ایران کو بھی لے لوں۔ چونکہ ان دنوں سلطنت ہند میں کوئی صاحبِ عزم نہ تھا۔ اس واسطے اس کے ایلچی کو ٹال مٹولے میں رکھا اور اس بات کا بندوبست نہ کیا۔ آخر میرویس نے معلوم کر لیا کہ سلطنتِ ہند بہت کمزور ہو چکی ہے۔ ہند سے کوئی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ آخر چاروں طرف سے پٹھانوں کو اکٹھا کر کے قندھار کے قریب کے علاقوں کو تاخت و تاراج کر رہا تھا کہ اسکی اجل آپہنچی اس کا قائم مقام اس کا بھائی عبدالعزیز ہوا۔ اس نے بھی ایران کے گردو نواح کو لوٹا۔ مدت بعد وہ بھی مر گیا۔ میرویس کا لڑکا محمود جو قابل حکمرانی تھا باپ اور چچا کی جگہ حاکم ہوا چونکہ محمود صاحب ارادہ و بلند حوصلہ تھا۔ اسلئے تمام پٹھان قبیلوں کو جمع کر کے ایران پر حملہ آور ہوا۔ والیِ ایران بھی اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ جب محمود نے دیکھا کہ ایران کا لشکر بہت ہے۔ فتح آسانی نہیں ہوگی تو ایران کے چند ایک شہروں کو لوٹ کر واپس چلا آیا۔ اور اخون بغم سے جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے سلسلے کا مرید تھا دعائے فتح کا خواستگار ہوا۔ اخون نے اس کے حق میں دعا کر کے اپنے مرید حاجی ولیخاں کو محمود کے ساتھ کیا۔ اخون نے اسے کہا۔ کہ تیری فتح کی چابی قطب الاقطاب کی دعا ہے۔ محمود نے پوچھا۔ قطب وقت کون ہے؟ اخون صاحب نے فرمایا کہ

شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت کے قطب ہیں۔ محمود نے آنحضرت کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر دوسری مرتبہ ایران کا ارادہ کیا۔ اس دفعہ بھی محمود کو کامیابی نہ ہوئی۔ بہت دل تنگ ہو کر رات کے وقت وضو کر کے دوگانہ ادا کیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں اپنی فتح کے لئے التجا کی۔ کچھ اونگھ سی آگئی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے۔ ارے محمود! اگر اپنی فتح چاہتا ہے۔ تو شیخ محمد زبیر قطب جہاں وقیوم زماں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاؤ۔ اور ان سے دعا منگاؤ۔ دوسرے دن محمود نے اپنا ایلچی آنحضرت کی خدمت میں بھیجنا چاہا۔ کہ اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک صاحب تصرف اور صاحب خوارق و کرامات ظاہرہ و باہرہ فقیر رہتا ہے۔ محمود اکیلا اس بزرگ کی خدمت میں جا کر ملتجی ہوا۔ اس نے کہا تیری فتح قیوم وقت کی دعا پر منحصر ہے۔ جو محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ عنہ ہے۔ محمود نے اسی وقت پوچھا۔ کہ میرے لشکر میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید کون کون سے ہیں۔ آنحضرت کے ہزاروں مرید اس لشکر میں موجود تھے۔ اس وقت آنحضرت کے خلیفہ خواجہ فیض اللہ کا ایک مرید موجود تھا۔ اس کی وساطت سے خواجہ فیض اللہ کی طرف لکھا۔ کہ میری فتح کی دعا کے واسطے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھیں۔ اور خود بھی نہایت عجز آمیز عرضی مع تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کی۔ اور اپنے عمدہ آدمی جو آنحضرت کے مرید تھے آنجناب کی خدمت میں بھیجے۔ خواجہ فیض اللہ نے بھی اس بارے میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی۔ جب محمود اور خواجہ فیض اللہ کی عرضیاں آنجناب کی خدمت میں پہنچیں۔ تو آنحضرت نے اس کی فتح کے بارے میں توجہ بلیغ فرمائی۔ اور محمود کے ایلچیوں کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرمائی جب یہ خوشخبری محمود نے سنی۔ تو قوی دل ہو کر لشکروں کو جمع کر کے ایران کے پایہ تخت اصفہان کا رُخ کیا۔ والئ ایران نے بھی اس کے مقابلہ کے لئے مسلمانہ حرکت کی لیکن حضرت خلیفۃ اللہ کی توجہ سے اس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اور بھاگ اٹھا پٹھانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کرنا شروع کیا۔ جو جہاں نظر پڑا اسی کا سر قلم کر دیا۔ ایران کا بادشاہ پنجہ تقدیر میں گرفتار ہو گیا۔ پٹھانوں نے تمام ایران کے زن و مرد اور بچوں تک سب کو گرفتار کر لیا ان میں سے جتنے بے ریش تھے سب کو

تہ تیغ کیا۔ خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز جب محمود جمعہ کی نماز کے لئے جاتا نماز سے فارغ ہو کر قتل عام کراتا ہزار ہا رافضی اس کے سامنے لا کر قتل کئے جاتے۔ محمود اس فتح غیر معمولہ پر شکر الٰہی بجا لایا اور تخت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اور معہ تحف و ہدایا ایک عرضی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھی۔ محمود نہایت عادل اور صالح مرد تھا فقراء اور علماء کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ جو راہ حج رافضیوں نے اہل سنت جماعت کے لئے بند کر رکھی تھی۔ جاری کی۔ جا بجا کنوئیں کھدوائے۔ سرائیں بنوائیں۔ تاکہ حاجیوں کو آسانی ہو۔ ہر منزل پر اپنی طرف سے حاجیوں کی ضیافت مقرر کی۔ انہیں زاد راہ اور سواری بھی دیتا۔ جہاں کہیں رافضی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا۔ پھر ہندوستان کی طرف کمر بستہ ہوا۔ کہ اسے بھی لے لوں۔ لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی جب ایران کے بندوبست سے فارغ ہوا۔ تو اجل نے آ دبایا۔ اس کے بعد اس کا بھانجا اشرف تخت ایران پر بیٹھا۔ اشرف نے ایران کے آدمیوں پر اعتبار کر کے امور سلطنت انکے حوالے کر دیئے۔ پٹھان اس وجہ سے بددل ہو گئے۔ اور بہت سے اس کی ملازمت چھوڑ کر قندھار میں آ گئے۔ اور انہوں نے حسین کو تخت سلطنت پر بٹھایا۔ اصفہان میں اشرف بادشاہ تھا۔ اور قندھار میں حسین۔ میرے (مولف رح) چچا شیخ محمد برکت اللہ ایران گئے۔ اشرف نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اور آپ کا مرید ہو گیا۔ آخر آپ حج کو گئے اور وہاں سے ملک شام میں جا کر وفات پائی۔ جب پٹھان اشرف سے ناراض ہو گئے۔ تو اہل ایران نے خفیہ خفیہ اشرف کی بیخ کنی کی۔ حتیٰ کہ نادر نکل آیا۔ اور اس نے اشرف سے سلطنت چھین لی اور قندھار حسین سے۔ چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ ستائیسویں سال قیومیت میں لکھا جائے گا۔

ذکر در بیان

سال پانزدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

بیان انحراف مزاج سلطان فرخ سیر از آئین آباد آباؤ اجداد خود

و معاف نمودن جزیہ از کفار ہند و غضب نمودن حضرت سلطان الاولیا

رضی اللہ عنہ ازیں حرکت بیان مآل کار سلطان

بادشاہ ہند اپنے آبائی طریقہ کے خلاف سلطنت کی سیاست کو ترک کر کے غفلت کے بھنور میں پھنس گیا۔ اور ہندو راجاؤں سے سلوک کرنے لگا۔ چنانچہ اس رعایت میں ان سے جزیہ لینا بھی موقوف کر دیا جزیہ کی معافی ارا کین سلطنت یعنی سادات بارہ کے طفیل ہوئی۔ جو ہندو راجاؤں سے مل گئے اور بادشاہ کو خدا و رسول سے ورغلا کر کفار کو ذلت سے بچایا۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا۔ اِسلئے اس نے ان کے کہنے سے جزیہ بالکل معاف کر دیا۔ جب یہ خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی تو حمیتِ اسلامی سے جوش میں آ کر بادشاہ کے حق میں بد دعا کی کہ یا خدایا اِس بادشاہ کو دنیا سے اُٹھا لے۔ آنحضرت کے بد دعا کرنے سے تھوڑی ہی مدت میں امیروں اور بادشاہ میں ناراضگی ہو گئی۔ طرفین ایک دوسرے کو گرفتار کرنے کے درپے ہوئے۔ آخر ارکان سلطنت نے موقعہ پا کر بادشاہ سے دھوکا کیا اور مکر و فریب سے اُسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ جس کا مفصل لکھنا موجب طوالت ہے صرف مجملاً تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ جب ارکان سلطنت اور بادشاہ میں نفاق ہوا۔ تو قطب الملک کا بھائی امام الملک حاکم دکن بادشاہ کے حکم بغیر شاہجہاں آباد کی طرف روانہ ہوا۔ بادشاہ نے فیروز جنگ محمد امین خان حاکم مالوہ کو قطعی حکم بھیجا۔ کہ خبردار امام الملک آگے نہ بڑھنے پائے۔ فیروز جنگ میں امام الملک کے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ اسواسطے مجبور ہو کر اس سے سازش کی۔ دونو متفق ہو کر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بادشاہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوا۔ نظام الملک نے بادشاہ کی ناراضگی کو تاڑ کر عرض کیا کہ اگر اکبر بادشاہ تخت پر بیٹھ کر برملا حکم کرے تو میں ان دونو بھائیوں کا علاج کر لوں گا۔ لیکن چونکہ بادشاہ بامروت تھا اسواسطے برملا حکم نہ دے سکا۔ بہرحال امام الملک اور فیروز جنگ آگے پیچھے دار الخلافہ میں داخل ہوئے۔ بادشاہ نے فیروز جنگ پر ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ اسے قلعہ میں نہ آنے دو۔ لیکن امام الملک سے ڈر کر اسے کچھ نہ کہا۔ وہ آ کر قلعہ کے محاذی شائستہ خان کے محل میں اُترا۔ اور فیروز جنگ بھی مصلحت وقت اور عدم اطلاع کے باعث خود اسے بلا کر اپنے پاس بٹھایا۔ کہ ایسا نہ ہو اس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جس سے ان کے منصوبے میں خلل آئے۔ بعد ازاں قطب الملک نے بادشاہ سے عرض کیا۔ کہ میرا

بھائی قلعہ کے باہر بیٹھا ہے ڈر کے مارے اندر نہیں آسکتا۔ اگر اس وقت ایک لحظہ کے لئے شاہی آدمی قلعہ سے نکل آئیں تو فراخ دلی سے حاضر خدمت ہو کر ملاقات کرلے۔ قرآن شریف درمیان رکھ کر قسم کھائی۔ کہ بادشاہ ہم دونو بھائیوں سے کسی قسم کا وسواس نہ کرے۔ سادہ دل بادشاہ نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور حکم دیا کہ لوگ قلعہ سے نکل آئیں۔ فدائیوں نے قلعہ سے نکلنا قبول نہ کیا۔ بلکہ کہا کہ ہم بادشاہ کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جاتے کیونکہ انہیں معلوم تھا۔ اسواسطے وہ قلعہ سے نکلنے کے بارے میں ٹال مٹولا کرتے تھے۔ آخر قطب الملک نے بادشاہ سے کہلا کر انہیں قلعہ سے نکلوا ہی دیا۔ وہ بیچارے روتے ہوئے قلعہ سے نکلے۔ کیونکہ انہیں یقیناً معلوم تھا کہ بادشاہ پر بلائے عظیم نازل ہوگی۔ جب وہ قلعہ سے نکل آئے۔ تو خالی قلعہ قطب الملک کے قبضہ میں آگیا۔ اپنے تمام آدمیوں کو قلعہ میں بٹھا کر قلعہ کے اندر کے باغ حیات بخش میں بیٹھ گیا۔ اور روشن الدولہ کے ہاتھ بادشاہ کو پیغام بھیجا۔ کہ اب مصلحت اسی میں ہے۔ کہ تمام خدمت شاہی اور اختیار سلطنت ہمیں دے دیا جائے جسے ہم اجازت دیں وہ بادشاہ کے پاس آئے جسے چاہیں نہ آنے دیں۔ کیونکہ جو شخص بادشاہ کے پاس آتا ہے ہماری چغلی کھاتا ہے۔ اور بادشاہ ہم سے بدظن ہو جاتا ہے۔ خود بھی اس کے ساتھ جاکر پردہ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ جب روشن الدولہ نے یہ پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ تو بادشاہ نے ناراض ہو کر سخت سست کہا اور گالی دیکر کہا کہ انہوں نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ میں انہیں جوتیاں مار کر دارالخلافہ سے نکال دوں گا روشن الدولہ نے آنکھوں کے اشارہ سے بہتیرا سمجھایا کہ اب ایسی باتوں کا وقت نہیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بعد ازاں روشن الدولہ نے قطب الملک کو آکر کہا کہ تم نے سن ہی لیا ہے۔ جو کچھ بادشاہ نے کہا ہے۔ آخر اس نمک حرام نے اپنے بھتیجے کو ایک ہزار آدمی دیکر بھیجا۔ کہ بادشاہ کو گرفتار کر لو۔ بادشاہ یہ حال دیکھ کر گھبرایا اور محل میں جا گھسا قطب الملک نے کہا۔ کہ اندر جاکر پکڑ لو۔ جب انہوں نے اندر گھسنا چاہا تو عورتوں اور خانگی ملازموں نے تیروں کی بوچھاڑ سے انہیں پسپا کر دیا قطب الملک نے انہیں لعنت ملامت کرکے کہا کہ تم عورتوں سے بھی گئے گذرے ہو۔ اور ایک ہزار آدمی اور مقرر کئے کہ محل کے اندر جاکر بادشاہ کو پکڑ لائیں سلطان

نے بہتیری منت وسماجت کی لیکن اُنہوں نے ایک نہ مانی۔ بادشاہ کی لڑکی باپ کی یہ حالت دیکھ کر اس پر جا پڑی۔ نمک حرام نے اسے دور پھینک دیا۔ چنانچہ اس کا چہرہ زخمی ہوگیا۔ آخر بادشاہ کو بڑی بے عزتی سے گرفتار کر کے سنگ خام کے حجرے میں قید کر دیا گیا۔ اور پھر وہاں سے نکال کر ایک تنگ وتاریک جہاں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ پھینک دیا۔ اس معاملہ کی خبر قلعہ کے باہر کے آدمیوں میں سے کسی کو نہ تھی۔ جب دوسرے بادشاہ کو تخت پر بٹھا چکے۔ تو انہیں اطلاع کی مغل اس ہنگامہ سے واقف ہوئے۔ عبدالصمد خان اور محمد امین خان کے بیٹے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ چونکہ کام ہاتھ سے نکل گیا تھا دونو باپوں نے بیٹوں کو تسلی دی۔ کہ اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا۔ انہیں دنوں شاہجہان آباد میں طرفہ ہنگامہ ہوا۔ چند روز بعد بادشاہ کو نکال کر قتل کیا گیا۔ جب یہ مفصل خبر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے سُنی کہ معافی جزیہ میں بادشاہ بالکل بے قصور تھا۔ صرف ارکان سلطنت کی وجہ سے اس سے یہ سرزد ہوا تو اس بارے میں آنحضرت نے فرمایا کہ بادشاہ نے کیوں دین پر دنیا کو اختیار کیا۔ کہ ارکانِ سلطنت سے ڈر کر جزیہ کی معافی کا حکم دیدیا۔ اس کی سزا ہی یہی تھی۔ جو شخص دین پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ حق تعالیٰ دنیا بھی اس سے لے لیتا ہے۔ بعد ازاں بادشاہ کی بخشش کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی اور فرمایا کہ وہ ہمارے طریقے کا مرید تھا۔ حق تعالےٰ اسے بخشے اور امید غالب ہے کہ بخشا جائیگا لیکن بادشاہ کے حق میں دعائے مغفرت مانگنے کے بعد سادات بارہ پر سخت ناراض ہوئے۔ ایک اسواسطے کہ اُنہوں نے جزیہ معاف کرایا دوسرا اسواسطے کہ اپنے ولی نعمت سے نمکحرامی کی ۔ ان کی دولت کے زوال کیلئے دعا کی چنانچہ عنقریب ہی انشاء اللہ مفصل لکھا جائے گا۔

اسی سال حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد صدیق کا وصال ہوگیا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ آپ کے جنازے میں شامل ہوئے۔ نماز جنازہ پڑھ کر آپ کی نعش مبارک کو سرہند بھیجدیا۔ جو حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ کے شمال کی طرف حضرت مروج الشریعت کی خانقاہ کے مقابل مدفون ہوئی۔ آپکے

مرقد مبارک پر ایک عالیشان قبہ بنایا گیا۔

اسی سال صاحبزادوں کی والدہ صاحبہ نے مرض تپ دق سے وفات پائی آنحضرت کو ان کی وفات کا بڑا قلق ہوا لیکن خلقت پر اس کا اظہار نہ کیا۔ اس پاکدامن کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ جسے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے روضہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

ذکر در بیان

سال نہ نو دہم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان استیلاء قطب الملک و امام الملک بہندوستان وظہور آمدن افغانان شنیعہ از انہا والتجا آوردن مغلیہ اہل ایران از صدمات سادات و آزردہ شدن حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ از ینہا وانجام کار شاں

سخن سنج معنی سرا اور معنی سنج سخن سرا نے مشک آگیں نگاریں کلک سے سلسلہ تحریر اور رشتہ تقریر میں قیمتی موتی اور رنگین گوہریوں پر وتے ہیں۔ کہ حسن علیخان اور حسین علی خاں الملقب بقطب الملک و امام الملک شہرۂ آفاق اور بارہہ کے مشہور سید تھے۔ دونو وزارت اور امیر الامرائی اور سرلشکری سے شرف امتیاز رکھتے تھے بادشاہ عالی جاہ عدل گستر فرخ سیر انہیں دونو بہادروں کی خنجر نمونۂ سام اور صمصام خون آشام کی صفدری اعتضا و مدد سے اونے رتبہ سے ہندوستان کی فرمانروائی وسلطنت کے اعلیٰ عہدے پر پہنچا خلیفہ زمان سلطان آوان دوراں پناہ محمد شاہ کو تخت رنگین کا والی اور صاحب افسر و نگین بنا کر وہ تمام ہندوستان میں بہادری اور دلیری میں انگشت نما ہوئے۔ ان دنوں میدان جنگ میں ان رستم و اسفندیار ثانی کے مقابلے کی تاب کسی میں نہ تھی۔ ان دونو صاحب عزم کے فرمان اس طرح جاری تھے۔ کہ بڑے بڑے امرا اور حکمران ان کے واجب الاذعان فرمان اور قضا جریاں حکم سے سرمو مخالفت نہ کرتے۔ ان کا تسلط و تغلب مغلوں اور تورانی امیروں مثلاً نظام الملک اور محمد امین خان سے بھی بڑھ گیا تھا۔ ان کے پاس بارش کے قطروں سے بھی بڑھ کر فوج تھی۔ انہوں نے اپنے خویش و اقارب کو ہندو دکن کے

مختلف حصوں میں حاکم مقرر کر رکھا تھا حتیٰ کہ ہند اور دکن میں سادات بارہیہ اور انکے رشتہ داروں سے کوئی جگہ خالی نہ تھی سلطنت کا کوئی منصب یا مرتبہ ان کے بغیر باقیوں کے لئے خواب وخیال ہو رہا تھا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے فرخ سیر کو جس نے انہیں خاک مذلت سے اُٹھا وزیر اعظم اور امراء ملک بنا دیا جبراً قہراً تخت سے اُتار نہایت بے عزتی و رسوائی سے قتل کیا۔ اور اس طرح بے ستری کی کہ عام لوگ ان کے محل میں بے دھڑک گھس آئے۔ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

دیدی کہ چہ بادشاہ گرامی کردند صد جور وجفا زراہ خامی کردند
شہود و بے شرم چہ دیدا آخر کار سادات بوے نمک حرامی کردند

اس غم افزا اور روح فرسا خوفناک واقعہ سے عبدالصمد خان اور محمد امین خان مغل اور اور تورانی ہلاکت کے بھنور اور گمراہی کے گرداب میں معشوقوں کی کاکل کی طرح پُر پیچ وتاب اور سُنبل کی طرح پُر اضطرار اور رسوا و خراب تھے۔ ان کے دلوں پر تازہ حسرتوں بے اندازہ ملالتوں کے داغ کلفت اور زخم زحمت گل لالہ کی طرح نمودار تھے۔ نصیبہ کی نارسائی اور طالع کی بے رہنمائی کے سبب ان کے جگر گل صدبرگ کی طرح پارہ پارہ تھے۔ آنکھیں آئینہ کی طرح حیرت ناک نرگس کی طرح کھولی ہوئی تھیں اور عذاب و بدبختی میں مبتلا تھے۔ کثرتِ غم والم سے ان کے جسم بید کی طرح کانپتے تھے اور رنگ زعفران کی طرح زرد ہو گئے تھے۔ جگر سوز گلہ اور جہاافروز شکوہ سادات کے اقبال کی نسبت سوسن دہ زباں کی طرح نہایت چرب بانی سے ہر گلی کوچے میں ہر مرد و زن کے پاس کرتے تھے اور جانگداز اور غم نما نعرے خزاں کی بلبلوں کی طرح خرابی و رسوائی کے سبب مار کر قمریوں کی طرح خرابی و خجلت کا حلقہ اور ندامت و رسوائی کا طوق اپنی ہمت کے ذمے رکھ کر آنکھوں سے فوارے کی طرح ماتم پژدہ آنسو گراتے تھے۔ غرضیکہ سیدوں کے غلبہ سے ان کا ناک میں دم آ گیا تھا۔ اگرچہ یہ بھی قرب سلطانی میں سادات سے کچھ کم نہ تھے۔ چنانچہ سادات نے بزور بازو ان میں کمی کرنی چاہی لیکن نہ کر سکے۔ چونکہ بادشاہ ان کے اختیار میں تھا اس واسطے امور سلطنت میں جس طرح کا تغیر و تبدل چاہتے کرتے۔ کسی غیر کو انکی

مخالفت کی جرأت نہ تھی۔ اگر کسی اور سے اتفاقاً کوئی مخالفت ہو بھی جاتی۔ تو بادشاہ اس پر سخت ناراض ہوتا۔ اس واسطے مغل ہمیشہ کڑھتے رہتے۔ ایک روز مغل اور نورانی بادیہ جہالت کے سرگردانوں کے رہنما اور وادیئے ضلالت کے درماندوں کے ہادی پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر خدمت ہوئے اور جناب قدسی مآب کی بساط بوسی کے بعد عرض پرداز ہوئے کہ اے کوئے ناکامی کے درماندوں کے دستگیر! اے عالم بے سرانجامی کے بیچاروں کے کارساز! اے عرصۂ حیرانی کے عاجزوں کی پناہ! اے فانی غمکدہ کے مغموموں کے غمخوار! اے ماتم زدہ مظلوموں کے فریادرس! اے صحرائے پریشانی کے غریبوں کے تکیہ گاہ! اے کوئے مقصودی کے نارساؤں کے رہنما! اے عقدۂ لاینحل کے گرہ کشا! اے مشکل کاموں کی چابی۔ اے غمناک و آشفتہ اشخاص کی خوشی کو بڑھانے والے۔ اے جان باختہ ماتم زدوں کی خوشی کو زیادہ کرنے والے۔ اے کلفت کی تاریکی کو دور کرنے والے خورشید! اے رنج وملال کے اندھیرے کو دور کرنے والے چاند! اے منصب قیومیت کے تاج کے موتی۔ اے تاج قطبیت کے گوہر۔ اے کمالات نبوت کے گوہر نفیس۔ اے گنجینۂ وحدیت کے بے نظیر لعل۔ ہم بیچاروں کی التماس ہے کہ فضل و دعا جو اہل عالم و عالمیاں کی کارکشا ہے اور توجہ اقدس جو جہان اور اہل جہان کی رہنما ہے اس معاملہ میں جو بمنزلہ عقدہ لاینحل ہے۔ فرمائیں مصرعہ۔ گرقبول افتدزہے عزو شرف۔ تاکہ ہم مہجور ومغموم رسوائی اور اضطراب کے بھنور سے نکل کر ساحل مراد پر پہنچ جائیں اور گوہر مقصود ہمارے ہاتھ آئے ؎

برمن غم روزگار سخت است / دریاب مراکہ کار سخت است
سخت است سیاہی شب من / لختے زشب است کوکب من
ہم کوکب ہم شبم سیاہ است / میگویم و آسماں گواہ است
زیں شب بدرار کوکبم را / پیشانی روز دہ شبم را
ہر روم بامید روشنائی / صبح بدماں بہ شب نمائی
دارم گرہ گرہ کشا نیست / سنگیں تر ازیں بلا بلا نیست
ایں قفل غم از دلم جدا کن / دستم بہ کلید آشنا کن

اس سرور عالم اور نائب مناب الوالعزم کی خاطر عاطر ان دونو بھائیوں سے جنہوں نے اپنے ولی نعمت شاہ بحروبر فرخ سیر کے قتل کی جرأت کی تھی۔ اور جزیہ جو شعار اسلامی اور حکم شرعی ہے۔ روسیاہ کافروں اور ہندوؤں سے لینا بند کر دیا تھا۔ ناراض ہو گئی۔ علاوہ بریں مغلوں کی خرابی وتباہی جو کہ آنجناب مستطاب کے فدوی اور منظور نظر تھے۔ آنجناب کی اور بھی ناراضگی کا باعث ہوئی۔ ع
یکے بو مجنوں دگر خور دمے۔ مغلوں کی خوش نصیبی سے جو اس کامل الوجود اکمل ہبود کے جان ودل سے غلام تھے زبان معجز بیان سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ آجکل ہی سادات کی دولت کو زوال آنے والا ہے۔ آنحضرت کا فرمانا تھا کہ ان کی دولت میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ بعد ازاں مغلوں کو خوشخبری سنائی۔ کہ نظر کشفی اور الہام شافی سے جو برہان قاطع اور حجت ساطع ہے اور آفتاب عالمتاب کی چمک کی طرح بلا شک وشبہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ بارگاہ شاہی کے تمام مناصب امور فرمانروائی کی درگاہ۔ کے سارے مراتب سادات سے منتقل ہو کر محمد امین خان۔ نظام الملک اور عبدالصمد خان وغیرہ مغلوں اور تورانیوں کے سپرد ہونگے ؎

خداوند بالا وپست آفرید زبر دست ہر دست آفرید
بہ مورے دہد مالش نرہ شیر کند پشہ بر پیل جنگی دلیر

مغل یہ دائمی خوشخبری سنکر آداب قیومیت باحسن وجوہ بجالا کر رخصت ہوئے یہ وحشت اثر خبر سنکر وزارت پناہ قطب الملک والاجاہ نے مغل پورہ کی بیخ کنی کے لئے مصمم ارادہ کر لیا اور ایک لشکر جرار لیکر دندناتا ہوا لاہوری دروازہ میں پہنچا لیکن اس لشکر کو آگے ایک قدم اٹھانے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ یہ دیکھ کر قطب الملک حیران ومتعجب رہ گیا اپنے عالیشان مصاحبوں سے پوچھا بعض سلیم العقل اور عالی فطرت مصاحبوں نے کہا۔ کہ شیخ صاحب کی کرامات وخوارق زبان زد عام وخاص ہیں۔ یہ عجیب معاملہ بھی اس برگزیدۂ خالق وپسندیدۂ خالق کی کرامت ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اگر فتح کا ارادہ ہے۔ تو پہلے شیخ صاحب سے معافی مانگ لیں تاکہ دینی ودنیوی بہتری نصیب ہو قطب الملک کرامت کے ڈر سے واپس گھر چلا آیا اور سخت شرمندہ ہوا۔ پھر اس حامی دین کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کی۔ چونکہ ہر خوشی کے

بعد غمی لازمی ہے۔ اور ہر عیش و عشرت کے لئے زوال و ملامت ضروری ہے۔ اسلئے ساوات کے زوال کے دن نزدیک آ گئے تھے۔ اس کی کیفیت یوں ہے۔ کہ جب نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا۔ تو جہاں جہاں ساوات کے آدمی تھے انہیں نکال کر ان کی جگہ اپنے آدمی بھرتی کئے۔ ساوات کے بھانجے دلاور علی خاں حاکم دکن نے ساٹھ ہزار سوار سے نظام الملک کا مقابلہ کیا۔ نظام الملک بھی بر سر پیکار رہا۔ اور آخر آنحضرت کی توجہ سے فتح پائی۔ قطب الملک نے اپنے بھتیجے عالم علی خان کو اسی ہزار جنگی سوار دیکر نظام الملک کے مقابلہ پر بھیجا۔ مغلوں نے اس بارے میں آنحضرت سے فتح کے لئے التماس کی آنجناب نے بھی از راہ لطف و کرم فتح کی خوشخبری عنایت فرمائی۔ واقعی اب بھی آنحضرت کی توجہ سے پہلی طرح فتح نصیب ہوئی ساوات یہ حالت دیکھکر بہت گھبرائے۔ آخر امام الملک بادشاہ کو لیکر نظام الملک کی طرف روانہ ہوا۔ اور قطب الملک سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے دار الخلافہ میں رہا۔ ابھی امام الملک بادشاہ کو لیکر اکبر آباد تک پہنچا تھا کہ محمد امین خان نے مغلوں سے مشورہ کر کے میر حیدر خان کو امام الملک کی ساری فوج لیکر مغلوں سے لڑائی کی۔ آخر ان میں سے اکثر قتل ہوئے باقی بھاگ کر قطب الملک سے جا ملے مغل حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا شکریہ بجالائے اور آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے ارسال کئے۔ اس جانگداز اور غم افزا واقعہ کے بعد قطب الملک بیشمار لشکر جرار لیکر مغلوں پہ ٹوٹ پڑا۔ چونکہ مغل اس منبع کمالات نبوت اور مخزن مراتب ولایت کی حمایت میں تھے اس لئے غالب آئے اور آنحضرت کی دعا پایۂ اجابت کو پہنچی۔ وزارت، اور امارت کی خدمت غرضیکہ سلطنت کے تمام عہدے اور مرتبے مغلوں کو ملے۔ ذالک فضل اللہ یوتی من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ط

ذکر در بیان

واقعات و حادثات سلطنت کہ دریں سال بہ ظہور آمدہ اند و التجا کردن مادر سلطان عصر روشن اختر محمد شاہ بجہت سلطنت پسر خود بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و بشارت دادن آنحضرت

اور ابہ سلطنت روشن اختر و بہ سلطنت رسیدن او از توجہ مبارک آنحضرت۔

پاکدامن بیگم جو سلطان عصر محمد شاہ روشن اختر کی والدہ تھی ہمیشہ صبح و شام فرخ سیر کے عہد میں حضرت قطب الاقطاب کی جناب مستطاب میں جو کمالاتِ نبوت کے آفتاب اور مراتبِ ولایت کے ماہتاب ہیں۔ اپنے فرزند دلبند کی کامرانی اور خلافت کے لئے جو فرخ سیر کا قیدی تھا التجا کیا کرتی تھی۔ کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حدیقہ خاقان کا یہ نونہال اور شجرۂ شاہجہان کا یہ پھل جو اب خاقانی و قواعد سلطانی ہے تخت و تاج کو زینت دینے والا بن جائے ؎

چہ شود گر بکرم مرحمتے فرمائی گرہ از کار فرو بستۂ من بکشائی

اور شاہزادہ نازک مزاج درۃ التاج کی تکلیفوں سے جس کے نصیبے کا آفتاب مغرب ادبار میں گرفتار ہے۔ اور ملک زادۂ لطیف الطبع اور لطیف الوضع کی سختیوں سے جس کی دولت کا چاند گرہن میں آیا ہوا ہے اس زال آشفتہ حال جسے سوائے رنج و محنت اور سختی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ اور جس کی سرگردان جان کو ہر گلی کوچے میں سوائے خرابی و پریشانی اور بدحالی کے اور کچھ میسر نہیں۔ کے دیوانے دل کو تسکین آجائے۔ ؎

با ہر کسے کہ شرح دہم استانِ خویش صد داغ تازہ بر دلِ آں ناتواں نہم

چونکہ روشن ضمیر درویشوں کی خاطر خطیر سینہ سوز مظلوموں کے درد اور ستم رسیدوں کے غم کے بارے میں خدا رس اور فریاد رس ہوتی ہے۔ اِس لئے اِس بیگم قدسیہ کی مطلوبہ دعا قبول ہوئی۔ آنحضرت نے اسے خوشخبری دی کہ محمد شاہ روشن اختر ہند اور دکن کے تخت و تاج کا زینت افزا ہوگا۔ بیگم مذکورہ خوشی کو بڑھانے والی اور غم و اندوہ کو دور کرنے والی خوشخبری کو شکر دوگانہ شکر بجالائی۔ اور آنحضرت کا آداب قیومیت بجا لا کر سلطان الاولیاء کی بہت کچھ تعریف کی ؎

در ظل آفتاب تو آسودہ اند خلق یا رب مبادتا بہ قیامت زوالِ تو

تھوڑے ہی عرصہ میں قضا و قدر کے کارکنوں نے تقدیر کے رجسٹر اور تدبیر کے کارخانہ سے فرخ سیر صاحب سریر کو برہم کر دیا یعنی وہ اپنے امرائے عظام اور خوانین کرام سادات بارہہ کے ہاتھوں بڑی ذلت اور رسوائی سے قتل ہوا و واقعی ؎

کدام بادِ بہاری وزید درد و رداں | کہ باز در عقبش نکبت و خرابی نیست
دوام پرورش اندر کنارِ مادرِ دہر | طمع مکن کہ درو بوئے مہربانی نیست

بعد ازاں امراء و ارکان سلطنت نے ورثہ کے طور پر رفیع الدولہ کو جو بہادر شاہ والا جاہ کے ابنائے کبار سے قابل سلطنت تھا تخت سلطنت پر بٹھا مبارک و خوشی کے نقارے اور شادیانے بجائے۔ بیگم قدسیہ یہ واقعہ خلاف توقع دیکھ کر روتی کڑھتی جناب قطب زماں رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اے پیر روشن ضمیر اکارخانہ تقدیر سے یہ کس قسم کی تدبیر ظہور میں آئی ہے۔ اور یہ کیسا ناپسندیدہ معاملہ اور نامرضیہ قضیہ نمودار ہوا ہے۔ آنحضرت نے متوجہ ہوکر فرمایا۔ کہ اس ہنگامہ کی گرمی اور اس خلیفہ کی سلطنت صرف دو تین مہینے نظر آتی ہے۔ آخر کار صاحب تخت و تاج روشن اختر ہی ہے۔ اس دیوانی اور حیران زمانہ کا دل آنحضرت کے فرمان سے مطمئن ہوا۔ جب دو تین مہینے گذر گئے۔ تو آنحضرت کے فرمان کے موافق موجودہ بادشاہ مرگیا۔ اسکے بعد رفیع الدرجات کو بطور وارث اعیان و ارکان سلطنت نے تختِ شاہی پر بٹھایا پھر وہ بیگم غم و اندوہ سے بھری ہوئی واویلا مچاتی آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ اب بھی اس سراپا نا امید کی امید کا غنچہ باغ عشرت میں نہ کھلا۔ بلکہ الٹا پژمردہ ہوگیا۔ میری حالت پر سخت افسوس ہے۔ پہلی طرح پھر آنحضرت نے فرمایا کہ یہ نقش بر آب و مثل حباب نظر آتا ہے۔ خاطر جمع رکھو صاحب چتر روشن اختر ہی ہے۔ وہ خاتون جلیس حجرہ غموم و انیس حجلہ سموم چونکہ آنحضرت کی مخلصہ و معتقدہ بدرجہ غایت تھی۔ اسواسطے مطمئن ہوکر چلی گئی۔ واقعی درویشوں کی زبان سیف قاطع ہوتی ہے رفیع الدرجات کی سلطنت بھی دو تین ماہ سے زیادہ نہ رہی عین جوانی میں باحسرت و ناکامی اکبر آباد میں جبکہ امام الملک اسے لئے ہوئے دکن جارہا تھا مرگیا ؎

مادرِ دہر نہ پرورد کسی را کہ نکشت | بینی ائے دوست کہ این دایہ بے مہر و وفاست

بعد ازاں امراء و وزراء نے متفق ہوکر عالی گہر روشن اختر کو دارالخلافہ سے منگا تاج شاہی سر پر رکھ اکبر آباد میں تختِ شاہی پر بٹھایا ؎

روشن اختر بود اکنوں ماہ شد | یوسف از زنداں برآمد شاہ شد

بیگم قدسیہ عمدہ و نفیس تحف و ہدایا اس غریب نواز کی خدمت میں لائی۔ اور شکریہ

ادا کیا۔ اس ضمن میں چند آرزوؤں کے بعد مغل جمیت اسلامی اور اپنے ولی نعمت کے قتل کی وجہ سے قطب الملک اور امام الملک کے سخت دشمن تھے۔ موقعہ پاکر انہیں انکے برے اعمال کی سزا دی۔ چنانچہ امام الملک کو جو امیر الامراء تھا قتل کر دیا جیساکہ پہلے بیان ہو چکا ہے ؎

غمگیں مشو کہ ساقئے قدرت بجام ہر گر صاف لطف میدہد گاہ جام زہر

قطب الملک نے یہ وحشت ناک خبر سنکر شاہی لشکر سمیت ابراہیم کو تخت شاہی پر بٹھا کر روشن اختر پر حملہ کیا۔ چونکہ قطب الملک بہادری اور دلیری میں شہرۂ آفاق تھا۔ اسواسطے بیگم قدسیہ مغمومانہ حالت بنائے آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئی ؎

درد مندیم خبر سید ہد ارسوز دروں دہن خشک لب تشنہ وچشم ترما

جبکہ دریائے رنج سے ساحل گنج پر آنکا ہے ؎

اے دستگیر عالم دست مرا بگیر دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر

قطب الملک سخت کوش اور خدا فراموش ہے ؎

اگر دست یا بد بتورانیاں شود قوم تورانیاں رازیاں

چونکہ وہ قدسیہ بیگم اس خدا آگاہ ولایت پناہ کی فیض گستری اور نوازش گری سے ممتاز و سرفراز تھی۔ اسواسطے اس کی یہ التماس بھی قبول ہوئی اور فرمایا کہ روشن اختر صاحب تخت و تاج اور ہماری دعا کے زیر سایہ ہے اللہ تعالےٰ اس کا حامی و مددگار ہوگا۔ اگر لاکھ قطب الملک بھی ہوں تو بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے ؎

چراغے را کہ ایزد برفروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

واقعی بزرگوں کی توجہ جوڑے ہوئے کاموں کو حل کرنے والی اور عارفوں کی مہربانی سے جو نارساؤں کا ذریعہ کامیابی ہوتی ہے۔ محمد شاہ کو فتح و نصرت نصیب ہوئی۔ قطب الملک کے بہادر اور دلیر سوار برخلاف دلاوری کے بجائے برقرار رہنے کے فرار ہو گئے۔ قطب الملک کو شاہی آدمیوں نے گرفتار کر لیا۔ اسکے بعد ابراہیم کو قید میں ڈالا گیا۔ قطب الملک نہایت سختی اور بیرحمی سے قتل کیا گیا۔ چونکہ حقیقی منصب اور تحقیقی عادل جس کے ہاتھ میں جہان اور اہل جہان کی تدبیر کا کارخانہ اور تقدیر کا دفتر ہے۔ ناحق کو رواج نہیں دیتا ؎

ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید آفت آں نیز وریے در رسید

جس عذاب اور سختی سے قطب الملک نے فرخ سیر کو ہلاک کیا تھا۔ اس سے زیادہ مغلوں سے دیکھی ؎

چنیں گفت دانائے آموزگار مکن بد کہ بد بینی از روزگار

سادات کی وہ دولت وعظمت اور جاہ و جلال اور قطب الملک کا باغ نوبہار باد سموم سے پائمال ہوگیا ؎

تا فلک معمار ایں معمور شد بے خار غم یک گل شادی بباغ زندگانی کس نیافت

گلستان عمر را در مرغزار روزگار نو بہارے خالی از باغ خزانی کس نیافت

جب روشن اختر بادشاہ کا ظفر اثر لشکر اکبر آباد سے شاہجہان آباد میں آیا تو ارکان دولت نے روشن اختر سے خواہش ظاہر کی کہ آپ جناب قطب الاقطاب کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جب آنحضرت نے سنا کہ روشن اختر حاضر خدمت ہونا چاہتا ہے۔ تو فرمایا۔ کہ اس کے آنے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہر وقت دعا گو ہیں۔ اپنی دستار مبارک بطور تبرک بھیجی کہ یہ روشن اختر کے سر پر باندھ دینا۔ اور آنحضرت نے محمد شاہ لقب مقرر فرمایا۔ اس اثناء میں بادشاہ کو بھی آنحضرت کی زیارت کا اشتیاق ہوا۔ اپنے ہاتھ سے نیازمندانہ عرضی لکھ کر بھیجی کہ اگر حکم ہو تو جناب کی آستان بوسی کا شرف حاصل کروں۔ چونکہ آنحضرت امراء و سلاطین کی ملاقات کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اسواسطے فرمایا کہ تمہارے آنے کی ضرورت نہیں میں صبح شام غائبانہ دعا کیا کرتا ہوں۔ اصل غرض آنے کی فقیروں کی دعا لینا ہے۔ سو میں خود کرتا رہتا ہوں۔ اسواسطے آنیکی تکلیف نہ کرنا۔ بادشاہ نے بہتیری مرتبہ منت وسماجت کی عرضیاں لکھ بھیجیں لیکن بے سود۔ جب تک آنحضرت زندہ رہے ہر سال بادشاہ زیارت کے لئے عرضی ارسال خدمت کرتا لیکن آنحضرت منظور نہ فرماتے۔ بارہا حضرت خلیفۃ اللہ کی والدہ ماجدہ مریم مکانی کے وسیلہ سے کہلوایا اور بارگاہ قیومیت کے اکثر مریدوں اور خلفاء نے بھی عرض کیا۔ لیکن تمام بے فائدہ و رائیگاں۔ چنانچہ حسب موقع انشاء اللہ بیان کیا جائیگا

ذکر در بیان

سال ہفدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

ولادت مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار و مرید شدن خواجہ ضیاء اللہ کشمیری
وعنایت شدن خلعت تجدید از حق تعالیٰ بجناب و مرید شدن مولف
ایں کتاب فقیر محمد احسان و بیان قصہ اصحاب بساط آنحضرت۔

اس سال خواجہ ضیاء اللہ کشمیری آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپکے مرید ہونیکا سبب یہ ہوا۔ کہ آپ نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک پکڑے ہوئے ایک مسجد میں آئے جہاں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی شکل وصورت ایک ہوگئی۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خواجہ ضیاء اللہ کو فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ کہ تم جاکر شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کے مرید ہو۔ کیونکہ وہ قطب جہاں اور قیوم زماں ہے۔ دوسرے دن خواجہ صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت خواجہ صاحب پر بدرجہ غایت مہربان تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ وہ فخر کشمیر ہیں۔ خواجہ ضیاء اللہ نہایت حلیم و متواضع تھے۔ اسی واسطے آنحضرت نے انہیں "ھَیِّنٌ لَیِّنٌ" کا خطاب دے رکھا تھا۔

اسی سال مخدوم زادہ عالی قدر خواجہ محمد احرار متولد ہوئے۔ آنحضرت نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا۔ تو اعلیٰ درجے کا ولی ہوگا اور وادیٔ ضلالت کے بہت سے راہ گم کردوں کو ہدایت کریگا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے بعد حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ پروردگار کی طرف سے آنحضرت کو خلعت تجدید عنایت ہوئی لوگو! ان کی اطاعت کرو تاکہ تمہاری بہتری ہو۔ آنحضرت نے خلعت تجدید بروز پیر ۲۷ رجب ۱۱۰۳ھ ہجری کو پہنی۔ حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعد دوسری صدی قیومیت کے مجدد ہیں۔

اسی سال یہ فقیر حقیر پُر تقصیر محمد احسان مولف کتاب جناب قیومیت مآب کی خدمت میں مرید ہوا۔ میرے مرید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے لڑکپن سے

ٹھانی ہوئی تھی۔ کہ میں قطب وقت کا مرید بنوں گا۔ میں ہمیشہ بارگاہِ الٰہی میں ملتجی رہتا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ قیامت قائم ہے۔ اور لوگ حرج مرج میں گرفتار ہیں۔ اسی اثناء میں میدانِ قیامت میں شور مچ گیا کہ قطب الاقطاب آ رہے ہیں۔ اور بہت سے لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ وہ قطب پل صراط پر سے گذرنے لگا۔ میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ پل صراط چوڑا ہو گیا ہے۔ ہم بلا تکلف و تکلیف اس پر سے گذر گئے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو پل صراط پھر بدستور تنگ ہے۔ اور سمیٹ لی گئی ہے۔ اور ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے۔ کہ پل صراط صرف قطب الاقطاب اور اس کے مریدوں کے لئے چوڑی کی گئی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اس قطب کا نام کیا ہے لوگوں نے کہا اس کا نام شیخ محمد زبیر ہے۔ جو اس زمانے کا قطب ہے۔ جب میں جاگا تو اس قطب کا حلیہ میں نے یاد رکھا۔ ابھی میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف نہیں ہوا تھا کیونکہ ان دنوں ہم سرہند میں رہتے تھے اور میں کبھی شاہجہان آباد نہیں گیا تھا۔ کہ آنحضرت کی زیارت کرتا۔ نیز آنجناب میری پیدائش سے پہلے ہی شاہجہان آباد تشریف لے گئے تھے۔ اس خواب کے دیکھنے کے بعد ایک دن میں نے اپنے والد ماجد سے پوچھا۔ کہ قطب وقت کون ہے؟ فرمایا حضرت محمد زبیر قطب وقت ہیں۔ میں نے اپنا خواب بمعہ نسبت ظاہر کیا۔ اور اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا۔ فرمایا۔ یہ حلیہ حضرت محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وہ قطب زمانہ ہیں۔ تمہارا خواب بالکل صحیح اور سچا ہے۔ اب میں شاہجہان آباد جا کر تمہیں مرید کراؤں گا۔ جب میں اپنے والد ماجد کے ساتھ شاہجہان آباد گیا۔ اور آنحضرت کی زیارت کی۔ تو جو حلیہ میں نے خواب میں دیکھا تھا ظاہری آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بعد ازاں میرے قبلہ گاہ نے مجھے آنحضرت کا مرید کرایا۔ آنحضرت نے مجھ پر بدرجہ کمال مہربانی فرمائی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء باغ جنت آثار کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت ظہر کی نماز ادا کر کے ایک بساط پر یاروں سمیت بیٹھے اور مراقبہ کرتے رہے چنانچہ عصر کی نماز تک مراقب رہے۔ مراقبہ سے سر اٹھا کر لوگوں کو فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس وقت تم پر خاص نظر عنایت فرمائی ہے۔ اپنے فضل و کرم

سے تم سب کے گناہ بخش دیئے ہیں اور اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ۔ تمام یار جو اس وقت بساط پر موجود تھے۔ دوگانہ شکر الٰہی بجا لائے۔ اور ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اپنے مقربوں میں داخل فرمایا ہے۔ جو لوگ اس بساط پر موجود نہ تھے۔ وہ اس بشارت سے محروم رہے۔ اور سخت افسوس کرتے تھے۔ جو اصحاب بساط پر تھے ان کی تعداد بہتر تھی۔ اور سب کے سب آنحضرت کے بڑے بڑے خلفاء تھے۔

ذکر در بیان

سال ہژدہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ مرید شدن خواجہ عبدالرحمان و قصہ اصحاب ارم و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال خواجہ عبدالرحمان مراد آبادی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان کیا۔ کہ میں خدا طلبی کے لئے فقراء کے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اچانک ایک جنگل میں جا نکلا۔ جہاں ایک نورانی شکل پیر مرد کو دیکھ کر بے اختیار اس کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ اس نے کہا میں خضر ہوں۔ تو ہر طرف کیوں مارا مارا پھرتا ہے۔ اور اپنے پیارے وقت کو ضائع کرتا ہے۔ میں تجھے قیوم وقت کا پتہ دیتا ہوں۔ ان کا نام محمد زبیر رضی اللہ عنہٗ ہے اور شاہجہان آباد میں رہتے ہیں۔ ان کی توجہ سے تو سیراب ہو جائے گا۔ یہ کہکر وہ عزیز غائب ہو گیا۔ لیکن اس کے کہنے سے مجھے پورا اطمینان ہو گیا چنانچہ میں آنحضرت کی قدم بوسی کیلئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں ایک عزیز صاحب حال سے میری ملاقات ہوئی میری حالت پوچھی میں نے بیان کر دی۔ اس نے کہا کہ اگر قرب الٰہی کا انتہائی درجہ چاہتے ہو تو اس وقت کے قطب الاقطاب کے پاؤں جا پڑو۔ میں نے پوچھا کیا تم اسے پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ تمام اولیائے وقت انہیں سے فیض کے منتظر ہیں۔ میں کیونکر نہیں پہچانتا۔ میں نے پوچھا۔ تو پھر وہ کون ہیں۔ کہا حضرت

شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ - جن کی توجہ سے ہزارہا آدمی کامل اولیا ہوگئے ہیں۔ اسکے کہنے سے میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہوگیا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ عرش و کرسی پر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھا ہوا ہے۔ یہ خواب دیکھ کر میں بہت جلدی حضرت خلیفۃ اللہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء بادشاہی باغ کی سیر کے لئے تشریف لیگئے باغ کے پھول جناب کے قدوم میمنت لزوم سے بڑھتے تھے اور شاخ سے جوان کے لئے بمنزلہ محل آنحضرت کی پائے بوسی کے لئے جھکتے تھے آنحضرت نہایت خوش و خورم ہوکر اس باغ ارم میں بیٹھے۔ جناب الٰہی سے آنحضرت پر بدرجہ غایت عنایت ہوئی۔ آنحضرت نے معہ تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر تک مراقبہ میں رہ کر اپنے تمام اصحاب کو جو اس وقت اس باغ میں آنجناب کے نزدیک یا دور بیٹھے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے فضل و کرم سے اکمل اولیاء میں داخل فرمایا ہے اور کمال درجے کا اپنا قرب عطا فرمایا ہے۔ ایک شخص ایک تیر کے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس کے حق میں بھی فرمایا کہ یہ بھی انہیں میں سے ہے یعنی اسے بھی وہی خوشخبری حاصل ہے آنحضرت کے فرمانے سے اس شخص کا لقب "ھذا الرجل منھم" ہوگیا۔ اب وہ اسی نام سے مشہور ہے۔

ذکر در بیان

سال نوز دہم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
بیان عشرہ مبشرہ کہ حق تعالیٰ بہ بعیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
باآنحضرت بشارت دادہ اند و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال حضرت سلطان الاولیاء سلطان ہند کی والدہ ماجدہ کے باغ کی سیر کو تشریف لے گئے جو خوبصورتی اور نفاست میں بے نظیر تھا۔ اس باغ کے پھولوں میں آنجناب کے وجود مسعود سے بے اندازہ تروتازگی اور طراوت و نظارت آگئی۔ گویا باغ ارم پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور باغ بہشت کی برابری کرتے تھے۔ پھول۔ گلزار گلگشت اور لالہ زار جس سے جسم کو فرحت اور آنکھونکو

بصارت حاصل ہوتی تھی۔ ان کی آب و تاب سے گل اندام گل جبینوں کے چہرے پر عرق شرم آتا تھا۔ اور نرگس کے رشک سے معشوقوں کی آنکھ بیمار تھی۔ اس کا گل لالہ لالہ عذاروں پر سبقت لے گیا تھا۔ بلکہ اس نے بازار حسرت کو رونق دے رکھی تھی۔ اس کے داغ دل پر محبوب کا خال حسد کرتا تھا۔ بلکہ محبوبوں کے دل کا سویدا اس پر رشک کرتا تھا۔ وہ ایک دانہ سپند ہے۔ اس کا گل نافرمان ناز پرداز نازنینوں کو نافرمانی کی تعلیم کرتا ہے۔ اس کے سمن کو گل اندام کے اندام سے پوری نسبت ہے۔ اور اس کے سرو کو سرو سہی سے پوری مشابہت۔ اس کی سوسن کے رشک سے آسمان نیلگوں لباس پہنے ہوئے ہے۔ اس کے گل شبو کے مقابلہ میں سیارے دندان حسرت نکالے ہوئے ہیں۔ اس کا سورج مکھی آفتاب کو مات کر رہا ہے ؎

ہر برگ گلشن زبس طراوت   جوشید ز جوشش نزاکت

اس کی سنبل نے زلف خورشید کی طرح نظارہ کرنے والوں کو دریائے شوق کی لہروں میں پھنسایا ہوا تھا۔ اور اس کے عشق پیچہ نے عاشقوں کو پیچ و تاب سکھایا ہوا تھا ؎

از جوش بہار ہر طرف گل   بر دست نہاد ساغر مل

اس کے چاروں کونوں میں چار تالاب اجسام میں بمنزلہ عناصر مُرتّب تھے جو حوض کوثر کی برابری کرتے اور چشمہ تسنیم پر ہنسی اڑاتے تھے۔ باد صبا اور باد شمال ہر دم ان کی بلائیں لیتی تھیں۔ اگر ان کی لہروں کے سلسلے کو تماشائیوں کی زنجیر پا کہا جائے تو مناسب ہے اور اگر محبوبوں کے گلے کا ہار کہا جائے تو بجا ہے۔ شاید جمال یار کی مجذوب ہیں۔ کہ لہر کی زنجیر ان کے پاؤں میں ہے اور ہر دم جوش کے مارے لبوں پر کف لاتی ہیں۔ چنانچہ کسی نے ان کی تعریف میں کہا ہے کہ ؎

دجلہ را امروز رفتارے عجب مستانہٗ   پائے در زنجیر کف بر لب مگر دیوانہٗ

اس کے کنارے کا سبزہ غمزہ معشوقوں کے گھائل شدگان کیلئے بستر راحت ہے۔ اس کے آگے زہرہ جبینوں کے خط نے عاجزی کا خط کھینچا ہوا ہے۔ آنحضرت پر عالم خوشوقتی تھا۔ اسی اثناء میں باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ عنہ نے مع تمام یاروں کے مراقبہ کیا۔ دیر بعد سر اُٹھا کر نماز عصر ادا کی نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ عین نماز کے وقت مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ جن یاروں نے تیرے پیچھے نماز ادا کی ہے ان میں سے دس کو میں نے بخش دیا ہے میں نے عرض کیا۔ کہ یہاں جس قدر تیرے بندے موجود ہیں سبھی تیری بخشش کے امیدوار ہیں۔ پھر الہام ہوا کہ یہ بشارت بہ تبعیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تجھے عنایت کی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلعم کا عشرہ مبشرہ تھا۔ اسی طرح تیرے دس یاروں کو بھی ہم نے بخش دیا ہے۔ میں شکر بجا لایا۔ آنحضرت کے تمام یار اس خوشخبری کو سُنکر شکر الٰہی بجا لائے۔ اور اس عشرہ مبشرہ کو مبارکباد دی۔

اسی سال ایک سوداگر قندھار سے آکر آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوا وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتا ہے۔ کہ میں جنگل میں اپنے قافلے کے ساتھ جا رہا تھا۔ اچانک میں نے ایک مرد خدا کو دیکھا جس کی پیشانی سے انوار ولایت واطوار سعادت نمایاں تھے۔ مجھے کہا۔ کہ اس سے اچھی تجارت کر جس کے حق میں پروردگار نے فرمایا ہے "رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں خرید و فروخت یاد الٰہی سے نہیں روک سکتی، میں نے پوچھا وہ تجارت کیونکر ہاتھ آتی ہے۔ اس نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر مرید ہو جاؤ کیونکہ وہ قیوم قطب زماں ہیں۔ تاکہ حق تعالیٰ انکی طفیل تجھے اپنے قرب کا انتہائی درجہ عطا فرمائے یہ کہکر وہ غائب ہو گیا میں سمجھ گیا کہ وہ رجال الغیب سے تھا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ کی مجلس منعقد ہے۔ صدر مجلس ایک بزرگ ہے جس کے سامنے تمام دست بستہ بیٹھے ہیں۔ میں نے ایک سے پوچھا یہ کون ہیں۔ اچانک وہ شخص نمودار ہوا جس نے مجھے نصیحت کی تھی۔ پھر اس نے مجھے کہا کہ یہ تمام اولیائے وقت ہیں۔ اور صدر جلسہ حضرت شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر وہ عزیز مجھے لا کر مرید کرا گیا۔ جب میں بیدار ہوا۔ تو آنحضرت کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ جب آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوا۔ تو ٹھیک وہی شکل وصورت تھی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی۔ میں جان ودل سے معتقد ہو کر مرید بنا۔

ذکر در بیان

سال بستم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ وبیان خلافت دادن صوفی فرمان را فرستادن او را بہ کابل وبارہ بیان احوال خواجہ محمد امین

اس سال صوفی فرمان جو شیخ محمد عابد سے اُتر کر آنحضرت کے تمام خلفاء سے افضل تھے خلافت دیکر کابل بھیجا وہاں کے لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کو غنیمت سمجھا اور اس قدر مائل ومعتقد اور مرید ہوئے۔ کہ وہاں کے موجودہ مشائخ نے بڑا حسد کیا۔ کیونکہ ان کے تمام مرید صوفی صاحب کے مرید ہو گئے۔ ایک روز وہاں کے مشائخ آپ کے معترض ہوئے کہ تم نے ہمارے مریدوں کو کیوں اپنا مرید کر لیا ہے۔ صوفی صاحب نے نہایت غصے ہو کر فرمایا کہ تم ان بیچاروں کی راہزنی کرتے ہو۔ تم انہیں راہ خدا پر آنے نہیں دیتے۔ اُنہوں نے پوچھا تمہیں کیونکر معلوم ہے کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ اور تم صاحب کمال ہو۔ صوفی صاحب نے فرمایا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ آزمائش کر لو۔ سب نے اس بات کو قبول کیا۔ ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک شخص ڈھکا ہوا دستر خوان لایا صوفی صاحب نے پوچھا بتاؤ اس میں کیا ہے پھر صوفی صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا ہمارے تمہارے امتحان کے لئے یہی کافی ہے بتاؤ اس میں کیا کیا چیز ہے۔ صوفی صاحب نے کشف باطنی سے معلوم کر کے ساری چیزیں بتا دیں۔ وہ شرمندے ہو کر اُٹھ گئے۔

اس سال خواجہ محمد امین کو جن کا حال پہلے بھی کچھ لکھا گیا ہے۔ آنحضرت نے خلافت دیکر کابل کے گرد ونواح میں بھیجا۔ وہاں جب قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ تو خودی اور تکبر میں آکر خیال کیا۔ کہ جو قوت ارشاد مجھے حاصل ہے۔ اسے آنحضرت لینا بھی چاہیں تو نہیں لے سکتے۔ آنجناب بنور باطن اس کے اس خیال سے آگاہ ہو کر اس سے ناراض ہو گئے۔ جب خواجہ نے اپنے باطن میں بے مزگی دیکھی۔ تو بے قرار ہو کر حاضر خدمت ہوئے۔ چونکہ آنحضرت ناراض تھے اسواسطے پرواہ نہ کی۔ خواجہ صاحب کی باطنی بدمزگی اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اِس لئے روتے

اور واویلا کرتے پھرتے تھے کہ میں اب لاعلاج ہوں۔ پھر واپس وطن گئے۔ رخصت کے وقت آنحضرت نے نیاز کو بھی قبول نہ فرمایا۔ ایک ہفتہ گذرا تھا۔ کہ یہ خبر کابل میں پہنچ گئی کہ خواجہ صاحب سے قطب وقت ناراض ہیں۔ یہ سنکر خواجہ صاحب کے معتقد منحرف ہو گئے ع۔

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

ابھی خواجہ صاحب آدھی راہ طے کر چکے تھے کہ یہ خبر وحشت اثر سنی گھبرا کر پھر درگاہ عرش اشتباہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس طرح کی عاجزی کی۔ کہ آنحضرت کو بھی آپ کی نامرادی اور حالت زار پر رحم آیا۔ پھر آپ کے حق میں عنایت فرمائی اور توجہ دیگر بحال کیا۔ لیکن قوت ارشاد لے لی۔ پھر خواجہ صاحب سے ارشاد نہ ہو سکا اور نہ ہی پہلی طرح کا استقلال باطنی نصیب ہوا۔

ذکر در بیان

سال بست و یکم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بیان اصحاب مطر و ذکر جنگ کردن مبارز خان و نظام الملک و استمداد و توجہ خواستن نظام الملک از آنحضرت و بشارت دادن آنجناب اورا بآں شہادت مبارز خاں و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند۔

اس سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ کی دعوت خواجہ ضیاء اللہ کشمیری الملقب بہ حسن دین نے کی اور اپنے گھر لے گیا۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی دعوت کو قبول کر کے اس کے گھر تشریف لیگئے کھانا کھانے سے فارغ ہو کر تفریح کے لئے چھت پر تشریف لے گئے اسی اثنا میں نماز کا وقت ہوا۔ ہمراہیوں نے وضو کر لیا۔ تو اس کثرت سے مینہ برسنا شروع ہوا کہ چھت سے اترنے کی مہلت نہ ملی۔ آنحضرت نے عین بارش میں تمام ہمراہیوں سمیت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر یاروں کو فرمایا۔ کہ میں نے عین نماز کے وقت جناب الٰہی میں عرض کیا تھا۔ کہ آدمیوں کے کپڑے بھیگ گئے ہیں۔ اور بہ سبب بارش

نماز میں مطلوبہ احتیاط نہیں ہو سکی کیونکہ نماز قبول ہو گی۔ اتنے میں الہام ہوا۔ کہ میں نے ان کی نماز کو قبول کر لیا ہے۔ جو شخص اس نماز میں تمہارا شریک تھا اسے بھی بخش دیا یہ تمام میری بارگاہ کے مقربوں کے صدر نشین ہیں۔ اصحاب مطر ستائیس ۲۷ آدمی تھے۔ جو سب کے سب آنحضرت کے مشہور خلفاء تھے۔

اسی سال نظام الملک نے مبارز خاں پر فتح حاصل کرنے کے لئے مدد کی درخواست آنحضرت کی خدمت میں کی۔ اس کی اصلیت یہ ہے کہ جب بادشاہ عیش و عشرت اور فسق و فجور میں مشغول ہو گیا۔ اور امور سلطنت کی طرف توجہ نہ دیتا تھا اور تمام ممالک محروسہ ہند میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ بادشاہی ضبط اٹھ گیا تھا اور سلطنت کا خوف و رعب رعایا پر سے اٹھ گیا تھا تو نظام الملک جو عالمگیر اورنگزیب کا تربیت کردہ تھا اور عقلمندی اور دانائی میں بے نظیر تھا۔ ہر روز بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرتا لیکن بادشاہ کے کان پہ جوں بھی نہ چلتی بلکہ اُلٹا ہنسی اڑاتا نظام الملک نے اس بات سے ناراض ہو کر شکار کے بہانے دکن کی راہ لی۔ بادشاہ نے اس کے بلا اجازت چلے جانے پر ناراض ہو کر امیروں سے مشورہ کیا۔ اور اس کی بیخکنی کرنی چاہی۔ لیکن اس کے رعب کے مارے کسی امیر کا حوصلہ نہیں پڑتا تھا۔ کہ اس مہم کا بیڑا اُٹھائے۔ مبارز خاں کے بیٹے عبدالمعبود خاں نے جس کا باپ حیدر آباد کا حاکم اور بہادری اور دلیری میں شہرہ آفاق تھا کہا۔ کہ میرا باپ نظام الملک کا مقابلہ کریگا اور اس کی مہم کے لئے کافی ہوگا اور اس کا قلع و قمع کریگا۔ بادشاہ نے تمام دکن کی حکمرانی اس کے نام لکھ قطعی حکم دیا کہ نظام الملک کو دریائے نربدہ سے پار نہ ہونے دینا۔ اور دکن کی سرحد میں داخل نہ ہونے دینا۔ مبارز خاں حیدر آباد سے چل کر اورنگ آباد میں آیا۔ اتنے میں نظام الملک نے دریائے نربدا سے گذر کر ملک دکن میں خیمے نصب کر لئے۔ مبارز خاں نے اسے پیغام بھیجا کہ تو میرے ملک میں کیوں داخل ہوا ہے۔ تو میں قدیمی آشنا ہیں۔ بہتر یہ ہے۔ کہ اپنی راہ لے اور اس ملک سے اپنی جان سلامت لے جا۔ ورنہ بزور شمشیر تجھے نکال دونگا۔ نظام الملک نے اس کے جواب میں یہ خط "ہمارے اور تمہارے درمیان قدیم سے دوستانہ حقوق چلے آتے ہیں۔ جو اخلاص مجھے آپ سے حاصل ہے وہ کسی اور سے نہیں۔

اسی طرح آپ بھی میرے مخلص ہیں لیکن افسوس ہے کہ اب وہ محبت دشمنی سے بدل رہی ہے۔ اور اتفاق نفاق کی صورت اختیار کر رہا ہے۔ آؤ ملک دکن کو باہمی تقسیم کرلیں۔ آپ بادشاہ کے کہنے پر نہ جائیں۔ کیونکہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے وہ بیوقوف اور بے عقل ہو رہا ہے۔ وہ امور سلطنت کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں دیتا۔ میں نے اسے بہتیرا سمجھایا بجھایا لیکن اس نے ایک نہ مانی۔ بلکہ الٹی مجھ پر ہی ہنسی اڑائی۔ اس واسطے میں وہاں سے کنارہ کش ہو آیا ہوں۔ آپ بھی آخر کار بادشاہ کی ناشائستہ حرکات سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور میرے ساتھ جو دشمنی کرنے لگے ہو اس کے بارے میں بعد میں پچھتاؤ گے لیکن پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئے گا بہتر یہ ہے کہ اس خیال محال سے باز آجائیں،، معہ تحائف و حلوے اور میوہ جات ایلچی کے ہاتھ مبارز خاں کے پاس بھیجا۔ مبارز خاں نے اس کی بھیجی ہوئی چیزوں کو دریا میں پھینکوا دیا اور نظام الملک کو پیغام بھیجا کہ میں تجھے حقیقی بھائی سے بھی بہتر جانتا تھا اور تمام کاموں میں تیرا شریک تھا لیکن کیا کروں اولوالامر کی مخالفت نہیں کرسکتا اور اپنے ولی نعمت کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ مناسب یہی ہے کہ یا واپس چلے جاؤ یا آمادہ جنگ ہو جاؤ۔ نظام الملک نے صلح کی درخواست بھی کی لیکن اس نے صلح کو منظور نہ کیا۔ اور جنگ کی تیاری میں مشغول ہو گیا۔ جب لڑائی کا دن مقرر ہو گیا، تو نظام الملک اور مغل اور تورانی بر سبب مبارز خاں کی دلیری اور بہادری کے ڈرنے لگے۔ نظام الملک نے ایک عرضی در بارہ توجہ باطنی بغرض فتح و نصرت حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں آنحضرت کے خلیفہ صوفی ابوالحسن کی وساطت سے بھیجی۔ شاہجہان آباد میں جس قدر مغل رہتے تھے سب نے آنحضرت کی خدمت میں فتح و نصرت کی درخواست کی۔ چونکہ آنحضرت طرفین کے جنگ سے خوش نہ تھے کیونکہ مبارز خاں ایک متقی پرہیزگار اور خدا دوست آدمی تھا اس لئے فرمایا کہ جہاں تک ہو سکے صلح کرلو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ نظام الملک نے صلح کے لئے بدرجہ غایت کوشش کی ہے۔ لیکن مبارز خاں کسی طرح بھی صلح نہیں کرتا۔ آخر آنحضرت نے متوجہ ہونے کے بعد فرمایا کہ انجام کار نظام الملک فتح پائیگا۔ اور مبارز خاں شہید ہو جائیگا لیکن اس شہادت سے ملول ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہر روز مغل

اور نظام الملک کے رشتہ دار جو شاہجہاں آباد میں تھے۔ آنحضرت کی خدمت میں نظام الملک کی فتح کے لئے ملتجی ہوتے۔ انہیں دنوں ایک روز عبد المعبود خان ولد مبارز خاں نے میرے والد بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ میرے باپ کی فتح کے لئے استخارہ کریں جب آنجناب متوجہ ہوئے تو مبارز خاں کا شہید ہونا ظاہر ہوا۔ اُسی وقت اپنے بڑے بیٹے شیخ محمد احسن کو بتا دیا لیکن اس کی دل شکنی کی وجہ سے اس پر ظاہر نہ کیا۔ صرف اتنا فرمایا کہ ہم دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ تمہارے باپ کا انجام بخیر کرے۔ القصہ جب دونو کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ تو عالمگیر رومی خورشید شجاع سطوت سے اورنگ خاور پر نمودار ہوا اور شاہ شام سپاہ بیجان اور شکست خوردہ کو لیکر گوشہ مغرب میں جا گھسا ؎

نمودار شد فوج بہر نبرد | بر آمد ز گردون گرندہ گرد
ازاں سو مبارز خانِ دلیر | بغرید در رزم چوں نرہ شیر
بغرید نقارہ بر پشتِ پیل | زرنگش شدہ خشک لب رود نیل
بر آمد غریو از چشم ہفت جوش | ملک مضطرب شد فلک در خموش
بجوشید مغز دلیرانِ جنگ | بر آمد بہر جانب شور و شنگ
چو بستند شمشیر ہا بر کمر | کہ سازند عدو را چو شق القمر

کہتے ہیں بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ دونو طرف کے بہادروں نے بدرجہ غایت کوشش کی شجاعت اور بہادری سے شیر مست کی طرح پھرتے تھے اور زبان سے نعرے مارتے تھے۔ اور ہاتھ سے تلوار چلاتے تھے۔ طرفین کے ہزار ہا آدمی ہلاک ہوئے ؎

روا رو در آمد ز راہِ نبرد | ہزاہز در آمد بمردانِ مرد
سیاست در آمد بگردن زنی | ز چشم جہاں دور شد روشنی
نمودند بسیار مردانگی | ہم از زیرکی ہم ز دیوانگی
چو خانِ مبارز در آمد بجوش | بر آورد آواز فرخ سروش
کہ اے جنگجویانِ غیرت نہاد | درِ مرگ بر خویشتن کرد باز
چو امروز پیش آمدہ روز جنگ | نظر کردہ باید بناموس و ننگ

دلیرانِ جنگی و گردن فراز | ہمہ شیر گردوں ہمہ رزم ساز
زہر چار جانب فراہم شدند | پئے ننگ و ناموس باہم شدند
چناں خواست گرد از سم ہر طرف | زمین شش شد و آسماں گشت ہف
کمانہا کہ بودند در گوشہا | چو حیلہ نشینانِ بے توشہا
زسرہائے کشتہ چناں زیر بود | کہ چوں ہندوانہ بہ فالیز بود

لڑائی کی آگ کچھ اس قسم کی بھڑکی۔ کہ اس سے پہلے چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ گویا رستم و اسفندیار کی جنگ کا نمونہ تھی مبارز خاں کا لشکر نظام الملک کے لشکر پر غالب آیا اور ہزاروں نامور اور مشہور آدمی کام آئے۔ نظام الملک کے لشکر کی حالت نہایت خستہ ہو گئی قریب تھا کہ ان کے سپہ سالار کو نقصان عظیم پہنچے۔ نظام الملک نے یہ حالت دیکھ گھبرا کر آنحضرت کی طرف توجہ کی۔ اِتنے میں مبارز خاں کو گولی لگی جس سے اس کا کام تمام ہو گیا۔ جہان نے اس کی شہادت کا افسوس کیا۔ اس کی موت سے بہادری اور دلیری دنیا سے جاتی رہی۔ اگر رستم اور افراسیاب اس وقت ہوتے۔ تو اس کے غلام بن جاتے۔ اس کی بہادری اور دلیری ہندوستان بھر میں ضرب المثل ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں پچپن ہزار آدمی اس میدان میں کام آئے۔ اور اتنی بڑے بڑے امیر جو ہاتھیوں پر سوار ہوا کرتے تھے۔ قتل ہوئے۔ سات ہاتھی مارے گئے۔ نظام الملک نے مبارز خاں کے باقی لڑکوں کو دلاسا اور تسلی دی اور اسی فتح کا شکرانہ جس کا اسے وہم و گمان بھی نہ تھا ادا کیا۔ اور تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کئے۔ آنحضرت نے مبارز خاں کی شہادت پر بڑا افسوس کیا۔ اور اس کے لئے دعائے خیر کی۔

اسی سال بدخشاں کے رئیس خواجہ خلیل اللہ بدخشی کے فرزند خواجہ عزیز اللہ بدخشی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ خلیل اللہ مجھے فرماتے ہیں۔ کہ تم ہندوستان جاؤ اور قطب الاقطاب اور قیوم روزگار حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے توجہ باطنی اور دعا کے لئے التماس کرو۔ بعد از آں اگر ہماری خانقاہ کو روشن کرنا آپ کا یہ فرمانا تھا

کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک تخت نمودار ہوا جس پر ایک نورانی شکل آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے نور سے تمام جہان منور ہو رہا تھا۔ ہزاروں نورانی آدمی اس تخت کے گرد ہوا میں دست بستہ کھڑے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے باواز بلند کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر قطب الاقطاب اور قیوم زماں رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور باقی کے اولیائے امت ہیں۔ جو اس بزرگ کا مرید ہوگا۔ اللہ تعالےٰ اسے اپنے دوستوں میں داخل کریگا۔ اور جو اس کی اطاعت نہ کریگا غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا یہ خواب دیکھنے کے بعد میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بعیت سے مشرف ہوا۔ اور جو صورت آنحضرت کی خواب میں دیکھی تھی۔ وہ ظاہری آنکھوں سے دیکھ لی۔ آنحضرت کی خدمت سے جو کچھ حاصل ہوا سو ہوا۔

اسی سال ایک روز حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ آنحضرت کا طریقہ یہ تھا کہ سارا دن اور ساری رات باغ میں رہتے۔ کبھی دو دن اور دو راتیں بھی گذر جاتیں۔ ایک رات آنحضرت باغ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک جنازہ اس باغ کے پاس سے گذرا۔ آنحضرت نے غائبانہ دیر تک فاتحہ کہکر لوگوں کو فرمایا کہ میں اس میت کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے۔ جب اس کے اعمال کی طرف دیکھا تو تمام گناہ ہی گناہ تھے نیکی ایک بھی نہ تھی۔ لیکن ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ اس کی بخشش کے لئے میں نے بارگاہ الٰہی میں التجا کی۔ اور حد سے زیادہ دعا اور توجہ کی۔ تب کہیں پروردگار نے اپنے فضل و کرم سے اُسے بخشا۔ اور اپنی رحمت میں مستغرق کیا بعد ازآں فرمایا کہ مَیں نے ایسا عذاب آجتک کسی کو ہوتے نہیں دیکھا معلوم نہیں اس سے کیسا گناہ صادر ہوا۔ جب دن چڑھا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ وہ جنازہ ایک رنڈی کا تھا۔ جو فاحشہ بھی تھی۔

اسی سال آنحضرت کا مرید صفدر شاہ قتل ہوا۔ چونکہ قاتل بھی آنحضرت کے مرید ہی تھے۔ اور دونو خوب لڑے اور زخمی ہوئے تھے اور قریب المرگ تھے۔ اِسواسطے آنحضرت نے کچھ نہ فرمایا البتہ صفدر شاہ کے لئے افسوس کیا اور اسکی بخشش کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ صفدر شاہ اپنی قوم میں مستثنیٰ تھا۔ اسے جنت

میں بھی بلند درجہ عطا ہوا ہے۔

ذکر در بیان

سال بست و دوم از قیومیت آنحضرت رضی اللہ عنہ و بیان واقع
کہ دریں سال بہ وقوع آمدہ و بیان جنگ عاملان بہ سرہند و فتح
یافتن عامل منصوب بر عامل معزول از توجہ آنحضرت رضی اللہ عنہ۔

آنجناب کے فدوی عثمان یار خان کے دل میں تمنا تھی۔ کہ کسی طرح سرہند کا حاکم ہو جائے۔ لیکن بعض مخالفوں کی وجہ سے اس کی پیش نہ جاتی تھی۔ یہ خواہش آنحضرت کی خدمت میں ظاہر کی۔ آنحضرت نے ازراہ عنایت خوشخبری دی۔ کہ عنقریب ہی تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ اسی اثناء میں ایک اور شخص نے ارکان سلطنت کو بہت سا روپیہ بطور رشوت دیکر سرہند کی حکمرانی اپنے نام کرالی۔ خان مذکور یہ حالت دیکھ کر کڑھا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں نہایت منت و سماجت کی۔ آنحضرت نے پھر متوجہ ہوکر فرمایا کہ خاطر جمع رکھو کہ جو فرمان اس کے واسطے لکھا گیا ہے وہ تمہیں ملے گا۔ واقعی ایسا ہی ہوا کہ آنجناب کی توجہ سے صبح وہ منشور جو دوسرے کے لئے لکھا گیا تھا۔ اس میں سے اس کا نام مٹا کر عثمان یار خان کا نام لکھ دیا۔ خان مذکور خوش و خورم ہو کر اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ بجالایا۔ آنحضرت نے اسے اپنے سر مبارک کا پٹکا مرحمت کر کے سرہند رخصت کیا حاکم معزول ازراہ کوتاہ اندیشی و غرور بارہ ہزار فوج لیکر لڑائی کے لئے تیار ہوا عثمان یار خان تین ہزار سوار لیکر توکل بر خدا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر بموجب آیہ کریمہ "کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ" اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسا اوقات تھوڑا لشکر زیادہ لشکر پر غالب آتا ہے، مخالفوں پر حملہ آور ہوا ؎

سپاہ از دو سو در خروش آمدند — دو دریائے آتش بجوش آمدند
بر آمد ز نقارہا طمطراق — بر آواز گردید آں نہ رواق
بہ غریدن نوبتہائے کلاں — بہ جنبش در آمد زمین و زماں

تفنگ بر تفنگ سر بہ سر سیر شد | تنِ دشمناں ہمچو کفگیر شد
قشا قاش پیکان جوشن شکن | زرہ کردہ بر جسمِ مرداں کفن
چکا چاک شمشیر در کارزار | بر آورد از مغزِ دشمن دمار

آخر کار صف شکن اور روئیں تن خان تہور ذاتی اور استعداد معنوی سے پولاد کو چبانے والے جوانوں سمیت لڑنے لگا۔ جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ قریب تھا کہ عثمان بلر خان کے لشکر فیروزی اثر کو نقصان عظیم پہنچے۔ کہ خان مذکور نے نہایت عاجزی سے آنحضرت کے باطن کی طرف توجہ کی۔ اور آنحضرت کا عمامہ دشمنوں کو دکھایا جس کے دکھاتے ہی دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ کے مخلص کو فتح ہوئی۔ خان مذکور نے معبود حقیقی کی بارگاہ پر جبین نیاز گھسی۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بطور شکرانہ بھیجے۔

اسی سال آنحضرت کے ہاں تیسرا فرزند پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت نے شیخ محمد رکھا۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اگر یہ فرزند زندہ رہا تو نہایت صاحب کمال ہوگا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد فوت ہوگیا آنجناب کو اس کی موت کا بڑا غم ہوا۔

ذکر در بیان

سال بست وسوم از قیومیت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ وبیان طلب کردن دعا ذکریا خان والئے لاہور برائے فتح قلعہ کوہ جموں از آنحضرت

اس سال ذکریا خان نے قلعہ جموں کی فتح کے لئے آنحضرت کی خدمت میں عرضی لکھی۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ ذکریا خاں لاہور کا حاکم تھا اور اس کا باپ حاکم ملتان تھا۔ دونوں نے متفق ہو کر ان مفسدوں کی بیخکنی کے لئے حملہ کیا۔ جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتے اور علاقہ لاہور کو تاخت و تاراج کیا کرتے تھے۔ وہ لٹیرے پہاڑ کی چوٹیوں کے قلعوں میں گھس گئے۔ یہ قلعے نہایت مضبوط اور بلند تھے۔ ان تک پہنچنے کی راہ بھی نہایت دشوار گذار تھی۔ سب سامان ٹھیک ٹھاک کر کے لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ ان قلعوں کی راہ اس قسم کی تھی کہ اگر اوپر سے پتھر بھی پھینکیں

توبھی کئی ہزار آدمیوں کو ہلاک کر سکتے تھے۔ اس واسطے کوئی امیر یا بادشاہ ان کے حال کا متعرض نہ ہوتا تھا۔ جب ان دونو باپ بیٹوں نے ان کی بیخ کنی کرنی چاہی۔ تو پہلے جناب قیومیت مآب کی خدمت میں عرضی بھیجکر دعائے فتح کی درخواست کی۔ آنحضرت نے توجہ کے بعد خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتح ہوگی۔ ذکریا خاں آنحضرت کی فیض اشارت بشارت کے بموجب اس طرف روانہ ہوا اور اپنے چند معتبروں کو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجا تاکہ ہر رات دعائے فتح کے لئے عرض کرتے رہیں۔ جب ذکریا خان دامن کوہ میں پہنچا۔ تو اس کا باپ بھی ملتان سے چل کر آملا۔ دونو باپ بیٹوں نے پہاڑ پر چڑھنا چاہا۔ جب تھوڑا سا رستہ طے کر چکے تو مخالفوں کو پتہ لگ گیا۔ انہوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا۔ لڑائی بڑی سخت ہوئی چونکہ انہیں پہاڑی لڑائی کی مہارت نہ تھی۔ اسواسطے ان کی فوج کا اکثر حصہ ضائع ہوا کئی ہزار آدمی مارے گئے۔ دونو نے کئی مرتبہ حملہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ان حملوں سے ان کی باقی فوج بھی کمزور ہوگئی۔ آنحضرت نے ان کی فوج کی طرف توجہ کی اور جو لوگ ذکریا خاں نے آنحضرت کی خدمت میں دعائے فتح کی یاد دہانی کے لئے چھوڑے تھے انہیں فرمایا۔ کہ فلاں فلاں شخص قتل ہوگیا اور فلاں فلاں زخمی ہے چونکہ اس لشکر میں آنحضرت کے بہت سے مرید تھے۔ اسواسطے ان کی طرف زیادہ متوجہ تھے۔ بعد ازآں فرمایا کہ بس سختی گذر گئی آیندہ نقصان نہیں ہوگا۔ اسی اثناء میں ذکریا خاں کی عرضی دربارۂ استمداد پہنچی۔ آنحضرت نے تسلی کر بھیجی کہ خاطر جمع رکھو عنقریب ہی فتح نصیب ہوگی۔ پھر حملہ کرو اس دفعہ قلعے والے گرفتار ہوجائیں گے۔ واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس دفعہ جب حملہ کیا تو سارے قلعے فتح ہوگئے اور بائیس راجے گرفتار ہوئے۔ ان کی اکثر فوج تہ تیغ ہوئی۔ ذکریا خاں انتظام کے لئے کچھ فوج وہاں چھوڑ خود لاہور آیا اور آنحضرت کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بھیجے۔ جب لشکری آدمی لڑائی کے بعد واپس آئے۔ تو انہوں نے جنگ کی وہی کیفیت بیان کی جو آنحضرت نے اس سے پہلے بیان فرمائی تھی

ذکر دربیان

سال بست وچہارم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ

عرضداشت کردن والیِ کاشغر بخدمت آنحضرت و بیان قضایا که دریں سال واقع شده اند

اس سال کاشغر کا ایک امیر حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ وہ اپنے مرید ہونے کا باعث یوں بیان کرتا ہے کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی بڑا اور روشن دریا ہے جس کی روشنی سے تمام جنگل منور ہو رہا ہے۔ اور ہزاروں آدمی اس دریا سے پانی پیتے اور نہاتے ہیں۔ پانی پینے اور نہانے سے انکے چہرے روشن اور خوش شکل و خوبصورت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا حسن آفتاب کی طرح چمکتا ہے۔ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ یہ دریا قطب جہاں اور قیوم زماں کا باطن ہے اے بندگانِ خدا! آؤ۔ قطب وقت کے باطنی دریا سے سیراب ہو لو۔ اللہ تعالےٰ تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور اپنے مقربوں میں داخل کر لیگا۔ اسی اثناء میں ایک عزیز کو تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دریا اس کے تخت تلے سے جوش مار کر نکل رہا ہے میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ اور شاہجہاں آباد میں رہتے ہیں۔ جب میں جاگا۔ تو ہند کے سفر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اپنے بادشاہ سے رخصت مانگی۔ بادشاہ مجھ پر نہایت مہربان تھا اور سلطنت کے اکثر کام میرے متعلق تھے۔ مجھے اجازت نہ دی۔ میں نے اپنا خواب سر بسر بیان کیا۔ وہ بھی سنکر متعجب سا رہ گیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تو نے ایسا خواب دیکھا ہے تو جا اور میرے لئے بھی دعا کے واسطے التماس کرنا۔ اسی رات بادشاہ نے بھی خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بآواز بلند کہتا ہے کہ شیخ محمد زبیر اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ جو شخص ان کا مرید ہو گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دیگا۔ اور دین و دنیا میں اسے معزز کریگا۔ دوسرے دن بادشاہ نے مجھے بلا کر اپنا خواب بیان کیا پھر اپنے حالات کی ایک عرضی معہ تحف و ہدایا حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ارسال کی۔ اور مجھے رخصت کیا۔ میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوا اور اپنے بادشاہ کے تحفے اور ہدیئے نذر کئے۔ آنحضرت نے والئے کاشغر کے حق میں دعائے خیر کی اور تحائف و ہدایا کو قبول فرمایا۔

اسی سال حاجی امان بدخشی جو عزیز زمانہ تھے حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت

میں مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مولف رح) سے یہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب میں خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ جو مجھے فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ اس وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ تم جاکران کے مرید ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا کس شہر میں رہتے ہیں۔ فرمایا۔ شاہجہان آباد میں۔ میں آنجناب کے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوا۔

اسی سال وزیر ہند کی بیوی ولائتی بیگم جو صالح زمانہ تھی حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی مریدہ بنی وہ اپنے مرید ہونے کا سبب یہ بیان کرتی ہے۔ کہ ایک رات میں نے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ شیخ محمد زبیر جو قطب الاقطاب اور میرا نائب کامل ہے اس کی خدمت میں جاکر مرید ہو۔ دوسرے دن میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئی۔

اسی سال ایک شخص کابل سے ہند میں آیا۔ جو اپنی سرگذشت یوں بیان کرتا ہے۔ جب دریائے چناب کے قریب پہنچا تو ایک جنگل میں مجھے رات ہو گئی۔ ایک درخت تلے بیٹھ گیا۔ جب رات کا کچھ حصہ گذر گیا۔ تو بہت سے نورانی چہرے والے آدمی ظاہر ہوئے۔ میں نے پوچھا کون ہیں۔ ایک نے کہا یہ چشت کے رئیس ہیں لیکن وہ سبھی کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک نورانی شکل عزیز گھوڑے پر سوار نمودار ہوا جس کے نور سے تمام زمین و آسمان روشن ہو رہے تھے۔ تمام بزرگان چشت اس کا ادب بجالائے۔ اور پیادہ پا اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ میں نے ایک سے پوچھا کہ یہ عزیز کون ہے۔ اس نے کہا یہ عزیز شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ قطب وقت ہیں اور شاہجہان آباد کے محلہ مغل پورہ میں رہتے ہیں۔ یہ معاملہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ جب شاہجہان آباد پہنچا اور حضرت خلیفۃ اللہ کی زیارت کی۔ تو جو صورت میں نے جنگل میں دیکھی تھی بعینہ ویسی صورت تھی۔

اسی سال ایک روز حضرت سلطان الاولیاء جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے جب شہر سے باہر آئے تو بیری کے چند درخت دیکھ کر ان کے تلے بیٹھ گئے اور مراقبہ کرنے لگے۔ دیر تک مراقبہ میں رہکر لوگوں کو فرمایا کہ میں نے اس درخت سدرہ پر

نور الٰہی دیکھا تھا اسواسطے اس کے تلے بیٹھ گیا۔ اس وقت باخیر و برکت نزول واقع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت بدرجہ غایت مجھ پر ہوئی۔ اور مجھے الہام ہوا کہ تجھے مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اولیائے اُمت سے افضل بنایا ہے۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ تمام رات اسی درخت تلے انوار و برکات الٰہی میں مستغرق رہے۔ اتفاق سے اسی رات آنحضرت کے ایک رفیق کی گائے گم ہوگئی۔ اس نے آنحضرت سے التجا کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ تیری گائے کہیں نہیں جائے گی۔ تلاش کر۔ یہیں ہوگی۔ بہتیری تلاش کی مشعلیں لیکر تمام جنگل ڈھونڈ مارا لیکن گائے نہ ملی۔ جب صبح ہوئی۔ تو پھر گائے کا مالک آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے پھر فرمایا کہ گائے تمہاری کہیں نہیں گئی۔ یہ دیکھو فلاں درخت تلے کھڑی ہے۔ جاؤ جاکر لے آؤ۔ جب گیا تو اسی درخت تلے کھڑی تھی۔ سب کو یقین ہوگیا۔ کہ گائے آنحضرت کے تصرف سے واپس آئی۔ کیونکہ ساری رات ہم جنگل میں تلاش کرتے رہے ہیں۔ کہیں پتہ نہ تھا۔ بعد ازاں آنحضرت اس بیری تلے سے اُٹھ کر بادشاہ کی والدہ کے باغ تک تشریف لائے۔ آنحضرت کی یہ عادت تھی۔ کہ جہاں کہیں تشریف لیجاتے سارا دن وہاں رہتے۔ آدھی رات کو گھر تشریف فرما ہوتے۔

اسی سال مولوی عبدالحکیم قصوری نے جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے اور آنحضرت کے مخلص و معتقد تھے۔ آنحضرت کی دعوت کی۔ سارا دن وہاں گذار کر آدھی رات کے وقت وہاں سے اُٹھے۔ میرے (مؤلف رح) بڑے بھائی شیخ محمد محسن فرماتے ہیں۔ کہ میں اس رات آنجناب کے ساتھ تھا۔ آنحضرت کی سواری کے سامنے سے بہت سے لوگ شور و واویلا مچاتے آرہے تھے۔ جب قریب آئے تو معلوم ہوا کہ فیلبان ہیں۔ اور ان کے پیچھے ایک مست ہاتھی چلا آرہا ہے۔ بادشاہ نے اس ہاتھی کو منگایا تھا۔ مستی کے سبب وہ دن کے وقت نہیں آسکتا تھا اسواسطے رات کو لارہے تھے۔ بلکہ رات کو بھی چند ایک آدمی جو مکانوں پر سوتے تھے اس نے پکڑ کر ہلاک کردیئے ہیں۔ مہاوتوں نے گذارش کی کہ اگر آنحضرت کی سواری ایک گھڑی کے لئے ایک طرف کو ہو جائے۔ اور کسی کوچے میں کھڑی ہو جائے تو بہتر ہے

تاکہ ہاتھی گذر جائے۔ لیکن آنحضرت نے منظور نہ فرمایا۔ دوسرے آدمیوں نے بہتیرا عرض کیا لیکن بے سود۔ جب چند قدم آگے بڑھے تو ہاتھی کے پاؤں کی زنجیروں کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اب تو ہاتھی دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اس پر مہاوت نہیں۔ لوگ ڈر گئے اور ہاتھی آنحضرت کی سواری کے مقابل آکھڑا ہوا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ ٹھیر و مت۔ لوگوں نے عرض کیا رستہ بہت تنگ ہے۔ ایک آدمی سے زیادہ نہیں گذر سکتا۔ پہلے بذات خود اپنا گھوڑا ہاتھی کے سامنے سے گذارا۔ پھر پیدل سوار ہاتھی کے پاس سے ہو کر گذر گئے بلکہ بعض اس کے پیٹ تلے سے ہو کر گذرے ہاتھی پتھر کی مورت کی طرح کھڑا رہا۔ لوگ اس کے پاؤں اور سونڈ پر ہاتھ مارتے تھے لیکن وہ ہلتا بھی نہ تھا۔ جب آنحضرت کی سواری کے سارے آدمی گذر چکے تو پھر وہ ہاتھی روانہ ہوا۔ پھر اپنی شرارت کرنے لگا۔ جو آدمی دوکانوں پر سوئے ہوئے تھے انکو گھسیٹ کر پاؤں میں روندتا جاتا تھا۔ لیکن آنحضرت کے حضور میں اس کی ساری مستی زائل ہو گئی تھی۔ اور لومڑی کی طرح عاجز ہو گیا تھا۔

ذکر در بیان

سال بست و پنجم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ۔ عرضداشت فرستادن شاہ چترال بجناب قیومیت و در بیان واقعات دیگر کہ درین سال واقع شدہ اند

اس سال شاہ چترال نے ایک عرضی مشتمل بر عجز و نیاز اور ارادت اور طلب خلیفہ آنحضرت کی خدمت میں بھیجی اس کی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ شاہ چترال نے حضرت قیوم رابع کی قیومیت اور قطبیت کے اوصاف بکثرت سُنے تھے۔ اس لئے آنحضرت کا نہایت معتقد اور مخلص تھا۔ جو شخص ہند سے آتا اسی سے آنحضرت کے حالات پوچھتا۔ اور اس کی خاطر تواضع کرتا۔ ایک رات شاہ چترال نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ میں سُرخ یاقوت کا ایک نہایت عالیشان محل بنا ہوا ہے جس کے گرداگرد دو ہزار ہا اولیاء دست بستہ کھڑے ہیں۔ اس محل کے اوپر ایک مرد خدا بیٹھا ہے اور ایک شخص باواز بلند کہتا ہے۔ کہ یہ عزیز جو محل پر ہے شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ

قطب جہاں وقیوم زماں ہے۔ جو شخص اس کا مرید ہو گا۔ دین و دنیا میں اسکی بہتری ہو گی۔ اور جو اس کی قطبیت و قیومیت کا انکار کریگا۔ وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو گا اے بندگانِ خدا! اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کے مرید ہو جاؤ۔ تاکہ حق تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اپنے نیک بندوں میں شامل کرلے۔ اسی اثناء میں چاروں طرف سے آواز آئی۔ کہ ہم اس شخص کی قطبیت و قیومیت کو تسلیم کرتے ہیں اور اس کے حلقہ بگوش غلام ہیں۔ شاہ چترال یہ خواب دیکھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کا بہت ہی معتقد اور مخلص ہو گیا۔ اور اس مضمون کی ایک عرضی آنحضرت کی خدمت میں بھیجی کہ ہم مدت سے آنجناب کے دیدار فائض الانوار کے آرزو مند ہیں لیکن بعض موانعات کی وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہو سکتے۔ امید ہے کہ جناب اپنے مریدوں میں داخل فرمائیں گے اور اپنے ایک خلیفہ کو اس ملک میں بھیجیں گے۔ تاکہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دریائے ضلالت سے نجات پا کر ساحل ہدایت پر پہنچیں۔ اس مضمون کی عرضی معہ تحف وہدایا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی آنحضرت کی خدمت میں پہنچی تو آنحضرت نے تحائف وہدایا قبول فرما کر اس کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور خلیفہ لعل کو چترال بھیجا۔ شاہ چترال نے معہ اُمرا و فوج اس کا استقبال کیا اور اس کا مرید ہوا۔

اسی سال صوفی نور محمد سفید پوش آنحضرت کی خدمت میں مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا باعث مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا کہ ایک رات میں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ کہ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے ہیں۔ اور اس خطبہ میں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان فرماتے ہیں۔ اور لوگوں کو آنحضرت کی ارادت کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ اے بندگانِ خدا! اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عظمےٰ عنایت فرمائی ہے کہ تمہارے درمیان شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو جو پروردگار کا نائب اتم اور محبوب کردگار کا خلیفہ اعظم ہے مبعوث کیا ہے۔ وہ مجدد و الف ثانی۔ عروۃ الوثقیٰ اور حجۃ اللہ رضی اللہ عنہما کی طرح اس امت کے تمام اولیاء سے افضل ہے۔ دوڑو اس کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید بن جاؤ جس قدر ہو سکے اس سے کمالات الٰہی حاصل کرو۔ کیونکہ بعد میں پچھتاؤ گے۔ اس وقت کا

پرچھتانا مفید نہیں ہوگا۔ یہ خواب دیکھکر میں آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر مرید ہوا جو کچھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ واقعی اسی طرح حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کو پایا۔

اسی سال حاجی سعادت اللہ جو صالح وقت تھا حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں مرید ہوا۔ اس نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مؤلف رح) سے یہ بیان کیا۔ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مقام پر تمام اولیائے امت جمع ہیں ان میں چار تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور تمام اولیا ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں۔ اور ایک شخص بلند آواز سے کہتا ہے۔ کہ جس طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چار اصحاب خلفاء تھے۔ اسی طرح ان کے علاوہ چار قیوم تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔ میں نے پوچھا وہ چاروں قیوم کون سے ہیں لوگوں نے کہا کہ پہلے تخت پر حضرت قیوم اول۔ دوسرے پر عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی۔ تیسرے پر حجۃ اللہ قیوم ثالث اور چوتھے پر قیوم رابع شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ذکر در بیان

سال بست و ششم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ
و بیان تشریف آوردن حضرات مشائخ احمدیہ سرہندیہ برائے دعوائے
حق اللہ و قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال ایک شخص متصدی پیشہ سرہند میں تھا بلکہ زمانہ بھر کا احد سمجھو تمام شہر اور مضافات پر غالب تھا۔ بسبب شقاوت ازلی اس کی زبان سے بے اختیار جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نامناسب کلمات نکلے۔ جب یہ خبر حضرات مشائخ احمدیہ نے سنی۔ تو مارے حمیت اسلامی کے جوش میں آئے۔ اور اسے وہیں اسکی سزا دینی چاہی لیکن پھر سلطنت کی بدنامی سے ڈر گئے کہ کہیں کوئی شخص خلاف واقعہ بادشاہ سے نہ کہدے۔ آخر اکٹھے ہوکر مشورہ کیا جس میں قرار پایا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شاہجہان آباد میں بادشاہ کے روبرو کرنا چاہیئے۔ تمام بڑے بڑے مشائخ احمدیہ شاہجہان آباد تشریف لائے۔ پہلے آنحضرت کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے اور یہ تذکرہ چھیڑا۔ اور التماس

گیا کہ آنحضرت بھی اس مجلس میں رونق افروز ہوں۔ گو آنحضرت ایسی مجلسوں میں تشریف نہیں لیجایا کرتے تھے۔ لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا دریغ نہیں کرونگا لیکن مجلس میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ جب بادشاہ اور وزیر نے سُنا کہ حضرات سرہند تشریف لا رہے ہیں۔ تو اپنے بڑے بڑے امرا کو اُنکے استقبال کے لئے بھیجا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم سے شہر میں لاکر اتارا۔ ان میں سے اکثر شیخ محمد پارسا کے ہاں اُترے۔ نیز شیخ صاحب سوائے حضرت قیوم رابعہ کے تمام حضرات سرہند کے ویسے بھی سردار تھے۔ اور تمام ارکان سلطنت معہ بادشاہ آنجناب کے معتقد تھے۔ اور باقی کے غازی الدین خان کے مدرسہ میں اُترے۔ بعد ازاں خود وزیر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کی خاطر خواہ اور شرع کے موافق اس مقدمے کا فیصلہ کیا۔ بعد ازاں سرہند کے تمام کارکنوں کو معطل و معزول کیا اور حاکم کو بدل دیا اور نئے کارکن اور نیا حاکم مقرر کیا۔ بادشاہ نے حضرات سرہند کو تحف و ہدایا دیکر نہایت تعظیم سے رخصت کیا۔ بعض مشائخ احمدیہ نے جو حضرت سلطان الاولیاء کی قیومیت کے قائل نہ تھے۔ اور اپنی خود نمائی چاہتے تھے۔ اپنے آپ کو شاہجہان آباد میں اس طریقہ علیہ کا سردار ظاہر کرنا چاہا اور اس بارے میں بہتیری کوششیں کیں لیکن سوائے ذلت و رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ حالانکہ شاہجہان آباد کے کئی رئیس ان کے مرید تھے اور وہ خود بھی اس بات کے خواہاں تھے لیکن پھر بھی کچھ فائدہ نہ ہوا جب دیکھا کہ یہ کوشش رائیگاں گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت کے قائل ہوئے کیونکہ آنحضرت کا ارشاد دن بدن ترقی پر تھا۔ اور آنحضرت کی قیومیت آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ اسلئے مجبوراً آنحضرت کے مرید ہوئے اور مشائخ نے بھی اس خیال محال سے توبہ و استغفار کی ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد | ہر آنکس تف کند ریشش بسوزد

ذکر در بیان

سال بست و ہفتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ و کشتہ شدن کنش فروش کہ از مریدان آنحضرت بود و بیان

واقعات و حادثات دیگر کہ دریں سال واقع شدہ اند

اس سال آنحضرت کا ایک مرید جو جوتیاں بیچا کرتا تھا ایک کافر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ موسم بہار میں ہندوستان کے کافر عیش و عشرت کرتے اور دف طنبور اور چنگ و رباب بجاتے ہیں زعفران اور زرد رنگ ایک دوسرے پر پھینکتے ہیں۔ اور خوب رنگ رلیاں مناتے ہیں۔ جسے ان کی اصطلاح میں ہولی کہتے ہیں۔ اور مارے خوشی کے دیوانے ہوتے ہیں۔ ہولی کے دنوں میں ایک رات ایک جوہری جو بادشاہ کا مقرب تھا اور تمام ارکان سلطنت کو اس سے واسطہ پڑتا تھا بازار میں بہت سے لوگوں سمیت بانسری بجا رہا تھا۔ اور وہ آپس میں ایکدوسرے پر سرخ اور زرد رنگ چھڑک رہے تھے۔ اس طرح گاتے بجاتے اور رنگ رلیاں مناتے گذرے۔ اتفاق سے زعفران کے چند قطرے اس کفش فروش مرد کے کپڑے پر پڑے۔ اس نے ناراض ہوکر کہا عقل کے اندھو یہ تم نے کیا کیا۔ وہ ملعون بسبب غرور و تکبر اس سے لپٹ گئے۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ اتنے میں ایک ملعون نے پیچھے سے آکر اس پر تلوار کا وار کیا جس سے وہ صالح مرد شہید ہو گیا۔ اس واقعہ سے بازار میں شور مچ گیا۔ اور وہ بدبخت جوہری بھاگ گیا۔ اس واقعہ سے اس ملعون کی غفلت کی آنکھ کھلی۔ تو حواس باختہ ہوکر گلی کوچوں میں پھرنے لگا۔ حتیٰ کہ ایک رکن سلطنت روشن الدولہ کے گھر جا چھپا اور ساری حقیقت اسے بتا دی چونکہ روشن الدولہ اس کافر کا مخلص تھا۔ اسواسطے اسے بہت دلاسا دیکر چھپا لیا۔ اس مقتول کے خویش و اقارب اور تمام مسلمان اس ملعون کی گرفتاری کے درپے تھے۔ انہوں نے بہتیری تلاش کی لیکن ہاتھ نہ آیا۔ اس واسطے لوگ حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ مدعا علیہ کو حاضر کرکے شریعت کے موافق مستحق کو حق دلایا جائے۔ روشن الدولہ کو بھی اطلاع کر دی کہ وہ کافر جہاں ہو اسے حاضر کرو۔ کیونکہ تمہاری خیریت اسی میں ہے لیکن روشن الدولہ نے اسے کسی اور جگہ چھپا کر کہدیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں۔ مسلمانوں نے اس کی تلاش کرنے میں بدرجہ غائت کوشش کی لیکن نہ ملا۔ آخر مجبور ہوکر پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توجہ باطنی کے طالب ہوئے۔ آنحضرت یہ سنکر سخت ناراض

ہوئے اور بادشاہ اور وزیر کو کہلا بھیجا۔ کہ اس ملعون کو حاضر کر کے موافق شریعت فیصلہ کرو لیکن وہ آنحضرت کے حکم کو ٹالتے رہے۔ آنحضرت حد سے زیادہ ناراض ہوئے اور تمام علما اور مشائخ کو کہلا بھیجا کہ اگر اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو۔ تو جمعہ کے روز شاہی جامع مسجد میں خطبہ نہ پڑھنے دینا۔ تمام مسلمان اس مصلحت پر راضی ہوئے بعد ازاں حضرت سلطان الاولیا نے بارگاہ الٰہی میں دین اسلام کی تقویت اور کفر کی ذلت کے لئے توجہ کی۔ دیر تک مراقبہ کیا۔ بعد ازاں لوگوں کو خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام غالب آئے گا۔ اور وہ ملعون بے عزت ہوگا تمام علما مشائخ اور باقی مسلمان جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ بادشاہ ان کے اس شور سے واقف تھا۔ اس لئے خود جمعہ کے لئے نہ گیا۔ صرف قاضی کو بھیجا کہ جا کر خطبہ پڑھ دینا۔ جب قاضی نے خطبہ پڑھنا چاہا تو لوگوں نے اُٹھکر قاضی کی خوب گت بنائی حتیٰ کہ قریب المرگ کر دیا وہ بیچارہ وہاں سے بہ ہزار دقت باہر نکلا۔ جب عام بلوے کی خبر بادشاہ نے سنی۔ تو اس کے فرو کرنے کے لئے روشن الدولہ کو بھیجا۔ جب لوگوں نے اسے دیکھا۔ تو بے اختیار اس کی طرف جوتیاں برسائیں۔ اور مارے جوتوں کے ذلیل کر دیا۔ روشن الدولہ کے آدمی ان لوگوں سے لڑنے لگے جنہوں نے روشن الدولہ پر جوتیاں برسائی تھیں۔ وہ بھی مستقل مزاج ہو کر ان سے لڑنے لگے۔ اسی اثناء میں اعتماد الدولہ وزیر مسلمانوں کی مدد کے لئے مسجد میں آیا تمام امیر اور باقی مسلمان جو آنحضرت کے مرید تھے مسجد میں آئے۔ اور ہاتھی گھوڑے اونٹ وغیرہ مسجد میں اکٹھے ہو گئے۔ دونو طرف کی سپاہ پہاڑ کی طرح ٹوٹ گئی۔ اور سیاہ بادل کی طرح گرجنے لگی اور تیر تفنگ اور گولے برسنے لگے ہر در و دیوار سے خون برسنے لگا۔ خنجر اور تلوار بجلی کی طرح لوگوں پر پڑتی تھی۔ مسجد کا صحن مردوں کا قتل گاہ یا انسانی مذبح بنا ہوا تھا۔ یا اسے شفق خورشید کہہ سکتے ہیں۔ نہیں نہیں دریائے خون تھا جس میں آفتاب کا عکس بمنزلہ کشتی تھا۔ اور مقتولوں کے سر بمنزلہ حباب تھے۔ اور ان کے بدن نہنگوں اور مچھلیوں کی طرح اس میں تیرتے پھرتے تھے۔ غازی لوگ بزور شمشیر و سپر دشمن کی زندگی کی کشتی غرق کر رہے تھے۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت قیوم رابع رضی اللہ عنہ کی توجہ سے مغل لوگ غالب آئے۔ اور

وہ سیاہ بخت روشن الدولہ اسم بے مسمیٰ جان بچا ننگا روتا اور گرھتا ہوا مسجد سے نیچے گرا۔ اور بھاگ گیا۔ فتح ونصرت کی نسیم وزیر ہند کے پھر یرے پر چلنے لگی۔ روشن الدولہ کے بہت سے آدمی کام آئے۔ جو امیر اس کے ساتھ تھے بہت ذلیل ہوئے اور بری طرح دُم دبا کر بھاگے۔ بازاری آدمیوں نے ان کا لباس اتار لیا۔ بعض تو مادر زاد ننگے ہو گئے۔ چند روز بعد بادشاہ نے اس جوہری کو حضرت سلطان الاولیاء کی خدمت میں بھیجا۔ کہ جس طرح مزاج مبارک میں آئے کریں۔ کیونکہ آنجناب کی رضامندی سلطنت کے استقلال کا باعث ہے۔ اعتماد الدولہ وزیر اور روشن الدولہ دونو اس جوہری کو لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے شرع کے مطابق اس مرد کے قاتل کو قتل کرایا۔ اور جوہری کا مال مقتول کے وارثوں کو دلایا اور اس کے گھر کو گرا کر مسجد بنوائی اور وہیں اس مقتول کی قبر بنائی لیکن جوہری کی جان بخشی کی۔

ذکر در بیان

سال بست وہشتم از قیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نمامت کردن بعضے حاسداں از حضرت سلطان الاولیاء بر سلطان ہندو مآل کار ایشاں و بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند

جب اس قبلہ ولایت کی ہدایت کا نقارہ جہان اور اہل جہان تک پہنچا۔ اور حضرت قطب الاقطاب خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی قیومیت وارشاد کے انوار نے آفتاب عالمتاب کی شعاعوں کی طرح جہان کو روشن کیا۔ اور آنحضرت کی قطبیت وقیومیت کی تعریف وتوصیف تمام چھوٹے بڑے اور وضیع وشریف نے سنی۔ اور آنجناب قیومیت مآب ساتوں ولایتوں کے بادشاہوں اور ربع مسکون کے سلطانوں عظیم الشان امراء اور جمہور انام کے مرجع ومدار ہو گئے اور اطراف جوانب سے ٹڈی دل کی طرح لوگ امڈے چلے آتے تھے۔ اور آنجناب کے آستان عرش نشان پر جو انوار تجلیات الٰہی اور رحمت نامتناہی کا مورد تھا۔ سعادت قدمبوسی حاصل کرنے کے لئے ہمہ تن چشم بن کر منتظر تھے۔ جنہیں کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا

اور اس مرشد کامل کے خلفائے راشدین جہان کے ہر ایک ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ ہر جگہ ہر شخص استغنا کے چار بالش پر مربع بیٹھ کر اذکار حق کا غلغلہ اور اوراد کا طنطنہ بند کئے ہوئے تھا۔ دین متین کا ہنگامہ گرم تھا۔ چنانچہ تمام جہان کے بادشاہ آنحضرت کے مرید تھے۔ اور قریباً دو سو آدمی صاحب حال ہر روز آنجناب سے توجہ باطنی جس سے مراد کمالات الٰہی کا القا ہے حاصل کرتے تھے۔ اور پھر ان آدمیوں کی باری ہفتہ کے بعد آیا کرتی یعنی ایک ہزار سے زیادہ آدمی آنحضرت کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ جو لوگ نئے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوتے اور تقلیدی لباس اتار خلعت تحقیق سے سرفراز ہوتے خارج از تحریر و بیان ہیں۔ کہاں تک لکھوں۔ تمام اُمرا۔ خان اور خاقانِ ہند آنجناب کے مرید تھے۔ چونکہ آنحضرت کی ذات بابرکات کے طفیل چاروں طرف شریعت۔ طریقت اور حقیقت کا بازار گرم تھا اور معرفت کو تازہ رونق حاصل تھی۔ اسلیئے مخالفانِ دین اور منافقان براہ یقین حسد اور حسرت کی آگ میں حرمل کے دانے کی طرح بھنے جاتے تھے لیکن سوائے حسرت کے اور کچھ کر نہ سکتے تھے۔ اسی اثناء میں آنحضرت کا ایک مرید نواح پنجاب میں ایک آدمی کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ وارثوں نے آنحضرت سے عرض کیا۔ آنحضرت نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا فیصلہ شرع کے مطابق ہونا چاہیئے لیکن اس کے مخالفوں نے جو بادشاہ کے مقرب تھے اس مقدمہ کو التوا میں ڈال دیا۔ پھر آنجناب نے تاکیداً وزیر کو کہلا بھیجا کہ اس مقدمے کا جلدی فیصلہ کرو۔ وزیر نے مقتول کے وارثوں کو اپنے پاس بلا کر ان کی مرضی کے مطابق مقدمے کا فیصلہ کیا۔

اسی اثناء میں ایک روز مولوی عبد الحکیم جو اپنے وقت کے مشہور عالم تھے حسب ذیل مضمون کا ایک محضر لکھ کر آنحضرت کی خدمت میں لائے "کہ بادشاہ دین اسلام کے کاموں میں سستی اور سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ اور کفار سے جزیہ نہیں لیتا۔ ضروری ہے کہ احکام شرعی میں کوشش کرے اور کفار سے جزیہ لے اور جس طرح پہلے بادشاہ کرتے آئے ہیں اسی طرح یہ بھی کرے"۔ اور عرض کیا۔ کہ اول آنجناب اس پر مہر لگائیں حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بارے میں استخارہ کرتا ہوں پھر مہر لگاؤنگا۔ کل پر رہنے دو۔ دیکھوں استخارے

میں کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مولوی صاحب نے اس بات کو منظور کیا۔ دوسرے دن
جب مولوی صاحب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت نے زبان
الہام ترجمان سے فرمایا کہ بہتر یہ ہے۔ کہ اس بات سے درگذر کرو کیونکہ یہ سرانجام
ہوتی نظر نہیں آتی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اگر آنجناب مہر لگا دیں۔ تو یہ کام
ضرور بالضرور سرانجام ہوگا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میرے مہر سے احکام شرعی کو
رواج ہوتا ہے۔ تو لو یہ رہی مہر۔ لے لو۔ مولوی صاحب نے اس مہر سے محضر کو زینت
بخشی۔ جب یہ خبر جراحت اثر عبد الغفور خان کے گوش بدخروش میں پہنچی۔ جو کہ بہتان
طرازی افترا پردازی اور سحر سازی میں سامری کا منہ بولا بھائی تھا۔ تو دوسرے بدبخت
مخالفوں مثلاً جان محمد کی دختر بد اختر خیر النساء جو اپنے آپ کو بادشاہ کی دودھ بہن کہتی
تھی اور لائق سقر وانار خواجہ سرائے خدمتگار برگشتہ روزگار مونس ناساز روشن الدولہ
طرہ باز خاں سے اس بات کو چھیڑا۔ یہ بدنہاد اسواسطے جناب قیومیت مآب کے حاسد
تھے کہ ایک تو ان کے خود باطنی ہی خبیث تھے۔ دوسرے یہ کہ عبد الغفور فقیری حیثیت
کا دشمن تھا۔ جس نے اپنے آپ کو درویش نما شیطان بنا رکھا تھا۔ خیر النساء کا باپ
بھی اسی قسم کا فقیر تھا۔ روشن الدولہ ہر مہینے ایک مجلس کر کے تمام مشائخ کی ضیافت
کیا کرتا تھا۔ کئی مرتبہ آنحضرت سے بھی التجا کی۔ کہ تشریف فرما ہوں۔ لیکن آنجناب نے
ہرگز نہ مانا۔ بہتیری منت وسماجت بھی کی لیکن بے فائدہ۔ اسواسطے ان سب نے جمع
ہو کر ایک محض جھوٹا محضر لکھا انہیں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرم نہ آئی
اپنے دین وایمان کو برباد کیا اور وہ محضر بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ
محضر شیخ محمد زبیر نے لکھا ہے۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ "بادشاہ دین محمدی پر قائم
نہیں اس میں سلطنت کی لیاقت نہیں۔ مجھے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے۔ کہ تم خود خلافت کے ضامن بنو۔ اور تاج شاہی سر پر رکھو۔ تاکہ دین
قدیم رونق پائے" ساتھ ہی زبانی بھی کہا۔ کہ شیخ صاحب کے دل میں سلطنت کی
خواہش ہے۔ اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ قریب ہے کہ کوئی فتنہ برپا ہو
جس کا علاج بعد میں محال ہوگا۔ اس حادثہ کے وقوع ہونے سے پہلے ہی اس کا
تدارک کرنا چاہیے۔ لیکن بادشاہ نے ان کی یاوہ گوئی کا اعتبار نہ کیا۔ اور نہ انکی

بات کا چنداں خیال کیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ اکثر اوقات جناب قیومیت مآب کے دیدار فائض الانوار کی آرزو کیا کرتا تھا۔ اور آنحضرت قبول نہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھا گیا ہے۔ اس وقت حاسدوں نے موقع پاکر بادشاہ کو کہا کہ دیکھو شیخ صاحب کس قدر متکبر ہیں۔ کہ بادشاہ وقت کا کہا نہیں مانتے۔ یہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ سلطنت کی خواہش رکھتے ہیں۔ بادشاہ کو ان کے کہنے سے کچھ وہم سا پیدا ہو گیا۔ اور اپنی والدہ سے جو نہایت عقیلہ و فہیمہ تھی بیان کیا۔ اس نے کہا۔ بیٹا! تمہارے بادشاہ ہونے سے پانچ سال پیشتر آنحضرت نے تمہارے بادشاہ ہونیکی خوشخبری دی تھی۔ اور جب قطب الملک نے تم پر چڑھائی کی تھی۔ اس وقت آنجناب نے تمہیں اپنی دعا کی پناہ میں لیا تھا۔ اب بھی تمہاری سلطنت کے حامی ہیں۔ یہ کسی نے محض بناوٹی بات کہی ہے۔ خبردار کسی قسم کا خیال نہ لانا۔ ورنہ نہ تم رہو گے اور نہ تمہاری سلطنت۔ ماں کے کہنے سے بادشاہ نے جو کدورت اس کے دل میں تھی دور کر دی۔ پھر وزیر کو بلا کر اس سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ وزیر سنکر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ آنحضرت تمہاری سلطنت کے ممد و معاون ہیں۔ اور تمہاری بادشاہی کو استقلال بھی آنجناب کے طفیل سے ہے۔ یہ بات کسی نے تم سے بہت ہی بری کہی ہے۔ اور وہ تیرا دشمن ہے۔ اگر تمہارے دل میں یہ خیال جم گیا۔ تو تمہاری سلطنت کے زوال کا موجب ہوگا۔ کیونکہ وہ اس وقت قطب الاقطاب اور قیوم روزگار ہیں اور جہان کے تمام بادشاہ آنحضرت کے نائب ہیں۔ پس جس وقت نائب منیب کے حق میں فاسد خیال کرتا ہے۔ تو اس کی نیابت کو ضرور زوال آتا ہے۔ بادشاہ کو وزیر کے کہنے سے کامل یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ میں نے سنا ہے محض جھوٹ ہے جب حاسدوں کو معلوم ہوا کہ بادشاہ کا ارادہ نہیں کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ سے برسر پرخاش ہو۔ تو پھر وہ جھوٹا محضر بادشاہ کو دکھلایا اور کہا کہ اس بارے میں جان بوجھ کر غفلت کرنا سوائے خسارت اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جہاں تک ہو سکے جلدی اس کا تدارک کرو۔ بادشاہ نے ان سے منہ پھیر لیا انہیں دنوں ایک روز بادشاہ باغ کی سیر کے لئے گیا۔ اس باغ میں پتھر کا تراشا ہوا ایک تخت بادشاہ کے لئے بنا ہوا تھا۔ اتفاقاً اس تخت کا ایک پایہ ٹوٹ گیا

بادشاہ نے خیر النسا اور خواجہ سرا سے اس کی وجہ پوچھی خیر النسا نے کہا حضرت شیخ محمد زبیر نے اس تخت پر بیٹھ کر شراب پی اور بدمستی کر کے تخت کے پائے کو توڑ ڈالا۔ بادشاہ نے یہ واہیات بات سن کر منہ پھیر لیا۔ جب بادشاہ باغ سے نکلا۔ تو عبدالغفور خاں نے ارکان سلطنت کو بلا کر بتایا کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام شاہی فوج لیکر حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خانقاہ پر بلہ بولو اور انہیں بمعہ خلفا قتل کر دو۔ جب یہ خبر عام لوگوں نے سنی۔ تو شور مچ گیا۔ آناً فاناً حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے تمام مرید اور فدائی ہزاروں کی تعداد میں پروانہ کی طرح خانقاہ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور آنحضرت سے عرض کیا کہ اگر لوہے کا پہاڑ بھی ہو تو بھی ہم اکھیڑ ڈالیں گے۔ اور اس نالائق بادشاہ کو گرا کر چھوڑیں گے۔ آنحضرت نے ان سب کو دلاسا دیا۔ اور فرمایا کہ بادشاہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ خاطر جمع رکھو۔ بیٹھ جاؤ۔ لیکن احتیاطاً بہت سے مغل خانقاہ کے گرد دن رات موجود رہتے۔ اسی اثنا میں مخالفوں نے موقع پاکر بادشاہ کو کہا کہ جو ہم خیال کرتے تھے اس کا ظہور ہو گیا ہے۔ تمام ہند کا لشکر شیخ محمد زبیر کے ساتھ ہے اور بادشاہ سے لڑنے مرنے پر تلا ہوا ہے۔ عنقریب ہی فتنہ عظیم برپا ہونے والا ہے۔ جس کا فرو کرنا ناممکن ہوگا۔ بادشاہ یہ وحشت اثر خبر سنکر ڈرا۔ اور اعتماد الدولہ وزیر کو بلا کر یہ ماجرا اس سے بیان کیا۔ عبدالغفور نے کہا۔ اب کام ہاتھ سے نکل گیا ہے جو کر سکتے ہو جلدی کرو۔ وزیر نے کہا۔ یہ بات محض بہتان اور افترا ہے۔ آنحضرت اس بات سے بری ہیں بلکہ سلطنت کو آنحضرت سے منسوب کرنا بھی آنحضرت کی سخت اہانت ہے۔ ان دنوں مشہور ہو گیا ہے۔ کہ بادشاہی فوج آنحضرت کی خانقاہ پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ اسواسطے آنحضرت کے مرید احتیاطاً جمع ہو گئے ہیں لیکن آنحضرت نے سب کو واپس کر دیا ہے۔ اگر بالفرض آنحضرت سلطنت کا ارادہ بھی کریں تو انہیں روکنے والا کون ہے۔ کیونکہ شاہی فوج کا اکثر حصہ آنحضرت کا مرید ہے۔ اور باقی مرید لشکر سے بھی کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگر بادشاہ آنحضرت پر حملہ کرنا بھی چاہے تو بادشاہ کے مخصوص فدائی بھی بادشاہ کے دشمن ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ سب آنحضرت کے مرید ہیں روشن الدولہ نے کہا شیخ صاحب کو ہند سے نکال دینا چاہئے تاکہ فتنہ فرو ہو جائے وزیر نے جواب دیا کہ ساتوں ولائتوں میں آنحضرت کے خلفاء اور مرید پھیلے ہوئے ہیں

ہزار ہا آدمی آنحضرت کے طریقہ میں داخل ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ آنحضرت کے مرید ہیں۔ جب آنجناب کے مرید سنیں گے کہ ان کے شیخ کو ملک بدر کیا گیا ہے۔ تو سب شیخ کے ننگ و ناموس کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور تمام بادشاہ انتقام لینے پر کمربستہ ہو جائیں گے۔ جو لوگ ہند میں آنحضرت کے مرید ہیں۔ وہ بھی ان سے مل جائینگے اور سارے ہند کو اپنے تیر کا نشانہ بنائیں گے۔ اور اہل ہند کا ناک میں دم کر دیں گے اس وقت کیا علاج کرو گے۔ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں۔ کہ آنحضرت کی خدمت سے دعا و توجہ کے لئے التماس کرو۔ اور سلطنت کا استقلال انہیں کے طفیل سے سمجھو مملکت کی خیریت انہیں سے طلب کرو۔ اور اس خیال فاسد۔ وہم کاسد۔ کلمات واہیہ اور شیطانی پھسلاؤں سے باز آجاؤ۔ نہیں تو نہ تم رہو گے نہ تمہاری سلطنت یہ کلمات سن کر بادشاہ نہایت خوش ہوا جو وہم اس کے دل میں تھا دور کر دیا۔ اسی اثناء میں شہر میں شور مچ گیا کہ بادشاہ نے وزیر کو بلایا ہے۔ کہ خانقاہ کے لئے فوج مقرر کرے۔ یہ سنکر تمام مغل لڑائی کے لئے تیار ہو کر وزیر کے پاس گئے۔ اور اس بات کی اصلیت دریافت کی۔ وزیر نے ساری کہانی کہ سنائی۔ پھر جا کر بادشاہ سے کہا۔ کہ جا کر آنحضرت سے معافی مانگو ورنہ مغل میرے بس کے نہیں رہے۔ یہ واہیات باتیں جو تمہاری مجلس میں ہوتی رہی ہیں۔ ان کا نتیجہ سوائے ندامت اور پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ بادشاہ نے وزیر کو کہا۔ کہ تم آنحضرت کی خدمت میں میری طرف سے عرض کرو کہ ہم آباؤ اجداد سے اس عالی خاندان کے مرید چلے آئے ہیں۔ اور ہمیں سلطنت بھی جناب ہی کی توجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ میں بھی اپنی سلطنت کا استقلال آنجناب کے طفیل سے جانتا ہوں پھر محضر کی حقیقت بیان کرنا۔ وزیر نے بادشاہ کے کہنے کے مطابق حاضر خدمت ہو کر پیغام پہنچایا اور جھوٹے محضر کی حقیقت بیان کی آنحضرت نے اس کے جواب میں فرمایا۔ میں ہر رات محمد شاہ کی سلطنت کے استقلال کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور تمام کاموں میں اس کا حامی و مددگار ہوں۔ باوجود اپنے حقوق کے پھر وہ میری طرف سے وہم کرتا ہے۔ یہ محضر بالکل بناوٹی ہے۔ مجھے اس کی خبر بھی نہیں۔ کفار سے جزیہ لینے کے بارے میں علما نے ایک محضر لکھا ہے۔ اس محضر میں میں بھی شریک ہوں۔ میری اور محمد شاہ کی مثال خواجہ بہاؤالدین نقشبند

رضی اللہ عنہ اور امیر تیمور کی سی ہے۔ کہ خواجہ نقشبند رضؓ نے اپنی توجہ کی قوت سے امیر تیمور
کو بادشاہ بنایا تھا۔ لیکن امیر تیمور اپنی بادشاہی میں آنجناب کا ممنون احسان نہ تھا
میں نے بھی محمد شاہ کی سلطنت کے لئے بہت کوشش کی ہے۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ
نے اپنے فضل و کرم سے اسے بادشاہ بنایا۔ اس کوشش کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم سے ایسا
سلوک کرتا ہے اور حاسدوں کے ایک ہی دفعہ کے کہنے سے مجھ سے بدظن ہوتا ہے
وزیر نے آنحضرت کی خدمت سے رخصت ہو کر بادشاہ سے سارا ماجرا بیان کیا۔ بادشاہ
کو یہ سنکر تشفی ہو گئی۔ اسی رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک نہایت وسیع
جنگل میں ایک مرد خدا تخت پر بیٹھا ہے۔ اور ہزار ہا اولیا اس کے تخت کے گرد
دست بستہ کھڑے ہیں۔ جہان بھر کے بادشاہ اس عزیز کے پاس آتے ہیں۔ اور
ہر ایک کو سلطنت کا حکم دیتا ہے۔ ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ یہ عزیز جو تخت پر
بیٹھا ہے قطب جہاں اور قیوم زماں شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔ جہان بھر کے
بادشاہ اس کے پیشکار ہیں۔ وہ اس وقت جہان اور اہلِ جہان کا قبلہ توجہ ہے۔ جو
اس پر اعتقاد کامل رکھے گا اس کی دنیا اور دین دونو سلامت رہیں گے اور
جو معتقد نہ ہوگا وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ اسی اثنا میں تمام آدمیوں نے
بادشاہ ہند کو ملامت کی۔ کہ تجھی نے حضرت قطب الاقطاب کے بارے میں خیال فاسد
کیا تھا۔ حالانکہ ان کے اس قدر حقوق تیرے ذمے ہیں۔ دوسرے دن بادشاہ نے
اس مضمون کا ایک رقعہ آنحضرت کی خدمت میں لکھا "حقائق و معارف آگاہ قطبیت
و قیومیت پناہ۔ قدوۃ العارفین رئیس الواصلین یعنی شیخ محمد زبیر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ اشتیاق
ملاقات حد سے زیادہ ہے خدا کرے کسی طرح آنجناب کا دیدار فائض البرکات نصیب
ہو۔ باقی حالات زبانی عرض کئے جائیں گے۔ والسلام" جب بادشاہ کا یہ خط آنحضرت
کو ملا۔ اور قاصد نے زبانی عرض بھی کہا کہ بادشاہ آنحضرت کی ملاقات کا نہایت خواہشمند
ہے۔ تو آنحضرت نے منظور نہ فرمایا۔ بادشاہ نے آنحضرت کی والدہ ماجدہ کی بھی
سفارش کرائی۔ اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مسجد خانہ خدا ہے۔ اگر حکم ہو تو وہاں جناب کی
زیارت کروں۔ یا جمعہ کے روز باغ میں تشریف لے چلیں تو وہاں دیدار فائض الانوار
سے مشرف ہوں لیکن پھر بھی آنحضرت نے قبول نہ کیا۔ اس دفعہ حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے عہد کر لیا ہے۔ کہ جب تک ہم زندہ ہیں۔ تمہارے سوا ملک ہند پر کسی کو حکمران نہ دیکھیں۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ جب نادر شاہ ہندوستان پر قابض ہوا تو وہ بھی دہلی سے لوٹ گیا آگے نہیں بڑھا۔ اور محمد شاہ کو دوبارہ اپنی سلطنت ملی۔ یہ بات انشاء اللہ حسب موقع مفصل بیان ہو گی بادشاہ اس خوشخبری سے پھولا نہ سمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر حضرت قیومیت مآب کی جناب میں بہت تحفے اور ہدیئے بھیجے اور معتقد ہو گیا۔ اس فساد کے مٹ جانیکے بعد ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جو لوگ اس فساد کے بانی مبانی تھے۔ عنقریب غضب الٰہی میں گرفتار ہونگے۔ آنحضرت کے فرماتے ہی عبدالغفور۔ خیر النسا روشن الدولہ اور خواجہ سرا پر جو شاہی عنایت تھی۔ قہر سے بدل گئی۔ اور یہ شاہی قرب و اعتبار کے مرتبہ سے گر گئے عبدالغفور خان کا سحر باطل ہو گیا۔ چنانچہ بادشاہ نے قطعی حکم دیدیا کہ عبدالغفور کا تمام مال و اسباب زر و زیور۔ اونٹ گھوڑا ہاتھی اور سارا گھر لوٹ لیا جائے۔ اسی وقت سپاہی آسمانی بلائے ناگہانی کی طرح ٹوٹ پڑے اور اسکے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس جادوگر کو مع اس کے بیٹے کے گرفتار کر لیا۔ اور میخ دار آہنی پنجرے میں قید کر کے بڑے عذاب سے قتل کیا۔ اور اس کا تمام مال و اسباب شاہی خزانے میں داخل کیا۔ باقی چیزوں کا اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جنس کے علاوہ تیس ہزار روپیہ نقد اس کے گھر سے نکلا۔ کہتے ہیں۔ عبدالغفور خاں اعلیٰ درجے کا جادوگر تھا۔ اس واسطے اس نے بادشاہ کو مطیع کر رکھا تھا۔ کہتے ہیں بعض جادو ایسے بھی ہیں جنہیں استعمال کرتے وقت گوہ کھانا پڑتا ہے۔ اور استنجا نہیں کیا جاتا۔ عبدالغفور خاں بھی اسی قسم کا جادو کیا کرتا تھا۔ خواجہ سرا دیوانہ ہو گیا۔ اور چند روز بعد مر گیا روشن الدولہ بھی غضب شاہی میں گرفتار رہا۔ اس کا تمام مال و اسباب لے لیا گیا انہیں دنوں وہ اسی غم میں بیمار ہو گیا۔ اور زمانے کے ہاتھ سے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر مرا۔ شاہجہاں آباد میں شاہی قلعہ کے مقابل سنہری مسجد اسی کی یادگار ہے۔ خیر النسا جو بادشاہ کی دودھ بہن بنی ہوئی تھی قہر سلطانی میں گرفتار ہوئی۔ بادشاہ نے اسے شاہی قلعہ سے رسوا کر کے نکال دیا۔ اور اس کے مال و اسباب کو شاہی بیت المال میں داخل کیا۔ یہ چاروں شخص سلطنت ہند میں اس قدر غالب تھے اور ان کا رعب اسقدر

تھا کہ تمام امور سلطنت انہیں کے اختیار میں تھے۔ جو چاہتے تھے کرتے تھے حتیٰ کہ جو کاغذ بادشاہ کے پاس دستخط کے واسطے آتے ان پر خیر النسا ہی دستخط کر دیتی۔ غرضیکہ بادشاہ اور وزیر برائے نام تھے۔ سلطنت کے سارے کاروبار وہ خود ہی کیا کرتے تھے چنانچہ نظام الملک نے کہا ہے ؎

در ملک ہند نے شاہ نہ وزیرے　　یک تجبر و یک حیز و یک فقیرے

اسی واسطے نظام الملک ناراض ہو کر دکن چلا گیا تھا۔ اور بادشاہ نے مبارز خاں کو دکن کا حاکم مقرر کر کے اس سے لڑنے کے واسطے بھیجا تھا جیسا کہ اکیسویں سال قیومیت میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ باوجود اس جاہ و جلال اور شان و شوکت کے یہ چاروں یعنی عبدالغفور۔ خیر النسا۔ خواجہ سرائے اور روشن الدولہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے سبب خاک مذلت میں گر پڑے۔ اور کتے کی موت مرے ؎

خدائیکہ بالا و پست آفرید　　زبردست ہر دست دست آفرید

اس فتنہ کے سبب جو انہوں نے برپا کیا تھا۔ ایک ہی سال میں عیش و کامرانی کی مسند اور نشاط و شادمانی کی گدی سے ذلت و حیرانی کے دریا اور عدم کے قید خانے میں جا پڑے ؎

گنج قاروں کہ فرو میرود از قہر ہنوز　　خوانده باشی کہ ہم از غیرت درویشانست

جو فقرا سے الجھا وہ مرا۔

ذکر دربیان

سال بست و نہم از قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء
رضی اللہ عنہ۔ بیان قصہ اصحاب جبل

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی ایک صالحہ مریدہ دن رات پروردگار کی عبادت میں مشغول رہا کرتی تھی۔ سلوک باطنی آنحضرت سے حاصل کر کے فنا و بقا کے درجے کو پہنچا چاہتی تھی۔ کہ وہ اس سال بیمار ہو گئی۔ جب قریب المرگ ہوئی۔ تو اس نے اپنی یہ حالت دیکھ کر اپنا حال آنحضرت سے عرض کر بھیجا۔ کہ میں نزع میں ہوں اگر جناب کے جہان آرا جمال سے مشرف ہو جاؤں تو امید غالب ہے کہ گذشتہ گناہ

بخشے جائیں گے۔ اور ایمان کی سلامتی بھی حاصل ہو جائے گی۔ آنحضرت بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ اس کی حالت سنتے ہی جلدی اس کے پاس پہنچ گئے جب اسے اس نعمت غیر مترقبہ کی اطلاع ہوئی۔ تو مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی اور یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکل گیا ؎

وقت جاں دادن نگارم بر سر بالیں رسید بخت ما بیدار شد وقتے کہ ما را خواب برد

بعد از آں شادی مرگ ہو کر جان جاناں کے حوالے کی۔ آنحضرت اس کی موت سے حسرت زدہ اور رضا بقضا ہو کر اس کے مکان سے باہر تشریف لے آئے۔ جو اس مسافر عالم بالا کی جدائی کا غم جناب کے دل مبارک پر اس طرح ہوا جیسے سانس سے آئینہ پر تیرگی آجاتی ہے۔ کیوں نہ ہو ؎

خاطر روشن دلاں بسیار صائب نازک است میتواں کردن بآہے تیرہ رخسار آئینہ را

اپنی باطنی تشفی اور ظاہری رنج والم کے دفعیہ کے لئے سیر کا ارادہ کیا۔ اس وقت چھوٹے بڑے بہت سے مرید آنحضرت کے ہمراہ سعادت دارین حاصل کر رہے تھے وہ مقبول انام نہایت شوق سے ایسے انبوہ کثیر کے ساتھ قدرت قادر کا تماشا دیکھنے کے لئے اس شعر کے مطابق ؎

جا بجا جلوہ گاہِ معشوق است چشم باید کہ تا نظارہ کند

گلی کوچوں سے گذرتے راستہ طے کرتے جا رہے تھے۔ جب آنحضرت کے ہمراہیوں پر تکان اور سستی کا غلبہ ہوا۔ تو آنجناب ہمراہیوں کے آرام لینے کے واسطے شہر کے درمیان ہی ایک نہایت اونچا پہاڑ تھا۔ جس کی چوٹی پر ایک عمارت سلطان فیروز شاہ کی یادگار تھی۔ اس پہاڑ کے روبرو ایک مینار بھی بنا ہوا تھا۔ اس مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک ارم بنایا۔ یہاں پر قلم سیر ہے میں اس قدوۃ السالکین کی صاف شراب سے مخمور ہو کر پوروؤں کی مدد سے صفحہ قرطاس پر اسے چلاتا ہوں اور کہتا ہوں۔ کہ جب ہادیئے راہ ریاضت نے اس عمارت پر جلوس میمنت مانوس فرمایا۔ گویا آفتاب افلاک کی بلندی سے طلوع ہوا یا مہتر موسےٰ علیہ السلام نے انوار الٰہی کی تجلی لینے کے لئے کوہ طور کو زینت بخشی۔ تو پے در پے تجلیات کا ظہور ہوا اور حق تعالیٰ کی عنایت بے غایت نے آنجناب کو گھیر لیا۔ اس اثناء میں آنحضرت

نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! میرے ہمراہی صبح سے عشا تک بھوکے پیاسے محض تیری خاطر میرے ساتھ رہے ہیں اب یہ تیری نظر عنایت و رحمت کے امیدوار ہیں۔ دعا کے بعد بارگاہ الٰہی سے الہام ہوا کہ میں نے ان سب کو قبول کیا۔ اور ان کے گناہ بخش کر انہیں اپنی بارگاہ کے مقربوں کا صدرنشین کیا۔ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کی اس عنایت کو اپنے ہمراہیوں پر ظاہر کیا اور فرمایا کہ اس نعمت عظمےٰ کا شکریہ بجا لاؤ۔ اصحاب جبل (آنجناب کے ہمراہی) تعداد میں ۷۲ بہتر تھے۔

اسی سال مخدوم زادہ شیخ محمدؒ کی والدہ اس جہان فانی سے سرائے جاودانی کو سدھاریں آنحضرت نے غمزدہ ہو کر ان کی نعش سرہند بھیج دی جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون کی گئی۔

شیخ عادل اور حاجی سعادت اللہ جو قدیم الایام سے آنحضرت کی خانقاہ میں رہا کرتے تھے۔ اور آنحضرت کے مقرب خاص تھے اس سال فوت ہوئے۔

اسی سال شاہجہان آباد میں وبائے عظیم پھوٹ پڑی۔ ایک ایک دن میں ہزارہا لوگ مرتے تھے۔ لوگوں نے عاجز آکر آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آنجناب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے خواجہ محمدؒ صادق رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھ دیتے تھے۔ مریض کے گلے میں باندھتے ہی اسے شفا ہو جاتی۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ اس مرض پر خواجہ صاحب کا اسم مبارک مجرب ہے۔ اس نام سے وبا دفع ہو جاتی ہے کیونکہ آپ کا وصال اسی وبا سے ہوا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جس مریض کے گلے میں میرا نام لکھ کر باندھو گے شفا پائے گا۔ ایک پیسہ اس کی نیاز ہے۔ جب وبا حد سے زیادہ ہو گئی۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ بھی تپ سے بیمار ہو گئے۔ لوگ آنجناب کی بلائیں لیتے تھے۔ آنحضرت فرماتے تھے۔ کہ یہ وبا اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک ہم اس بلا کو اپنے اوپر نہ لیں گے۔ بعد ازاں آپ کو اس شدت کا تپ ہوا حتیٰ کہ پندرہ روز تک کچھ نہ کھایا۔ پھر فضل الٰہی سے شفائے کلی ہوئی اور خلقت کو بھی اس بلا سے نجات ملی۔

ذکر در بیان

سال سیم ازقیومیت حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

آمدن خواجہ سعد اللہ کہ از اکابر مشائخ بخارا بود بخدمت آنحضرت عرضداشت کردن بادشاہ توران بجناب قیومیت مآب وبیان قضایا کہ دریں سال واقع شدہ اند وعنایت شدن آنحضرت را از جناب الٰہی خدمت پل صراط کہ مردم بآسانی بگذرانند

اس سال بخارا کے بڑے شیخ خواجہ اسد اللہ آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے مرید ہونیکا سبب یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ شیخ حبیب اللہ بخاری کے دو فرزند صاحب کمال سجادہ نشین ہوئے۔ ایک شیخ محمد نعمان دوسرا خواجہ اسد اللہ۔ توران کے تمام آدمی ان دونو بھائیوں کے مرید تھے۔ ابوالفیض خاں بادشاہ توران ان دونو کا بڑا نیازمند تھا۔ ہفتہ میں دو دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ جو کام شروع کرتا ان سے پوچھ لیتا۔ اگر وہ اجازت دیتے تو کرتا۔ ورنہ ترک کر دیتا ایک رات خواجہ اسد اللہ نے خواب میں دیکھا کہ تمام حضرات خواجگان نقشبند ایک جگہ جمع ہو کر کہیں جانے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ حضرت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں جو قطب الاقطاب اور قیوم زمانہ ہیں۔ پروردگار کا حکم ہے کہ جو شخص کامل اعتقاد سے ان کی زیارت کریگا۔ اس کے تمام گناہ بخشے جاویں گے اور بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا۔ اسی اثنا میں یہ تمام مردان خدا ہند کی طرف روانہ ہوئے حتیٰ کہ شاہجہان آباد پہنچ گئے۔ اور سب نے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی لیکن تمام دست بستہ آنحضرت کی خدمت میں کھڑے رہے اس وقت آنجناب نے اسد اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم ہمارے پاس کیوں نہیں آتے۔ یہ سنتے ہی خواجہ صاحب بیدار ہوئے اور آنحضرت کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ یہ خواب خواجہ صاحب نے اپنے بھائی شیخ محمد نعمان سے بیان کیا۔ جس نے کہا میں نے بھی ان دنوں ایک خواب دیکھا ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ مجھے فرماتے ہیں کہ تم جا کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہو جاؤ۔ خواجہ اسد اللہ نے کہا میں ہند جا کر آنحضرت کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ جب بادشاہ کو آپ کے ہند جانے کی خبر ہوئی تو اپنے آدمی بھیج کر خواجہ صاحب کو ہند جانے سے روکنا

چاہا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس کی ایک نہ سنی اور ہند کا ارادہ کرلیا۔ خواجہ صاحب کے روانہ ہوتے وقت بادشاہ نے حاضرِ خدمت ہوکر کہا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خانقاہ میں تمام اولیا جمع ہیں۔ اور حضرت خواجہ بھی ان میں بیٹھے فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب ہیں۔ اور پروردگار کے خلیفہ ہیں۔ لوگو ان کی اطاعت کرو۔ تاکہ تمہاری بہتری ہو موجودہ تمام اولیا ان کی برکات و فیوض کے منتظر ہیں۔ جو ان کا معتقد و مرید ہوگا حق تعالیٰ اسے دین و دنیا میں عزت بخشے گا۔ اتنے میں ایک بزرگ نورانی شکل ابلق گھوڑے پرسوار نمودار ہوا۔ اور ایک شخص نے بلند آواز سے پکارا کہ یہ سوار شیخ محمد زبیر محبوب الٰہی ہیں۔ اے دوستان خدا! ان سے مصافحہ کرو اور ان کی پیروی اختیار کرو۔ تاکہ تمہارا قرب الٰہی زیادہ ہوجائے تمام بزرگ جو کھڑے تھے۔ سب نے آنحضرت سے مصافحہ کیا۔ اور پیادہ پا آنحضرت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اتنے میں میری آنکھ کھلی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا آنحضرت کی خدمت میں ارسال کروں۔ پہلے میں آپکو جانے سے روکتا تھا لیکن اب اجازت دیتا ہوں۔ کہ میری طرف سے جاکر میری حالت عرض کرنا اور دعا و توجہ کی درخواست کرنا۔ خواجہ اسد اللہ نے اس بات کو منظور کیا۔ بادشاہ نے اپنی عرضی معہ تحف و ہدایا خواجہ صاحب کے سپرد کر کے رخصت کیا۔ خواجہ صاحب منزلیں طے کر کے شاہجہان آباد پہنچے۔ اور آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر بادشاہ کی عرضی معہ تحف و ہدایا خدمت والا میں پیش کی اور اپنے بھائی شیخ محمد نعمان کا حال بھی عرض کیا۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کے بھائی اور بادشاہ کے حق میں دعا کر کے فرمایا کہ توران کے بادشاہ حضرت قیوم اول کے زمانہ سے لیکر آج تک اس سلسلہ کے مخصوص مرید ہوتے آئے ہیں۔ پھر خواجہ صاحب پر بہت کچھ مہربانی فرمائی۔ خواجہ صاحب بھی خانقاہ عالم پناہ کے غلام ہوگئے۔ حتیٰ کہ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے خواجہ صاحب کے بھائی کے حق میں فرمایا۔ کہ ہم ہر رات شیخ محمد نعمان کے باطن کی طرف متوجہ ہیں۔

اسی سال ایک روز حضرت خلیفۃ اللہ سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آج میں نے میدان قیامت دیکھا ہے اور لوگ جزع و فزع میں مبتلا ہیں۔ مجھے

حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ کہ جا کر پل صراط پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور مسلمانوں کو آسانی سے اس پر سے گذار دو۔ میں حسب الحکم پل صراط پر جا کھڑا ہوا۔ اتنے میں منادی ہوئی کہ اے اہل اسلام حق تعالیٰ نے پل صراط کی خدمت شیخ محمد زبیر رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمائی ہے۔ تمام آکر حاضر خدمت ہو جاؤ۔ تاکہ تمہیں بآسانی پل صراط پر سے گذار دیں بعد ازآں جوق جوق اور گروہ گروہ مسلمان آنے لگے۔ میں ان کا ہاتھ پکڑ کر پل صراط سے گذارتا گیا۔ حتیٰ کہ تمام گذشتہ و آیندہ مسلمانوں کو پل صراط پر سے گذارا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسی سال حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ وجیہ الدین آنحضرت کے مرید ہوئے۔ آپ نے اپنے مرید ہونے کا سبب مجھ (مصنف رح) سے یہ بیان کیا کہ میں ایک روز حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک میں بیٹھا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کھڑے فرماتے ہیں۔ کہ اس وقت شیخ محمد زبیر قطب و قیوم وقت ہیں۔ ان سے جا کر کمالات باطنی حاصل کرو۔ پھر آپ وطن مالوف سے آکر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی کرامت مآب جناب میں مشرف ہوئے اور توجہ کی طلب کی۔ آنحضرت نے اس بارے میں تامل کیا۔ اور فرمایا کہ میں تمہارے پہلے پیر کی اجازت بغیر تمہیں اپنا مرید نہیں کر سکتا۔ اسی اثنا میں میں (مولف کتاب) کسی تقریب سے سرہند جانا چاہتا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ محمد احسان تم سرہند جاتے ہو۔ جاؤ۔ جا کر شیخ ضیاء الدین سے پوچھنا کہ اگر اجازت ہو تو شیخ وجیہ الدین کو مرید کر لیا جائے۔ آخر میں نے حسب الارشاد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت لی اور آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں مرید کیا۔ اور بتدریج عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ انشاء اللہ ان کے احوال میں لکھی جائیں گی۔

اسی سال حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہ کے فرزند شیخ محمد پارسا کا وصال ہو گیا۔ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے آپ کی قبر پر ایک اور گنبد بنایا گیا۔

ذکر در بیان

سال سی ویکم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع سلطان الاولیا رضی اللہ عنہٗ بیان خلافت دادن آنحضرت بہ مولف ایں کتاب فقیر محمد احسان و بیان قضایا کہ دریں سال واقع شدند

اس سال بادشاہ ہند کے وزیر نے مشرقی اور جنوبی مفسدوں کی تنبیہ کیلئے توجہ کی۔ چونکہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی مرضی مبارک نہ تھی کہ وزیر اس کام کے لئے جائے۔ اس واسطے مفت میں چار پانچ مہینے گشت وگرد کر کے ناکامیابی کا منہ دیکھ شاہجہاں آباد لوٹ آیا۔

اسی سال منجھلے مخدوم زادے عبد القادر ثانی کی شادی حضرت مروج الشریعت رضی اللہ عنہٗ کے پوتے شاہ محمد پارسا کی لڑکی سے ہوئی۔ شاہ محمد پارسا حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ کے سجادہ نشین تھے۔ آنحضرت نے شادی کا سامان بادشاہوں کی طرح کیا اور اپنی چھوٹی بہن اور اکثر یاروں اور خلیفوں کو سرہند بھیجدیا۔ قیومیت کے اس نونہال نے سرہند پہنچکر بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور واپس شاہجہاں آباد آکر اپنے والد ماجد کی قدمبوسی حاصل کی۔

اسی سال مؤلف کتاب یعنی فقیر محمد احسان کو جو جناب قیومیت مآب کا جبہ سا ہے۔ آنحضرت نے اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ ۱۱ ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۵ھ ہجری بروز پیر اشراق کی نماز کے بعد اس فقیر کو اپنے سر مبارک سے عمامہ اُتار میرے سر پر رکھا۔ اور اپنا طیلسان مع اتہ مبارک جو چھ مہینے تک مراقبہ کے وقت آنحضرت نے اپنے چہرہ مبارک پر رکھا تھا۔ مجھے عنایت فرمایا۔ ان دنوں ایک شخص ایک عصا بطور نیاز لایا تھا۔ اور چند مرتبہ آنجناب دست مبارک میں لیکر مسجد تشریف لے گئے تھے۔ وہ بھی مرحمت فرمایا۔ اور ایک گھوڑا طاؤسی جو بطور تحفہ امرائے عظام نے بھیجا تھا۔ عنایت کیا۔ اور قبا جو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ نے سالگرہ کے موقعہ پر پہنی تھی۔ از راہ کرم مجھے پہنائی۔ فرماتے تھے کہ میں نے اس قبا میں اپنا خاصہ ودیعت کر رکھا ہے۔ اسے پہن کر میں اپنے باطن کی طرف متوجہ ہوا کرتا تھا۔ پھر خلافت نامہ

اپنے دست مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔ خلافت نامہ یہ ہے۔

خلافت نامہ

فقیر حقیر محمد احسان ابو الفیض کمال الدین کہ حضرت خلیفۃ اللہ

رضی اللہ عنہ بدست مبارک خود نوشتہ اند

"الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوص علی سید الورے صاحب قاب قوسین او ادنی وعلی آلہ واصحابہ نجوم الھدے اما بعد مخفی نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدت تک خدا طلبی کے لئے اس فقیر کے ہمراہ رہے اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور ورثہ انہیں ملی۔ اس واسطے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ علیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے کہ جو برادر مذکور کا ہم نشین ہوگا۔ دونو طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہوگا۔ اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہیں۔ والسلام علی من اتبع الھدے

کتبہ فقیر محمد زبیر"

انہیں دنوں آنحضرت ایک روز باغ کی سیر کے لئے تشریف لیگئے میں بھی آنحضرت کے ہمراہ تھا۔ وقت خوش تھا حق تعالیٰ کی عنایات آنحضرت پر وارد ہوئیں اچانک زبان الہام ترجمان سے نکلا۔ کہ میں ایسے مقام تک گیا جہاں کوئی شخص نہ تھا میں نے بہتیرا چاہا کہ اپنے کسی یار کو بھی وہاں لے چلوں۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ اس مقام میں پہلے بہت آدمی تھے۔ لیکن اس وقت تمہارے سوا کوئی نہیں۔ پھر مجھے (مصنف رح) مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ محمد احسان! اگر تم چاہو۔ تو میں تمہیں اس مقام پر لے چلوں۔ تو میرے لئے فلاں بازار سے حلوا لاؤ۔ بعد ازاں میں نے آداب بجا لا کر اس نعمت کا شکر ادا کیا ۔

منکہ باشم کہ برآں خاطر عاطر گذرم لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم

بعد ازاں میرے حال پر حد سے زیادہ مہربانی کی۔ انہیں دنوں ایک روز مجھے فرمایا کہ تمہیں خلقت کی ارشاد کے لئے پورب بھیجا جاتا ہے۔ چونکہ مجھے آنحضرت کی مفارقت دوبھر تھی۔ اور اپنے آپ کو کسی طرح بھی اس کام کے قابل نہ سمجھتا تھا اسواسطے عرض

کیا کہ مجھے اس آستانہ علیہ سے جدا ہونا ناگوار گذرتا ہے۔ آنحضرت نے حد سے زیادہ تاکید کی۔ کہ عذر کی مجال نہ رہی۔ اور از راہ بندہ نوازی فرمایا۔ کہ میں تمہیں اپنے سامنے قوت ارشاد دیتا ہوں۔ آخر لاچار ہو کر یہ عرضی منظوم کرکے آنحضرت کی خدمت میں پیش کی۔

عرضی قصیدہ

ہر روز ز آتش دل و جاں شعلہ و شرار — چنداں بسوختم کہ شدم انگر و غبار

دل و جان کی آگ سے اس قسم کے شعلے اور شرارے پیدا ہوئے جن سے میں جل کر کوئلہ ہوا اور پھر غبار بن گیا

از آتشِ فراق دل و جانِ من بسوخت — خونابہ شد رواں ز دو چشمانِ اشکبار

جدائی کی آگ سے میرے جان و دل جل گئے — دونو آنکھوں سے خون کے آنسو جاری ہو گئے

نوعے کہ من بسوختم از ترس بیم ہجر — ہرگز کسے نہ سوختہ ز ابنائے روزگار

جیسا کہ ہجر کے ڈر سے میں جلا ہوں — ابنائے روزگار میں سے کوئی نہیں جلا

طاقت نماند آنکہ و ہم شرحِ دردِ او — زاندوہ فرقت و ز جدائی آں نگار

مجھ میں اس معشوق کی جدائی اور فرقت کے سبب اتنی بھی طاقت نہیں کہ اس کے درد کی شرح کر سکوں

ہر شام تا بہ صبح بسوزم ز دستِ ہجر — ہر صبح تا بہ شام نہ آرام و نے قرار

شام سے صبح تک ہجر کے ہاتھوں جلتا ہوں — اور صبح سے شام تک نہ آرام ہے نہ قرار

یا رب چگونہ زندگیِ خود بسر کنم — در فرقتش چگونہ بود طاقت و قرار

اے پروردگار! میں اپنی زندگی کیونکر بسر کروں — اس کی جدائی میں کیونکر طاقت و قرار ہو

او حکم میکند کہ برو ملک خاوری — من در غمِ فراق چناں گشتہ ام شرار

وہ پورب میں جانے کا حکم دیتا ہے اور میری یہ حالت ہے — کہ میں غم فراق میں اس قدر دبلا پتلا ہو گیا ہوں

نے طاقتِ جدائی و نے تاب حکم او — یا رب چساں کنم کہ چنینم زار و نزار

کہ نہ مجھ میں جدائی کی طاقت ہے نہ اسکا حکم بجالانے کی تاب — اے پروردگار! میں اب کیا کروں کیونکہ میں بہت نحیف ہو گیا ہوں

چوں حکم اوست محکم حرماں ہلاکِ جاں — آمد بیاد مصرع فطرت کسے بکار

جب اس کا یہی حکم ہے کہ حرمان سے جان ہلاک کروں — تو مجھے کسی کا اتفاقیہ یہ مصرع یاد پڑا

حرمان و وصل چیست چو مطلب رضائے دوست — خواہی بغمزہ میکش خواہی با نتظار

جب اس کی رضا مطلوب ہے پھر وصل و جدائی کیا حقیقت رکھتی ہے — خواہ تو غمزہ سے ہلاک کر خواہ انتظار رکھے

جان زیر پائے تست چو چشم آرزو چہ باک — جسمیکہ جان نداشتہ باشد چہ اعتبار
جان تیرے پاؤں تلے ہے — جس جسم میں جان نہ ہو اس کا کیا اعتبار

اے آفتاب مطلع انوار حق ز سر — ہستی خلیفۃ اللہ قیوم روزگار
اے باعث سر انوار حق کے مطلع — تو خلیفۃ اللہ اور قیوم روزگار ہے

قطب زمانہ عارف حق نائب رسول — بر مسند شریعت دیں دائم استوار
زمانے کا قطب عارف باللہ اور رسول صلعم کا نائب ہے — شریعت دین کی گدی پر ہمیشہ قائم رہو

روشن بود چو دین محمد ز نور تو — از فیض باطن تو جہاں را بود قرار
تیرے نور کی وجہ سے دین محمدی روشن ہوجیو — تیرے باطنی فیض سے جہان کو قرار حاصل ہے

گروندگی اگرچہ بود پیشۂ فلک — از بہر آنکہ گرد تو گردد ہزار بار
اگر آسمان کا پیشہ ہی گردش کرنا ہے لیکن اسواسطے ہے — کہ تیرے گرد ہزار بار پھرے

احسان امیدوار عنایات فضل تست — لیکن اگرچہ ہست غلام گناہگار
احسان (محمد احسان مولف) تیری عنایت مہربانی کا امیدوار ہے — اگرچہ وہ ایک گنہگار غلام ہے

بعد ازاں مجھے نہایت مہربان ہو کر رخصت فرمایا۔ میں آنحضرت کے قضا تمثال امر کے بموجب مشرقی علاقے کو روانہ ہولیا۔ جب دریائے گنگا سے پار ہوا۔ تو علی محمد خان کے علاقے میں داخل ہوا۔ علی محمد خان سالک اور صاحب حال مرد تھا عدل بذل کرم۔ اور حلم۔ اور نیک خصلتوں میں بے نظیر تھا۔ ہزارہا آدمی اسکے انعام واکرام کے طفیل آسودہ تھے۔ اور بہت سے گاؤں اور قصبے اس کے زیر سایہ محفوظ و مامون ہیں۔ وہاں کے مفسدوں کی اس نے بیخکنی کر ڈالی ہے ہندوؤں کے بت خانوں کو مسمار کرا کے ان کی جگہ مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمہ سے موصوف و متصف تھا۔ اکثر علما و فضلاء نے اس سے باطنی استفادہ کیا۔ جو عجیب و غریب حالات بیان کرتے ہیں۔ اسواسطے قطب وقت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ اسے برادر مہربان لکھا کرتے تھے۔ نہایت صالح متقی اور خدا دوست تھا۔ راتوں جاگنا اس کا پسندیدہ طریقہ تھا اس کی مجلس علما اور مشائخ سے بھری رہتی۔ سوائے تفسیر۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف اور مراقبہ کے اور کوئی کام نہ تھا۔ کبھی ضرورتاً اذکار و عبادات سے فارغ ہو کر مسلمانوں

کی خبرگیری اور احوال پرسی کرتا۔ اس کا علاقہ اس کے عدل کے سبب جنت آباد تھا۔ اور سیاح لوگ اسے سمرقند اور بخارا کا ثانی بتلاتے تھے۔ محمد علی خان میرا نہایت مخلص تھا۔ کیونکہ میں اس سے پیشتر مجذوب ہوکر آوارہ پھرا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اُدھر بھی آ نکلا۔ اس وقت اس رئیس سے ملاقات کا اتفاق ہوا تھا پھر جب جناب قیومیت مآب کی آستان بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اور آنحضرت نے مجھے اس سفر کا حکم دیا۔ اور میرا گذر یہاں ہوا۔ تو اس عزیز نے مجھ پر نہایت مہربانی کی اور مجھے بھی اس کے حالات پسند آئے۔ چونکہ آنحضرت کی مرضی مبارک یہی تھی کہ میں اسی جگہ رہوں۔ اس واسطے مجبور اً یہیں رہنے سہنے لگا۔ اور آج تک یہیں رہتا ہوں وہ عزیز اور اس کے لواحق و توابع میرے مخلص ہیں۔ انہیں دنوں ایک منظوم عرضی آنحضرت کی خدمت میں لکھی جس کا جواب آنحضرت نے نظم میں دیا۔ ہر دو درج ذیل ہیں۔

عرضداشت فقیر محمد احسان بجناب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اے پیک صبا رساں سلامے　　از ذرۂ کمترین غلامے

اے صبا کے قاصد! کمترین غلام ذرۂ بمقدار کی طرف سے

در حضرت پاک ہادیٔ راہ　　قیوم زماں خلیفۃ اللہ

ہادیٔ راہ قیوم زماں خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلام پہنچا

قیوم چہارم جہان است　　ثانی مجدد زمان است

وہ جہاں کے چوتھے قیوم اور زمانے کے دوسرے مجدد ہیں

اے خاتم مظہر محمد　　اتمام کمال دین احمد

اے مظہر محمد کے خاتم اور　　دین احمد کے کمال کے متمم

کز امر تو ایں سفر گزیدم　　در قصبہ آنولہ رسیدم

آپ ہی کے حکم سے میں نے یہ سفر اختیار کیا　　اور قصبہ آنولہ میں پہنچا

سالار دریں نواحی واحد　　خانیست کلاں علی محمد

اس علاقے کا سردار علی محمد نام ایک بڑا خان ہے

از داد و کرم کمال دارد　　ہر دم بحق اشتغال دارد

جسے بخشش اور انصاف میں کمال حاصل ہے　　اور جو ہر دم حق میں مشغول ہے

خدمات مرا سعادت انگاشت ازدل علم ارادت افراشت
اس نے میری خدمت کو سعادت سمجھا اور تہ دل سے میرا مرید ہوا

اندر طلب خدا است زاخلاص معروف شریعت بہ نیت خاص
اخلاص دل سے وہ خدا کا طالب ہے اور شریعت میں خاص نیت سے معروف ہے

امید کہ خاص خود شمارند در جرگۂ خاصگاں درآرند
امید ہے کہ جناب اسے اپنے خاصوں میں شمار کرکے اپنے مخصوصوں کے گروہ میں شامل فرمائینگے

پے رشد زمن امیدوار ست ما را بجواب انتظار است
وہ مجھ سے ارشاد کی تمنا کرتا ہے لیکن میں اس کے مرید کرنے میں متامل ہوں

چندیں افغاں گرفتہ تلقین زاں جان محمد و صدر دین
کئی پٹھانوں نے مجھ سے تلقین حاصل کی ہے انمیں سے جان محمد و صدر دین کی حالت اچھی ہے

یک سر زفنائے دل گذشتہ دیگر بہ فنائے دل رسیدہ
ایک تو فنائے دل سے آگے ترقی کر گیا ہے اور دوسرا ابھی فنائے دل تک پہنچا ہے

بعضے بہ لطیفہ ہائے خمسہ مشغول شدہ صباح و امسا
باقیوں میں سے بعض صبح و شام لطائف خمسہ میں مشغول ہیں

دو واقعہ عجیب دیدیم یک طرفہ تر و غریب دیدیم
میں نے خواب میں ایک نہایت عجیب و غریب معاملہ دیکھا۔ وہ یہ کہ

در جامۂ سرخ یک نسائے در خوبی و حسن دلربائے
ایک نہایت ہی حسین اور دلربا عورت سُرخ لباس پہنے ہوئے ہے

پائم زغلط برو بر افتاد از دیگر سوزنے ندا داد
اس پر جب غلطی سے میرا پاؤں پڑا تو دوسری طرف سے ایک عورت نے آواز دی

کہ احسان بنگر و ایں جمالم من نور خدائے ذوالجلالم
کرلے احسان! ذرا میرے جمال کو تو دیکھ میں تو خدائے ذوالجلال کا نور ہوں

دیگر کہ شدیم مست سرشار مدہوش خمار سخت خمار
دوسرے یہ کہ میں مست و سرشار ہوگیا اور پھر سخت خمار میں مبتلا ہوا

دیگر شدہ دائرہ نمودار گم شد زمیانش نقطہ پرکار

اور یہ ایک دائرہ نمودار ہوا لیکن اس کا مرکز گم ہے

زلبم لعاب تاں ہمہ ریخیت خلقے بہ ملامتم درآویخیت

اس دائرے میں میرا لعاب دہن گرتا ہے میری یہ حالت دیکھ کر لوگ مجھے ملامت کرنے لگے

جملہ بجواب باز گشتند گفتند زمانہ ساز رفتند

سب نے مجھے یہ کہکر کہ یہ زمانہ ساز ہے جواب دے دیا اور چلتے بنے

حل کن ہمہ مشکلات ما را مے بیں بہ تفضلات ما را

جناب میری ان مشکلات کو حل فرمائیں اور نگاہ تفضل سے دیکھیں

احساں کہ از حضرت پیر است متوقع از دعائے خیر است

احسان زبیری بارگاہ سے دعائے خیر کا امیدوار ہے

مکتوب آنحضرت در جواب عرضداشت ایں مسکین

اے نسیم صبا بصد عنواں گر توانی سلام ما برساں

اے نسیم صبا! اگر تجھ سے ہو سکے تو سینکڑوں طرح سے ہمارا سلام

بر آنکہ ہست شیخ زماں صاحب ارشاد مردمان جہاں

شیخ زماں اہل جہاں کے صاحب ارشاد

غرق دریائے وحدت عرفاں سالک راہ حق میاں احساں

دریائے وحدت و عرفان میں غرق شدہ اور راہ حق کے سالک میاں احسان کو پہنچا

ہر کہ باشد ز حال ما پرساں یک بیک را سلام ما برساں

جو جو ہمارا حال پوچھے انہیں ایک ایک کر کے ہمارا سلام پہنچاؤ۔ وہ تحریر کہ

کہ ماہ مبارک رمضاں بہ شب ختم حضرت قرآں

کہ ماہ مبارک رمضان میں جس رات قرآن شریف ختم ہوتا تھا

عرضئ آں محب با اخلاص گشت روشن چو سورۂ اخلاص

اس مخلص محبد کی عرضی سورۂ اخلاص کی طرح روشن ہوئی

عرضئ مثل گلستاں رنگیں پائے تا سر چو نیشکر شیریں

وہ عرضی پھلواڑی کی طرح رنگین تھی اور سرتاپا گنے کی طرح میٹھی تھی

چوں شدم آگہ از مضامینش — بکشودم زباں بہ تحسینش
جب میں اس کے مضامین سے آگاہ ہوا — تو میں نے اس کی تعریف کیلئے زبان کھولی

کہ ہمہ بود حسب اہل اللہ — معنیٔ لا الٰہ الا اللہ
کیونکہ وہ ساری کی ساری اہل اللہ کے حسب حال — لا الٰہ الا اللہ کے معانی تھی

کردہ بودی ز حب خود تحریر — بر شما نیست حاجت تقریر
جو تو نے محض اپنی محبت سے لکھی — تمہیں اپنی محبت کے اظہار کی ضرورت نہیں

صدق ہر کس بقدر دانش اوست — پیش ما ظاہر است دشمن و دوست
کیونکہ ہر شخص کا صدق اس کے علم کے مطابق ہوتا ہے۔ اور ہمیں دوست و دشمن معلوم ہیں

آں قدر مقبل و وفا کیشی — ہر چہ بنوشتۂ از آں بیشی
تم اس قدر مقبل اور وفادار ہو — کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے تم اس سے بھی زیادہ ہو

حق تعالیٰ سلامتت دارد — تا ابد بے ملامتت دارد
اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے — اور ابد تک بے ملامت رکھے

ہستی از گلشن مجدد دیں — آں شہ رہنمائے راہ یقیں
تم مجدد دین کے باغ سے ہو — جو راہ یقین کے رہنما تھے

تو ہم اولاد آں شہنشاہی — بیش زیں از خدا چہ میخواہی
تم اسی شہنشاہ کی اولاد ہو — اس سے زیادہ اور کیا خدا سے چاہتے ہو

اے پسر از نصیحتم مخروش — سخنم را بکن چو در در گوش
بیٹا میری نصیحت سے جوش و خروش میں آنا — میری بات کو کان میں موتی کی طرح پہن لینا

خود بخود طالب مرید مشو — ہمچو یاران وزعید مشو
خود بخود مرید کا طالب نہ ہو جانا — اور نہ ہی عید کے کن یاروں کی طرح بن جانا

ہر کہ آید ز راہ صدق و صفا — بنشاں بر دلش نہال وفا
جو سچے دل سے حلقہ مریدی میں داخل ہونا چاہے — اس کے دل میں وفا کا پودا لگا دینا

شو بہ تلقین ذکر او مشغول — تا کہ گردد بہ نزد حق مقبول
اور اسے ذکر الٰہی تلقین کرنا — تاکہ وہ حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جائے

بطفیل خدا اثر بینید — قدرت حق بچشم سر بینید

وہ اللہ تعالیٰ کے طفیل سے اثر دیکھے　　اور قدرت حق کو ظاہری آنکھوں سے دیکھ لے

دلِ ہر کس کہ شبہ ناک بود　　شغل نا داد و یش چہ باک بود

جس کے دل میں شبہ ہو　　اُسکو شغل الٰہی میں نہ مشغول کرنا کچھ مضائقہ نہیں

نکنی بہر طالباں تاخیر　　زیں سبب نیست حاجت تحریر

طالبوں کے واسطے دیر نہ کرنا　　کیونکہ اس بارے میں لکھنے کی کوئی ضرورت نہیں

زینہار اے پسر بصد زنہار　　کہ حذر کن ز نفس آدم خوار

خبردار! ہرگز ہرگز نفس آدم خوار کے کہنے میں نہ آنا۔ اور اس سے ڈرتے رہنا

نفس را در طریقہ راہ مدہ　　پائے در راہ اشتباہ منہ

نفس کو طریق راہ میں دخل نہ دینا　　اور کسی مشتبہ طریقے میں پاؤں نہ رکھنا

تا بنزدِ خدا شوی مقبول　　راہ یابی بحق رسی بحصول

تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤ　　اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہ تمہیں مل جائے

مندرج بود در عریضہ چنیں　　کہ بدیدم بخواب مہر جبیں

تمہارے عریضہ میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں نے خواب میں ایک مہ جبین کو دیکھا ہے

او بمن التفات بیحد کرد　　نشہ ساں ہوش از سرم رد کرد

جس نے حد سے زیادہ توجہ کی ہے　　جس کے سبب میں متوالا ہو گیا ہوں

مژدہ باد ترا ازیں شادی　　گز خرابی رسی بہ آبادی

سو تمہیں اس خوشی کی خوشخبری دی جاتی ہے　　کہ خرابی سے نکل آبادی نصیب ہوگی

ایں خبر مے دہد ز استعداد　　کہ خدایت نمود استمداد

اس سے تمہاری استعداد کا پتہ لگتا ہے　　کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی

ایں ولایت ز سرورِ دین است　　کہ بہ معنی نشانِ او این است

یہ سرور دین کی ولایت ہے　　کیونکہ حقیقت میں یہ نشان اسی کا ہے

ز آں ولایت ترا شمر باشد　　ز ایں ولایت ترا خبر باشد

تم اس ولایت (ولایت محمدی) میں شمار کئے جاؤ گے اور اس ولایت کی تمہیں خبر ہوگی

ذکر در بیان

قضایا کہ در سال سی و دوم از جلوس قیومیت حضرت قیوم رابع

سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ بوقوع آمدہ اند۔ آمدن حضرت
شیخ ضیاء الدین یوسف کہ بلا واسطہ نبیرہ حضرت مجدد الف
ثانی رضی اللہ عنہٗ بودند از سرہند بزیارت آنحضرت

اس سال شیخ ضیاء الدین جو حضرت شیخ محمد یحییٰ المشہور بہ شاہ جیو کے بلا واسطہ فرزند اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے پوتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی زیارت کے لئے سرہند سے شاہجہان آباد آئے۔ اسکی مفصل کیفیت یوں ہے۔ کہ حضرت شیخ ضیاء الدین نے سلوک باطنی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہٗ سے حاصل کر کے حضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ سے پورا کیا اور خلافت پائی۔ ان دنوں آپ خلق اللہ کے مرجع و مآب تھے۔ اور تمام حضرات سرہند آپکی اطاعت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ بیواسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے پوتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کا کوئی اور پوتا زندہ نہ تھا۔ علاوہ ازیں آپ عمر میں بھی تمام مشائخ سرہند سے بڑے تھے۔ اسواسطے سارے آپ کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ جمعہ کے روز سارے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ اور لوگوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ بیان سے باہر ہے۔ جب آپ کی عمر اخیر کو پہنچی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ اب تمہاری زندگی تھوڑے دن اور ہے۔ بہتر ہے کہ قطب زماں قیوم جہاں کی خدمت میں جاکر اپنے واسطے توجہ کی درخواست کرو۔ آپ نے یہ کشف دیکھکر شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ جب شہر کے رؤساء نے آپ کا یہ ارادہ سُنا۔ تو سارے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اس ضعف و پیری میں سفر کرنا مناسب نہیں اس عارف باللہ نے مذکورہ بالا ماجرا انہیں سنایا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہاں جانے پر مامور ہوں۔ یہ کہکر شاہجہان آباد کی راہ لی۔ صبح کے وقت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے دیدار فائض الانوار سے مشرف ہوئے۔ اور مریدانہ سلوک تواضع اور ادب کیا۔ آنحضرت نے آپ سے بھی زیادہ آپ کا ادب کیا کیونکہ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہٗ کے پوتے تھے۔ آپ نے اپنا مکاشفہ عرض کیا اور فیض باطنی کے لئے درخواست کی۔ آنحضرت نے آپ کے حق میں توجہ باطنی

اور القائے نسبت کیا۔ بعد ازاں آپ چند روز آنحضرت کی خدمت میں رہکر واپس سرہند آئے۔ سرہند پہنچتے ہی آپ مرض موت میں مبتلا ہوئے۔ اور تھوڑے دن بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ اپنے والد کے قبہ میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے محاذی مدفون ہوئے۔ لوگوں کو آپ کی وفات کا سخت افسوس ہوا کیونکہ اب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کوئی بیواسطہ پوتا زندہ نہ تھا۔

ذکر انتقال مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار ازین جہان پر ملال

اس سال مخدوم زادہ خواجہ محمد احرار جو آنحضرت کے تیسرے فرزند تھے۔ بیمار ہوگئے۔ حضرت سلطان الاولیاء کو آپ کی بیماری کا ازبس غم ہوا۔ کیونکہ آنحضرت اس سلالۂ دودمان قیومیت کی طرف بہت متوجہ تھے۔ اور اس مخدوم زادہ کی استعداد کی حد سے زیادہ تعریف کیا کرتے تھے۔ بلکہ ان بشارات کا اشارہ کیا کرتے تھے جن سے مشائخ کبار ممتاز ہوتے ہیں۔ جوں جوں مخدوم زادہ صاحب زیادہ بیمار ہوتے جاتے تھے۔ آنجناب زیادہ ملول ہوتے جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک روز میرے (مولف رح) والد بزرگوار کو فرمایا کہ بھائی صاحب میں نے محمد احرار پر اس طرح کی توجہ کی ہے کہ اگر پہاڑ پر بھی کرتا تو موم کی طرح پگھل جاتا۔ لیکن تقدیر حق کا کوئی علاج نہیں۔ اغلب ہے کہ یہ فرزند اس مرض سے نجات نہیں پائے گا۔ یہ کہتے ہی مخدوم زادہ کا مرض ایک سے سوگنا ہوگیا اور دن بدن حالت بدلتی گئی۔ جس دن فوت ہونا تھا۔ اس دن صبح کے وقت آپ کی حالت میں کچھ تبدیلی ہوئی۔ جیسا کہ موت کے قریب پہنچکر اکثر ہوا کرتا ہے۔ ایک شخص نے آکر یہ خبر آنحضرت کو دی تو آنحضرت نے فرمایا کہ یہی نامبارک دن ہے۔ اس بات کو ابھی ایک لمحہ بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ خبر آگئی کہ مخدوم زادہ صاحب جانکنی میں ہیں۔ آنجناب یہ وحشت اثر خبر سُنکر گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابھی گھر کے دروازے پر پہنچے تھے کہ شاہزادہ نے جان خدا کے سپرد کی اور پاس بیٹھے ہوئے اشخاص سے گریہ وزاری کی آواز نکلی۔ آنحضرت فصبر جمیل کہکر دروازے کے پاس کے کنوئیں پر بیٹھ گئے لیکن وقار کو ہاتھ سے نہ دیا۔ افسوس وغیرہ کا کوئی لفظ تک

زبان سے نہ نکلا کبھی کبھی آنکھوں سے آنسو رخساروں پر گرتے تھے۔ سوائے اسکے اور کوئی بیقراری یا افسوس کی علامت نہ دیکھی گئی۔ بعد ازاں مخدوم زادہ کو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر نعش سرہند بھیج دی۔ منجھلے مخدوم زادہ صاحب پہلے ہی سرہند میں تھے وہ اور اور اکابر شہر نعش کے استقبال کو آئے۔ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کی پائنتی کی طرف دفن کیا ہے

از مرغ فغاں سرود برخاست | وز چشمۂ غنچہ گرد برخاست
ہم باد برابر آستیں زد | ہم آب کلاہ بر زمیں زد
بادے چو دم نہنگ خونریز | آبے چو سحاب اژدہا تیز
گلزار شد از گل افسردہ | غمخانہ صد چراغ مردہ
برخاست خزاں بہر کنارے | افتاد چمن بجنا گبارے

ماتم پرسی کے دن گذرنے پر خواجہ عبدالقادر والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت کو اس واقعہ سے اس قسم کا غم والم ہوا کہ قلم اس کے تحریر کرنے سے قاصر ہے۔ ہر ہفتے جمعہ کے روز باغ کی سیر کو تشریف لیجایا کرتے تھے وہ بھی ترک کر دیا۔ اور مریدوں کو توجہ دینا بھی چندروز کے لئے موقوف کر دیا۔ صبح وشام کے اوراد میں بھی تغیر و تبدل ہو گیا ضعف بدن بھی حد سے زیادہ ہو گیا طرح طرح کے امراض پیدا ہوئے۔ چنانچہ چند مرتبہ ایسا ضعف طاری ہوا۔ کہ لوگوں کو آنحضرت کی ناامیدی ہو گئی۔ پھر تخفیف ہو جاتی لیکن پھر عود کر آتا۔ گو آنحضرت اپنے آپ کو بہ تکلف تندرست ظاہر کرتے تھے۔ لیکن زیادہ کمزور ہوتے جاتے تھے۔ سات سال یہی حالت رہی۔ ایک دن بھی صحت میں نہ گذرا۔ ان دنوں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے اندر شیخ رہ گیا ہے۔ آخر اس ضعف کا نتیجہ یہ ہوا کہ سل دق کا عارضہ ہو گیا اور اسی عارضہ سے آنحضرت کا وصال ہو گیا۔

ذکر در بیان

سال سی و سوم از جلوس قیومیت آنحضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بیان وقائع کہ دریں سال واقع شدہ اند۔ باز

نمامت کردن حاسداں بہ سلطان عصر از حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ

اس سال بعض حاسدوں نے اپنی شقاوت ازلی کے سبب حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت خلاف واقع کلمات بادشاہ وقت سے کہے۔ بادشاہ کو اپنی معہودہ عادت کے مطابق وہم سا ہو گیا۔ گو بادشاہ آنحضرت کا بڑا معتقد تھا۔ لیکن مغلوں کی وجہ سے جو آنحضرت کے غلام تھے۔ اور کبھی کبھی بادشاہ اور ان کے درمیان نفاق ہو جاتا تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے۔ اکثر بادشاہ سے دینی امور میں کوئی ایسی بات ظاہر ہو جاتی جس کی بابت مغل آنحضرت کی خدمت میں شکایت کرتے تھے اسواسطے بادشاہ کو ان کا رعب غالب معلوم ہوتا تھا۔ واقعی سلطنت میں سراسر ڈر اور خوف ہوتا ہے۔ بادشاہ نے تنگ آ کر اپنے بعض فدائیوں کو تفتیش کے لئے آنحضرت کی خانقاہ میں بھیجا۔ اسی اثناء میں حاجی امان بدخشی جو آنحضرت کا خلیفہ تھا۔ بطور مسافر دو تین دن سے آنحضرت کی خانقاہ میں آیا ہوا تھا اسے مار پیٹ ہوئی کہ یہ شاہی جاسوس ہے۔ جب آنحضرت نے اسے پٹتے دیکھا۔ تو جھڑک کر لوگوں کو منع کیا اور فرمایا کہ وہ جاسوس نہیں بلکہ (ایک پاس کھڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کر کے) یہ جاسوس ہے۔ پھر اسے اپنے پاس بلا کر فرمایا۔ کہ خبردار! اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو کسی قسم کی جھوٹی خبر بادشاہ کو نہ دینا۔ اس نے عرض کیا کہ کیا مجال کہ میں قطب زماں کو ناراض کروں۔ اور غضب الہی میں گرفتار ہو جاؤں۔ آنحضرت نے اسکے حق میں دعا کی۔ انہیں دنوں ایک اور جاسوس نے بعض حاسدوں کے کہنے سے جھوٹی خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ خبر پہنچاتے ہی اس کا سارا چہرہ سوج گیا اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ جب بادشاہ نے اس بات کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ یہ خبر محض جھوٹ تھی اسلئے شرمندہ ہو کر آنحضرت سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ اگر آنحضرت جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر مغل وغیرہ مسلمانوں کو میری اطاعت کا حکم دیں۔ تو میری سلطنت کو نہایت تقویت ہو جائے گی۔ آنجناب نے اس بات کو منظور فرما کر جمعہ کے روز نماز سے فارغ ہو کر منبر پر آ کر تمام وضیع و شریف کے روبرو اپنی خانقاہ میں فرمایا۔ یا ایہا الناس اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ بادشاہ وقت کی اطاعت کو واجب جانو۔ سب نے جان و دل سے آنجناب کے فرمان کو قبول کیا۔ بادشاہ یہ

خبر سنکر نہایت ہی خوش ہوا۔ اس کے شکریہ میں تحف وہدایا نذر کئے۔ بعد از آں آنحضرت کے بارے میں حاسدوں کی بات کو نہ سُنا۔ تھوڑی مدت میں حاسدوں کا جان ومال نیست ونابود ہوگیا لیکن آنجناب کا مزاج مبارک بادشاہ سے بہت منحرف ہوگیا۔ کہ باوجود اس قدر توجہات کے پھر فاسد خیالات اس نے کئے۔ آنحضرت ان دنوں فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے نزدیک سلطنت رائی کے دانے کی طرح ہے لیکن مَیں نہیں جانتا۔ کہ محمد شاہ کن خیالات میں ہے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد ان خیالات کا بدلہ اسے مل گیا۔ لیکن پھر آنحضرت نے ازراہ بندہ نوازی اس کو اس بلا سے نجات دلوائی۔ جو انشاء اللہ عنقریب ہی بیان کیا جائے گا۔ اس ہنگامہ کے بعد بادشاہ نے پھر آنحضرت کی ملاقات کی خواہش کی۔ لیکن بے سود۔ آنحضرت نے وہی پہلا جواب دیا اور عذر کر بھیجا۔

ذکر دربیان

خلافت دادن خواجہ عزیز اللہ وفرستادن اورا بہ بدخشان و بیان قضایا کہ خواجہ را درآں ملک دست دادہ وعرضداشت شاہ بدخشان بجناب آنحضرت رضی اللہ عنہٗ

اسی سال حضرت سلطان الاولیا نے خواجہ عزیز اللہ بدخشی کو خلافت دیکر بدخشان روانہ فرمایا۔ جب آپ وہاں پہنچے۔ تو وہاں کا بادشاہ جو آپ کے آباؤاجداد کا قدیمی مرید تھا۔ آپ کے استقبال کے واسطے آیا۔ اور آپ کو نہایت تعظیم وتکریم سے شہر میں لے گیا۔ اس ملک کے تمام باشندے آپ کے مرید ہوئے۔ اور علما ومشائخ حلقہ بگوش غلام بن گئے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے صبح شام آپ کے حلقے میں حاضر ہوتے۔ ایک روز بادشاہ نے خواجہ صاحب سے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ صاحب نے آنحضرت کی بزرگی کماحقہٗ بیان کی۔ بادشاہ نے کہا۔ اس وقت ایسے بزرگ کا ہونا بہت غنیمت ہے لیکن گذشتہ اولیاء کو اپنی ولایت میں عجب استقلال ہوا کرتا تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا آجکل ہزاروں ویسے کیا بلکہ ان سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خانقاہ میں موجود ہیں۔ اور آنحضرت سے باطنی فیض حاصل کرتے ہیں۔ تم نے حضرت سلطان الاولیاءؒ

رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھ رکھا ہے آنجناب قیوم زمانہ ہیں اور آنجناب کا بدن مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ خمیر طینت سے بنا ہوا ہے۔ تمام قطب فرد اور غوث قیوم کے نائب ہوتے ہیں۔ سو سوائے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ۔ عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ اور خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے اور کوئی شخص قیوم نہیں ہوا۔ تمام اولیائے سلف وخلف حضرت سلطان الاولیا کے ظل کمالات کے دائرہ میں ہیں۔ بادشاہ یہ سنکر خاموش ہو گیا۔ ہاں یا نا کچھ بھی نہ کی۔ دیر کے بعد کہا۔ کہ بیشک تم انہیں اس قدر بزرگ سمجھتے ہو گے لیکن میرے خیال میں تمہارے دادا شیخ خلیل اللہ بدخشی جیسا ایک بھی نہیں۔ خواجہ صاحب سخت ناراض ہو کر مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بلند آواز سے کہا۔ کہ اے بادشاہ! دیر نہیں گذریگی کہ تم حضرت خلیفۃ اللہ کے غضب میں گرفتار ہو گے۔ تم نے حضرت سلطان الاولیا کی سلطنت کو قبول نہیں کیا۔ ہم تمہیں بدخشاں کی سلطنت سے معزول کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب ناراض ہو کر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اپنے تمام یاروں کو جمع کر کے فرمایا۔ کہ آؤ اس کے حق میں بددعا کریں کہ حق تعالیٰ اسے اس جہان سے اٹھالے۔ پھر نہایت عاجزی سے دعا کی دعا کرتے ہی بادشاہ کے پیٹ میں درد اٹھا۔ اور اسی رات اس جہان فانی سے چل بسا۔ دوسرے دن ارکان سلطنت نے ایک اور کو تخت شاہی پر بٹھایا۔ اس بادشاہ کو خواجہ صاحب کی خدمت میں لاکر آپ سے استقلال سلطنت کے لئے دعا منگائی۔ خواجہ صاحب نے تاج شاہی اس کے سر پر رکھکر دعائے استقامت کی۔ اور اسے فرمایا تمہاری سلطنت کا قیام حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے کمالات اور قیومیت کے اعتقاد پر موقوف ہے۔ اس نے کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ بدخشان میں تشریف فرما ہوئے ہیں۔ اور بہت سے نورانی چہروں والے آنحضرت کے ساتھ ہیں۔ اور سخت ناراض ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ شاہ بدخشاں کو حاضر کرو۔ اتنے میں مردہ بادشاہ کو لائے آنحضرت نے فرمایا۔ کہ ہم نے تمہاری ہدایت اور تمہاری سلطنت کے استقلال کے لئے اپنا خلیفہ بھیجا لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی بلکہ بجائے شکر گذار ہونے کے کفران نعمت کیا۔ تم سلطنت کے لائق نہیں۔ ہم

تمہیں سلطنت سے معزول کر کے اس جہان کو تمہارے وجود سے پاک کرتے ہیں۔ پھر مجھے بلا کر تاج شاہی میرے سر پہ رکھ کر فرمایا۔ ہم نے تجھے بدخشان کا بادشاہ کیا۔ اپنی سلطنت میں عدل کرنا اور قیوم اربعہ کی قیومیت کا معتقد رہنا۔ ہمارے خلفاء کی خدمت کرنا جب میں جاگا تو شہر میں شور مچا ہوا تھا کہ بادشاہ مرگیا ہے۔ ارکان سلطنت نے آکر مجھے شاہی تخت پر بٹھایا بعد ازآں خواجہ عزیز اللہ کا مرید ہوا اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی بیعت قیومیت بھی خواجہ صاحب کے ہاتھ پر کی۔ اور اپنی عرضی معہ تحف وہدایا حضرت قیوم رابع سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں بھیجی۔ جب اس کی عرضی معہ خواجہ صاحب کی عرضی کے آنحضرت کی خدمت میں پہنچی۔ تو آنحضرت نے بادشاہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ اور اپنے مخلصوں کے زمرے میں شامل کیا۔

ذکر دربیان

مراجعت شیخ محمد نعمان حق رسا کہ نبیرۂ حضرت مروج الشریعت کہ رئیس مشائخ سرہند اند از حرمین الشریفین واخذ فیض کردن از حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ

اسی سال شیخ محمد نعمان حق رسا جو شیخ محمد پارسا کے فرزند رشید اور حضرت مروج الشریعت کے پوتے اور تمام حضرات سرہند کے سردار تھے حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کی خدمت میں مرید ہوئے، اس کی مفصل کیفیت یوں ہے کہ شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد کی خدمت سے کسب و کمال حاصل کیا تھا۔ ان کے وصال کے بعد حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفاً و کرماً گئے۔ وہاں آپکو بے شمار اور لاانتہا باطنی ترقیات نصیب ہوئیں۔ اور حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے کمالات کو بھی دیکھ لیا۔ بلکہ جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ جو سالک اس زمانہ میں ہیں اگر اپنے باطن کی سلامتی چاہتے ہیں۔ تو حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہٗ کے مرید ہوجائیں خصوصاً آپ کو تو حکم ہوا کہ تم جا کر قیوم زماں کی خدمت سے فیض اخذ کرو۔ علاوہ بریں شیخ محمد نعمان نے اپنے والد ماجد سے سنا تھا۔ کہ قطب الاقطابی کا منصب حضرت شیخ محمد زبیر کو حاصل ہے۔ اس واسطے آنحضرت کی قطب الاقطابی کے معتقد تھے۔ اس سفر سے واپس آکر